www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری

Part 251-270

مصنف
شیخ غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری
حفظہ اللہ

Template.net

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۵۱)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: ممنوعہ اوقات میں آیت سجدہ پڑھنا اور سجدہ کرنا کیسا ہے؟

جواب: آیت سجدہ پڑھنے اور سجدہ تلاوت کرنے کے لیے کوئی وقت ممنوع نہیں، دراصل ممنوع وقت مطلق نوافل کے لیے ہے، سجدہ تلاوت نماز نہیں۔ لہٰذا طلوع آفتاب، غروب آفتاب اور زوال کے وقت آیت سجدہ تلاوت بھی کی جا سکتی ہے اور سجدہ بھی کیا جا سکتا ہے۔

سوال: اگر کسی نے اوقات ممنوعہ میں نوافل پڑھنے کی نذر مانی، تو کیا حکم ہے؟

جواب: یہ نذر جائز نہیں، اوقات ممنوعہ میں مطلق نوافل پڑھنا جائز نہیں، البتہ سببی نماز پڑھی جا سکتی ہے۔ مگر جان بوجھ کر ممنوع وقت میں نماز پڑھنے کی نذر ماننا جائز نہیں۔ جس نے ایسی نذر مانی، اس کے لیے ضروری ہے کہ نذر توڑ دے اور اس کا کفارہ ادا کر دے۔

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ نَذَرَ أَنْ يُّطِيعَ اللّٰهَ فَلْيُطِعْهُ، وَمَنْ نَذَرَ أَنْ يَّعْصِيَهٗ فَلَا يَعْصِهٖ .

”جس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی نذر مانی ہے، وہ اس کی اطاعت کرے (یعنی نذر پوری کرے) اور جس نے اللہ کی نافرمانی کی نذر مانی ہے، وہ نافرمانی نہ کرے (یعنی نذر پوری نہ کرے)۔“

(صحيح البخاري : 6696)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: کیا ممنوع اوقات میں تلاوت قرآن کریم کی جا سکتی ہے؟

جواب: جی ہاں، تلاوت کی جا سکتی ہے، ممانعت پر کوئی دلیل معلوم نہیں۔

سوال: ممنوع اوقات میں ذکر الٰہی اور درود وغیرہ پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: نماز عصر کے بعد نوافل کا کیا حکم ہے؟

جواب: عصر کے بعد سورج زرد ہونے سے پہلے پہلے نفل ادا کرنا جائز ہے۔ بعض احادیث میں عصر کے بعد نماز ادا کرنے سے ممانعت وارد ہوئی ہے؛

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ، وَعَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ .

''رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کے بعد سورج غروب ہونے اور فجر کے بعد سورج طلوع ہونے تک نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔''

(صحيح البخاري : 588، صحيح مسلم : 825)

تو ان احادیث میں وارد ہونے والی نہی (ممانعت) کو سورج زرد ہونے کے بعد کے وقت پر محمول کیا جائے گا، اس کے لیے ذیل میں مندرج احادیث کا مطالعہ کیجئے۔

① سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْعَصْرِ، إِلَّا وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”نبی کریم ﷺ نے عصر کے بعد نفل پڑھنے سے منع فرمایا ہے، البتہ جب سورج بلند ہو (تو پڑھ سکتے ہیں۔)“

(سنن أبي داوٗد : 1274، سنن النّسائي : 574، السنن الكبرٰى للبَيهقي : 559/2، وسندهٗ حسنٌ)

اسے امام ابن خزیمہ (1284)، امام ابن حبان (1547)، امام ابن جارود (281)، حافظ ضیاء رحمہ اللہ (163، 266) نے ”صحیح“ قرار دیا ہے، حافظ عراقی رحمہ اللہ (طرح التثریب: 2/ 187) نے اس کی سند کو ”صحیح“ کہا ہے۔

- حافظ ابن منذر رحمہ اللہ نے اس حدیث کی سند کو ”ثابت وجید“ قرار دیا ہے۔

(الأوسط : 388/2)

- حافظ منذری رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ”جید“ قرار دیا ہے۔
- حافظ نووی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ”حسن“ کہا ہے۔

(المجموع : 156/4)

- حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ”حسن“ قرار دیا ہے۔

(فتح الباري : 161/2)

- نیز ایک مقام پر اسے ”صحیح“ اور ”قوی“ بھی کہا ہے۔

(فتح الباري : 163/2)

- حافظ ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذِهٖ زِيَادَةُ عَدْلٍ، لَا يَجُوزُ تَرْكُهَا .

”یہ ثقہ کی زیادت ہے، جسے چھوڑنا جائز نہیں ہے۔“

(المحلّٰى : 31/3)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

④ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تُصَلُّوا عِنْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ، وَلَا عِنْدَ غُرُوبِهَا، فَإِنَّهَا تَطْلُعُ وَتَغْرُبُ عَلٰى قَرْنِ شَيْطَانٍ، وَصَلُّوْا بَيْنَ ذٰلِكَ مَا شِئْتُمْ.

”سورج کے طلوع اور غروب ہوتے وقت نماز نہ پڑھیں، کیوں کہ وہ شیطان کے سینگ پر طلوع وغروب ہوتا ہے، البتہ اس کے درمیان جتنی چاہیں نماز پڑھیں۔“ (مسند أبي يعلٰى: 4216، وسندهٗ حسنٌ)

③ عبدالعزیز بن رُفیع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

رَأَيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ، وَيُخْبِرُ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا حَدَّثَتْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَدْخُلْ بَيْتَهَا، إِلَّا صَلَّاهُمَا.

”میں نے سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو عصر کے بعد دو رکعت پڑھتے دیکھا۔ انہوں نے بتایا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی ان کے گھر تشریف لائے تو آپ نے دو رکعت ضرور ادا کیں۔“

(صحيح البخاري: 1631)

④ عاصم بن ضمرہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

كُنَّا مَعَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِي سَفَرٍ، فَصَلّٰى بِنَا الْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ دَخَلَ فُسْطَاطَهُ، وَأَنَا أَنْظُرُ، فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ.

”ہم علی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ سفر میں تھے۔ انہوں نے ہمیں عصر کی دو رکعت پڑھائیں، پھر

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

خیمے میں داخل ہوئے اور دو رکعت ادا کیں۔ میں یہ منظر دیکھ رہا تھا۔''

(السنن الكبرٰى للبيهقي : 459/2، وسندهٗ حسنٌ)

راویٔ حدیث سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے خود یہ دو رکعت ادا کی ہیں۔

تنبیہ:

❀ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي إِثْرِ كُلِّ صَلَاةٍ مَّكْتُوبَةٍ رَّكْعَتَيْنِ، إِلَّا الْفَجْرَ وَالْعَصْرَ .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوائے فجر اور عصر کے ہر فرض نماز کے بعد دو رکعت ادا فرماتے تھے۔''

(سنن أبي داوٗد : 1275؛ السّنن الكبرٰى للنّسائي : 441؛ مسند الإمام أحمد : 124/2؛ صحيح ابن خزيمة : 1195؛ السّنن الكبرٰى للبيهقي : 459/2)

سند ''ضعیف'' ہے، ابو اسحاق سبیعی ''مدلس'' ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

⑤ ابو اسحاق رحمہ اللہ خود کہتے ہیں:

سَأَلْتُ أَبَا جُحَيْفَةَ عَنْهُمَا، قَالَ : إِنْ لَّمْ تَنْفَعَاكَ، فَلَمْ تَضُرَّاكَ .

''میں نے سیدنا ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے ان دو رکعتوں کے بارے پوچھا: تو انہوں نے فرمایا: اگر یہ فائدہ نہیں دیں گی، تو نقصان بھی نہیں دیں گی۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 353/2، الأوسط لابن المنذر : 393/2، وسندهٗ صحيحٌ)

⑥ عروہ بن زبیر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ سیدنا تمیم داری رضی اللہ عنہ عصر کے بعد دو رکعت پڑھتے اور فرماتے:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

إِنَّ الزُّبَيْرَ وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ كَانَا يُصَلِّيَانِ بَعْدَ الْعَصْرِ رَكْعَتَيْنِ .

”سیدنا زبیر اور سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما عصر کے بعد دو رکعت پڑھتے تھے۔“

(الأوسط لابن المنذر : 394/2؛ مصنف ابن أبي شيبة : 353/2، وسندهٗ صحيحٌ)

مصنف ابن ابی شیبہ میں سیدنا تمیم داری رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں ہے۔

⑦ طاؤس بن کیسان رحمہ اللہ کہتے ہیں:

رَخَّصَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ .

”عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے عصر کے بعد دو رکعت پڑھنے کی رخصت دی ہے۔“

(سنن أبي داوٗد : 1284، السّنن الكبرٰى للبيهقي : 476/2، وسندهٗ حسنٌ)

⑧ سعید بن جبیر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

رَأَيْتُ عَائِشَةَ تُصَلِّي بَعْدَ الْعَصْرِ رَكْعَتَيْنِ، وَهِيَ قَائِمَةٌ، وَكَانَتْ مَيْمُونَةُ تُصَلِّي أَرْبَعًا، وَهِيَ قَاعِدَةٌ .

”میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا، وہ عصر کے بعد کھڑے ہو کر دو رکعت پڑھتی تھیں اور سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا بیٹھ کر چار رکعت پڑھتی تھیں۔“

(الأوسط لابن المنذر : 394/2، وسندهٗ حسنٌ)

⑨ اشعث بن ابی شعثاء رحمہ اللہ کہتے ہیں:

خَرَجْتُ مَعَ أَبِي، وَعَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ، وَالْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ، وَأَبِي وَائِلٍ، فَكَانُوا يُصَلُّونَ بَعْدَ الْعَصْرِ رَكْعَتَيْنِ .

”میں اپنے والد ابو شعثاء، عمرو بن میمون، اسود بن یزید اور ابو وائل رحمہم اللہ کے ساتھ (سفر میں) نکلا۔ یہ سب عصر کے بعد دو رکعت پڑھتے تھے۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(مصنّف ابن أبي شيبة : 352/2، وسندهٗ صحيحٌ)

⑩ عبداللہ بن عون رحمہ اللہ کہتے ہیں:

رَأَيْتُ أَبَا بُرْدَةَ بْنَ أَبِي مُوسٰى يُصَلِّي بَعْدَ الْعَصْرِ رَكْعَتَيْنِ .

”میں نے ابو بردہ بن ابی موسیٰ رحمہ اللہ کو عصر کے بعد دو رکعت پڑھتے دیکھا۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة : 353/2، وسندهٗ صحيحٌ)

⑪ یونس بن ابو اسحاق رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

رَأَيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِي الْهُذَيْلِ، وَأَبَا بُرْدَةَ، وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الْأَسْوَدِ، يُصَلُّونَ بَعْدَ الْعَصْرِ رَكْعَتَيْنِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ .

”میں نے عبداللہ بن ابی ہذیل، ابو بردہ اور عبدالرحمٰن بن اسود رحمۃ اللہ علیہم کو جمعہ کے دن عصر کے بعد دو رکعت پڑھتے دیکھا۔“

(تاريخ أبي زُرعة الدِّمَشقي :1801، وسندهٗ صحيحٌ)

⑫ ابراہیم بن محمد بن منتشر رحمہ اللہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ وہ عصر کے بعد دو رکعت پڑھتے تھے، ان سے پوچھا گیا، تو فرمایا:

لَوْ لَمْ أُصَلِّهِمَا، إِلَّا أَنِّي رَأَيْتُ مَسْرُوقًا يُّصَلِّيهِمَا، لَكَانَ ثِقَةً، وَلٰكِنِّي سَأَلْتُ عَائِشَةَ، فَقَالَتْ : كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدَعُ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ .

”میں اگر نہ پڑھوں، تو بھی میں نے مسروق رحمہ اللہ کو یہ دو رکعتیں پڑھتے دیکھا ہے۔ وہ ثقہ تھے۔ پھر میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا، تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم فجر سے پہلے اور عصر کے بعد دو رکعت ضرور پڑھتے تھے۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(مصنّف ابن أبي شيبة : 352/2، وسندهٗ صحیحٌ)

بعض علما ان روایات کی تاویل یہ کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ظہر کے بعد نبی کریم ﷺ سے دو رکعت رہ گئی تھیں، وہ آپ نے عصر کے بعد پڑھی تھیں اور نبی کریم ﷺ معمول تھا کہ آپ جو کام شروع کر دیتے اس پر دوام اختیار کرتے تھے۔ عصر کے بعد دو رکعت والی روایات سے یہی مراد ہے۔

لیکن ان محترمین کی یہ تاویل درست معلوم نہیں ہوتی، کیونکہ خود سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بھی عصر کے بعد دو رکعت ادا کیا کرتی تھیں، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ وہی نماز ہے، جس کی نبی کریم ﷺ نے اجازت مرحمت فرمائی تھی، صحابہ اور تابعین کی ایک جماعت عصر کے بعد دو رکعت پڑھنے کی قائل و فاعل رہی ہے۔

جو حضرات عصر کے بعد دو رکعت کی ادائیگی سے منع کرتے ہیں، وہ خود کئی نمازیں عصر کے بعد ادا کرنے کے قائل ہیں، مثلاً:

① ظہر کی چھوڑی ہوئی سنتیں۔

② جس نے عصر اکیلے ادا کی، بعد میں دیکھا کہ جماعت ہو رہی ہے، اس میں بھی شامل ہو گیا، تو ظاہر ہے کہ جماعت کے ساتھ پڑھی ہوئی وہ رکعات نفل ہی شمار ہوں گی۔

③ بارش کی نماز۔

④ سورج گرہن کی نماز

⑤ نمازِ جنازہ وغیرہ۔

اس پر ایک اعتراض کیا جا سکتا ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ عصر کے بعد نماز پڑھنے والوں کو مارا کرتے تھے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ خود فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لَا تَحَرَّوْا بِصَلَاتِكُمْ طُلُوعَ الشَّمْسِ وَلَا غُرُوبَهَا .

”نمازوں کے لیے طلوع آفتاب اور غروب آفتاب کا وقت نہ ڈھونڈا کرو۔“

(الموطّأ للإمام مالك : 173/1، وسندهٗ صحيحٌ)

ثابت ہوا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا مارنا مطلق عصر کے بعد نماز پر نہیں تھا، بلکہ ممنوع وقت، یعنی غروبِ آفتاب کے وقت نماز پڑھنے پر تھا۔

❀ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے اس اقدام کے متعلق سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

وَهِمَ عُمَرُ، إِنَّمَا نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُّتَحَرّٰى طُلُوعُ الشَّمْسِ وَغُرُوبُهَا .

”سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو وہم ہوا ہے۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو طلوع آفتاب اور غروبِ آفتاب کے وقت نماز سے منع فرمایا تھا۔“(صحيح مسلم : 833)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے مارنے کا علم تو ہوا تھا، لیکن اس کا اصل سبب معلوم نہ تھا۔ اسی لیے آپ نے اسے وہم قرار دیا، پھر جب اصل حقیقت معلوم ہوئی، تو خود سیدہ رضی اللہ عنہا نے اسے بنظرِ تحسین دیکھا۔

❀ شریح بن ہانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَيْفَ كَانَ يُصَلِّي؟ قَالَتْ : كَانَ يُصَلِّي الْهَجِيرَ، ثُمَّ يُصَلِّي بَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ يُصَلِّي الْعَصْرَ، ثُمَّ يُصَلِّي بَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ، فَقُلْتُ : فَقَدْ كَانَ عُمَرُ يَضْرِبُ عَلَيْهِمَا وَنَهٰى عَنْهُمَا، فَقَالَتْ : قَدْ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

كَانَ عُمَرُ يُصَلِّيهِمَا، وَقَدْ عَلِمَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيهِمَا، وَلٰكِنَّ قَوْمَكَ أَهْلَ الدِّينِ قَوْمٌ صِغَارٌ يُصَلُّونَ الظُّهْرَ، ثُمَّ يُصَلُّونَ مَا بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ، وَيُصَلُّونَ الْعَصْرَ، ثُمَّ يُصَلُّونَ بَيْنَ الْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ، فَضَرَبَهُمْ عُمَرُ، وَقَدْ أَحْسَنَ .

''میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیسے نماز پڑھتے تھے؟ کہا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز پڑھتے، اس کے بعد دو رکعت پڑھتے، پھر عصر کی نماز پڑھتے، اس کے بعد بھی دو رکعت پڑھتے۔ عرض کیا: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ تو ان دو رکعت پر مارتے اور ان سے منع کرتے تھے، کہنے لگیں: خود سیدنا عمر رضی اللہ عنہ یہ دو رکعت پڑھتے تھے اور جانتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی یہ دو رکعت پڑھتے تھے، لیکن آپ کی دیندار قوم کے افراد ناسمجھ تھے۔ وہ ظہر کے بعد عصر تک نماز پڑھتے رہتے، پھر عصر کے بعد مغرب تک نوافل پڑھتے رہتے۔ اس وجہ سے عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں مارا اور یہ آپ نے اچھا کیا۔''

(مسند السّراج : 1530، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ امام ابن منذر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

دَلَّتِ الْأَخْبَارُ الثَّابِتَةُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى أَنَّ النَّهْيَ إِنَّمَا وَقَعَ فِي ذٰلِكَ عَلٰى وَقْتِ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَوَقْتِ غُرُوبِهَا، فَمِمَّا دَلَّ عَلٰى ذٰلِكَ حَدِيثُ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَّابْنِ عُمَرَ وَعَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ، وَهِيَ أَحَادِيثُ ثَابِتَةٌ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

بِأَسَانِيدَ جِيَادٍ، لَّا مَطْعَنَ لِّأَحَدٍ مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ فِيهَا.

”ان صحیح احادیث سے واضح ہوا کہ عصر کے بعد نماز کی ممانعت کا تعلق طلوعِ آفتاب اور غروبِ آفتاب کے وقت سے ہے، نیز سیدنا علی، سیدنا عبداللہ بن عمر اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہم کی بیان کردہ احادیث بھی اسی پر دلالت کناں ہیں۔ان کی سندیں عمدہ ہیں اور کسی صاحب علم کو ان پر اعتراض نہیں۔“

(الأوسط : 388/2)

سوال: جمعہ سے پہلے نوافل شروع کیے کہ امام خطبہ کے لیے کھڑا ہو گیا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: جو نفل شروع کیے ہیں، انہیں مکمل کرے، مزید نہ پڑھے۔

سوال: خطبہ کے دوران نماز استخارہ پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: دوران خطبہ کوئی نماز نہیں پڑھنی چاہیے، صرف دوران خطبہ آنے والا دو رکعت پڑھے گا۔

سوال: کیا نماز ظہر میں بلا وجہ تاخیر درست ہے؟

جواب: کسی نماز میں بلا وجہ تاخیر درست نہیں، سوائے نماز عشاء کے، کہ اسے نصف رات تک مؤخر کرنا مستحب ہے، مگر جماعت ترک کرنا جائز نہیں۔

سوال: سفر یا بیماری کی وجہ سے دو نمازوں کو جمع کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: سفر یا بیماری وغیرہ کی وجہ سے دو نمازیں جمع کی جا سکتی ہیں، یعنی نماز ظہر اور نماز عصر کو جمع کر لیا جائے یا نماز مغرب اور نماز عشاء کو جمع کر لیا جائے۔

سوال: نماز عید کے بعد نوافل کا کیا حکم ہے؟

جواب: نماز عید کے بعد نوافل نہیں ہیں۔نماز عید کے بعد گھر لوٹنے پر دو رکعت کے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بارے میں منقول روایات ضعیف ہیں، ان پر تبصرہ ملاحظہ ہو:

① سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَا يُصَلِّي قَبْلَ الْعِيدِ شَيْئًا، فَإِذَا رَجَعَ إِلٰى مَنْزِلِهِ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید سے پہلے نماز نہیں پڑھتے تھے، گھر واپس آ کر دو رکعتیں ادا فرماتے۔''

(مسند الإمام أحمد : 28/3، 40، سنن ابن ماجه : 1293)

سند ضعیف ہے۔ عبداللہ بن محمد بن عقیل جمہور کے نزدیک ''ضعیف'' ہے۔

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

ضَعِيفٌ عِنْدَ الْأَكْثَرِينَ .

''جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔''

(المجموع :155/1)

❀ حافظ ابوالفتح یعمری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعَّفَهُ الْأَكْثَرُ لِسُوءِ حِفْظِهِ .

''خرابی حافظہ کے سبب اکثر محدثین کرام نے ضعیف کہا ہے۔''

(فيض القدير للمَناوي : 527/5)

❀ حافظ ہیثمی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

هُوَ ضَعِيفٌ عِنْدَ الْأَكْثَرِينَ .

''جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(مجمع الزّوائد: 134/1)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ''ضعیف'' کہا ہے۔

(فتح الباري: 10/10، 324)

❁ حافظ بوصیری رحمہ اللہ کہتے ہیں:

هُوَ ضَعِيفٌ، ضَعَّفَهُ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَابْنُ مَعِينٍ وَّأَبُو حَاتِمٍ وَّعَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ وَابْنُ خُزَيْمَةَ وَغَيْرُهُمْ.

''ضعیف ہے، امام احمد بن حنبل، امام یحییٰ بن معین، امام ابو حاتم رازی، امام علی بن مدینی اور امام ابن خزیمہ رحمہم اللہ وغیرہم نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔''

(إتّحاف الخيرة المهرة: 458/5)

② سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو عید الفطر کے دن نماز عید کے بعد چار رکعت ادا کرتا ہے، پہلی رکعت میں سورت فاتحہ اور سورت اعلیٰ، دوسری میں سورت شمس، تیسری میں سورت ضحیٰ اور چوتھی میں سورت اخلاص پڑھتا ہے، گویا اس نے اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ تمام کتابیں پڑھیں اور گویا تمام یتیم بچوں کو پیٹ بھر کھانا کھلایا، انہیں تیل لگایا اور پاک صاف کیا، نیز اسے ہر اس چیز کے برابر اجر ملے گا، جس پر سورج طلوع ہوتا ہے اور اس کے پچاس سال کے گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔''

(الموضوعات لابن الجوزي: 447/2)

جھوٹی روایت ہے۔

① محمد بن احمد بن صدیق کی توثیق نہیں مل سکی۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

② ابوبکر احمد بن جعفر مروزی کے حالات زندگی نہیں مل سکے۔

③ یعقوب بن عبدالرحمٰن ہوسکتا ہے کہ ابویوسف جصاص ہو، اس کے متعلق؛

✿ ابومحمد بن غلام زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ بِالْمَرْضِيِّ .

''یہ پسندیدہ نہیں۔''

(سؤالات السّهمي، ص 261، الرقم: 380)

✿ خطیب بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فِي حَدِيْثِهٖ وَهْمٌ كَثِيْرٌ .

''اس کی حدیث میں بہت زیادہ وہم ہے۔''

(تاريخ بغداد: 431/16)

④ عبداللہ بن محمد بن ربیعہ قدامی کے متعلق حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَحَدُ الضُّعَفَاءِ، أَتٰى عَنْ مَّالِكٍ بِمَصَائِبَ .

''ضعیف ہے، امام مالک رحمہ اللہ سے منسوب مصیبتیں ذکر کرتا ہے۔''

(ميزان الاعتدال: 488/2)

سوال: کتنے اوقات میں نوافل ممنوع ہیں؟

جواب: مطلق نوافل کے لیے ممنوع اوقات تین ہیں؛ طلوع آفتاب، زوال آفتاب اور غروب آفتاب۔ ان تین اوقات کے علاوہ کسی وقت نفل نماز ممنوع نہیں۔ نیز سببی نماز مثلاً تحیۃ المسجد، تحیۃ الوضو، نماز حاجت، نماز استسقاء اور نماز کسوف وغیرہ کسی بھی وقت ادا کی جاسکتی ہیں، ان کے لیے کوئی وقت ممنوع نہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) تحیۃ الوضو کے بارے میں فرماتے ہیں:

إِنَّها تُبَاحُ فِي أَوْقَاتِ النَّهْيِ عِنْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَاسْتِوَائِهَا وَغُرُوبِهَا، وَبَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ وَالْعَصْرِ؛ لِأَنَّهَا ذَاتَ سَبَبٍ.

”یہ نماز ممنوع اوقات، مثلاً: طلوع آفتاب، زوال، غروب شمس، نماز عصر اور فجر کے بعد بھی پڑھی جاسکتی ہے، کیونکہ یہ سببی نماز ہے۔“

(شرح مسلم: 13/16)

سوال: کیا اذان کی آواز سن کر شیطان بھاگ جاتا ہے؟

جواب: جی ہاں۔ اذان کی آواز سنتے ہی شیطان اتنی دور بھاگ جاتا ہے کہ اسے اذان کی آواز سنائی نہ دے۔ اذان مکمل ہونے کے بعد واپس آجاتا ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ أَدْبَرَ الشَّيْطَانُ، وَلَهُ ضُرَاطٌ، حَتّٰى لَا يَسْمَعَ التَّأْذِينَ، فَإِذَا قَضَى النِّدَاءَ أَقْبَلَ.

”جب نماز کے لیے اذان کہی جاتی ہے، تو شیطان پاد مارتے ہوئے اتنی دور بھاگتا ہے، جہاں اسے اذان سنائی نہ دے، جب اذان مکمل ہوتی ہے، تو واپس لوٹ آتا ہے۔“

(صحیح البخاري: 608، صحیح مسلم: 389)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ الشَّيْطَانَ إِذَا سَمِعَ النِّدَاءَ بِالصَّلَاةِ ذَهَبَ حَتّٰى يَكُونَ مَكَانَ الرَّوْحَاءِ قَالَ سُلَيْمَانُ: فَسَأَلْتُهُ عَنِ الرَّوْحَاءِ فَقَالَ: هِيَ مِنَ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

الْمَدِينَةِ سِتَّةٌ وَثَلَاثُونَ مِيلًا .

”شیطان جب اذان کی آواز سنتا ہے، تو (وہاں سے) بھاگ جاتا ہے، یہاں تک کہ ”روحاء“ مقام تک چلا جاتا ہے۔ (راویٔ حدیث) سلیمان بن مہران اعمش رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے ابوسفیان (طلحہ بن نافع) رحمہ اللہ سے ”روحاء“ مقام کے متعلق پوچھا، تو فرمایا: یہ مدینہ سے چھتیس (۳۶) میل کے فاصلے پر ہے۔“

(صحيح مسلم : 388)

سوال: درج ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الْمُؤَذِّنُ الْمُحْتَسِبُ كَالشَّهِيدِ يَتَشَحَّطُ فِي دَمِهِ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْ أَذَانِهِ، وَيَشْهَدُ لَهُ كُلُّ رَطْبٍ وَّيَابِسٍ وَإِذَا مَاتَ لَمْ يُدَوَّدْ فِي قَبْرِهِ .

”اجر وثواب کی نیت سے اذان کہنے والا اذان مکمل ہونے تک اس شہید کی طرح ہوتا ہے، جو خون میں لت پت ہو۔ (روز قیامت) مؤذن کے لیے ہر خشک وتر شے گواہی دے گی، جب مؤذن فوت ہوگا، تو قبر میں کیڑے اس کے جسم کو نقصان نہیں پہنچائیں گے۔“

(المعجم الكبير للطّبراني : 13554)

جواب: سند جھوٹی ہے۔ محمد بن فضل بن عطیہ ”کذاب“ ہے۔

❀ المعجم الاوسط للطبرانی (1221) میں محمد بن فضل کی متابعت ہوئی ہے، مگر وہ سند بھی غیر ثابت ہے۔ اس میں قیس بن ربیع سیٔ الحفظ ہونے کی وجہ سے ”ضعیف“ ہے۔

نیز اس روایت کو متصل بیان کرنا خطا ہے، مرسل ہونا ہی راجح ہے، جیسا کہ امام

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

دار قطنی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے۔

(العِلل : 3114)

❁ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ لَا يَصِحُّ .

''یہ حدیث ثابت نہیں۔''

(العِلَل المُتناهية :392/1)

سوال: درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا أُذِّنَ فِي قَرْيَةٍ أَمَّنَهَا اللّٰهُ مِنْ عَذَابِهٖ ذٰلِكَ الْيَوْمَ .

''جب کسی بستی میں اذان کہی جاتی ہے، تو اللہ تعالیٰ اس روز اسے اپنے عذاب سے محفوظ رکھتا ہے۔'' (المُعجم الكبير للطّبراني :257/1)

جواب: سند سخت ضعیف ہے۔

① عبد الرحمٰن بن سعد بن عمار ''ضعیف'' ہے۔

❁ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَمْ يَصِحَّ حَدِيثُهٗ . ''اس کی حدیث ثابت نہیں۔''

(التّاريخ الكبير : 504/6)

❁ امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے ''ضعیف'' کہا ہے۔

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتِم : 238/5، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ (دیوان الضعفاء: ۲۴۴۷) نے ''منکر الحدیث'' اور حافظ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ابن حجر رحمہ اللہ (التقریب:۳۸۷۳، التلخیص:۲/۱۷۶) نے ''ضعیف'' کہا ہے۔

✿ علامہ ابن ترکمانی حنفی رحمہ اللہ نے اسے ''منکر الحدیث'' کہا ہے۔

(الجوھر النّقي: 286/3)

② بکر بن محمد قرشی کے حالات زندگی نہیں ملے۔

حافظ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَمْ أَعْرِفْهُ . ''میں اسے پہچان نہیں سکا۔''

(مَجمع الزّوائد: 242/3)

تنبیہ:

بکر بن محمد بن عبد الوہاب ابو عمرو قرشی بصری ثقہ ہے۔ اسے امام ابن حبان رحمہ اللہ نے ''العدل'' امام طبرانی رحمہ اللہ نے ''المعدل'' اور امام دارقطنی رحمہ اللہ نے ''ثقہ'' کہا ہے۔ یہ امام ابن حبان رحمہ اللہ اور امام طبرانی رحمہ اللہ کا استاذ ہے۔ جبکہ بکر بن محمد قرشی کوئی اور ہے۔ امام طبرانی رحمہ اللہ اس سے واسطہ کے ساتھ روایت کرتے ہیں۔

③ صالح بن شعیب کی معتبر توثیق معلوم نہیں ہو سکی۔

اس سے مراد فرض نماز والی اذان ہے، نہ کہ آفت کی وجہ سے بے وقت دی گئی اذان۔

سوال: درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

✿ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا أَخَذَ الْمُؤَذِّنُ فِي أَذَانِهِ، وَضَعَ الرَّبُّ يَدَهُ فَوْقَ رَأْسِهِ، فَلَا يَزَالُ كَذٰلِكَ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْ أَذَانِهِ، وَإِنَّهُ لَيُغْفَرُ لَهُ مَدَّ صَوْتِهِ، فَإِذَا فَرَغَ، قَالَ الرَّبُّ عَزَّ وَجَلَّ : صَدَقَ عَبْدِي، وَشَهِدْتَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بِشَهَادَةِ الْحَقِّ، فَأَبْشِرْ.

”جب مؤذن اذان شروع کرتا ہے، تو رب تعالیٰ اپنا ہاتھ مؤذن کے سر پر رکھ دیتا ہے اور ایسا ہی رہتا ہے، یہاں تک کہ مؤذن اذان سے فارغ ہو جائے اور تا حد نگاہ اس کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔ جب اذان سے فارغ ہوتا ہے، تو رب تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے نے سچ کہا، (میرے بندے!) تو نے حق کی شہادت دی ہے، لہٰذا تیرے لیے خوش خبری ہے۔“

(الغرائب الملتقطة لابن حجَر: 537/1)

جواب: سند جھوٹی ہے۔

① عمر بن صبح ”متروک و کذاب“ ہے۔

② زید العمی ”ضعیف“ ہے۔

③ محمد بن یعلی سلمی ”ضعیف و متروک“ ہے۔

✿ اسی معنی کی روایت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔

(أخبار أصبهان لأبي نعيم: 312/2)

یہ بھی جھوٹی سند ہے۔

① ابو القاسم محمد بن جعفر سرندیبی کے حالات زندگی نہیں ملے۔

② سماک بن حرب کی عکرمہ سے روایت مضطرب ہوتی ہے۔

سوال: درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

✿ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

دَخَلْتُ الْجَنَّةَ، فَرَأَيْتُ فِيهَا جَنَابِذَ مِنْ لُؤْلُؤٍ، تُرَابُهَا الْمِسْكُ،

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فَقُلْتُ : لِمَنْ هٰذَا يَا جِبْرِيلُ؟ قَالَ : لِلْمُؤَذِّنِينَ وَالْأَئِمَّةِ مِنْ أُمَّتِكَ .

''میں جنت میں داخل ہوا، تو دیکھا کہ اس میں موتیوں کے گنبد ہیں، ان کی مٹی کستوری کی ہے، میں نے پوچھا: جبریل! یہ کس کے لیے ہیں؟ عرض گزار ہوئے: یہ آپ کی اُمت کے مؤذن اور ائمہ (مساجد) کے لیے ہیں۔''

(مُعجم أبي يعلٰى : 54، مسند الشّاشي : 1428)

جواب: سند جھوٹی ہے۔

① محمد بن ابراہیم شامی ''منکر الحدیث و کذاب'' ہے۔

② محمد بن علاء ایلی کے حالات زندگی نہیں ملے۔

❀ امام ابوحاتم رحمہ اللہ نے ''مجہول'' کہا ہے۔

(عِلَل الحديث : 344/2)

③ زہری رحمہ اللہ کا عنعنہ ہے۔

❀ اس حدیث کو امام ابوحاتم رحمہ اللہ نے ''منکر'' کہا ہے۔

(عِلَل الحديث : 344/2)

❀ امام ابن عدی رحمہ اللہ نے اس حدیث کی سند کو ''منکر'' کہا ہے۔

(الكامل في ضعفاء الرّجال : 524/7)

❀❀❀❀❀❀❀

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۵۲)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: درج ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❀ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ أَذَّنَ سَبْعَ سِنِينَ مُحْتَسِبًا كُتِبَتْ لَهٗ بَرَاءَةٌ مِّنَ النَّارِ .

''جس نے اجر وثواب کے لیے سات سال اذان کہی، اس کے لیے جنت سے برأت لکھ دی جائے گی۔''

(سنن التّرمذي : 206، سنن ابن ماجه : 727)

جواب: سند باطل ہے۔ جابر بن یزید جعفی ''متروک وکذاب'' ہے۔

❀ امام عقیلی رحمہ اللہ نے اس سند کو ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

(الضّعفاء الكبير : 118/2)

❀ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ لَّا يَصِحُّ .

''یہ حدیث ثابت نہیں۔''

(العِلَل المُتناهية :398/1)

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ نے اسے ضعیف احادیث میں ذکر کیا ہے۔

(خلاصة الأحكام :277/1)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: درج ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ أَذَّنَ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ سَنَةً وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ، وَكُتِبَ لَهُ بِتَأْذِينِهِ فِي كُلِّ يَوْمٍ سِتُّونَ حَسَنَةً، وَلِكُلِّ إِقَامَةٍ ثَلَاثُونَ حَسَنَةً.

''جس نے بارہ سال اذان کہی، اس کے لیے جنت واجب ہوگئی، اس کے لیے ہر روز ایک اذان کے بدلے ساٹھ نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں اور ہر اقامت کے بدلے تیس نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں۔''

(سنن ابن ماجه: 728، التاريخ الكبير للبخاري: 306/8)

جواب: سند ضعیف و منکر ہے۔

① عبداللہ بن صالح مصری جمہور کے نزدیک ضعیف ہے۔

② ابن جریج کی تدلیس ہے۔

③ ابن جریج کا استاذ مبہم و نامعلوم ہے، اس سند کو ابن جریج عن نافع کے طریق سے بیان کرنا خطا ہے، درست یہ ہے کہ ابن جریج عمن حدثہ عن نافع۔ جیسا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا ہے۔

(التاريخ الكبير للبخاري: 306/8)

جس سند میں ابن جریج کی متابعت ہوئی ہے، وہ بھی ضعیف ہے، اس میں عبداللہ بن لہیعہ ''ضعیف و مدلس'' ہے۔

❁ امام ابو حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا مُنكَرٌ جِدًّا.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”یہ حدیث سخت ”منکر“ ہے۔“

(عِلَل الحدیث : 273/2)

❀ حافظ ابن القیسرانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ”منکر“ قرار دیا ہے۔

(معرفة التّذكرة : 737)

❀ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ لَّا يَصِحُّ.

”یہ حدیث ثابت نہیں۔“

(العِلَل المُتناهية : 399/1)

❀ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو عبداللہ بن صالح مصری کی منکر روایات میں شمار کیا ہے۔

(ميزان الاعتدال : 445/2)

❀ حافظ بوصیری رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ”ضعیف“ کہا ہے۔

(مِصباح الزُّجاجة : 92/1)

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ”منکر“ قرار دیا ہے۔

(التّلخيص الحبير : 515/1)

سوال: درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❀ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يُحْشَرُ الْمُؤَذِّنُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى نُوقٍ مِّنْ نُوقِ الْجَنَّةِ، يَقْدُمُهُمْ بِلَالٌ، رَافِعِي أَصْوَاتِهِمْ بِالْأَذَانِ، يَنْظُرُ إِلَيْهِمُ الْجَمْعُ، فَيُقَالُ :

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مَنْ هٰؤُلَاءِ؟ فَيُقَالُ : مُؤَذِّنُو أُمَّةِ مُحَمَّدٍ، يَخَافُ النَّاسُ وَلَا يَخَافُونَ، وَيَحْزَنُ النَّاسُ وَلَا يَحْزَنُونَ.

''روز قیامت مؤذنین جنت کی اونٹنیوں پر سوار ہو کر (میدان حشر کی طرف) آئیں گے، سیدنا بلال رضی اللہ عنہ ان کے آگے آگے ہوں گے، سب مؤذن اذانیں کہہ رہے ہوں گے، لوگ ان کی طرف دیکھ رہے ہوں گے، پوچھیں گے: یہ کون لوگ ہیں؟ تو انہیں بتایا جائے گا: یہ اُمت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے مؤذنین ہیں، لوگوں کو (حساب و کتاب کا) خوف اور غم ہوگا، مگر انہیں نہ خوف ہوگا اور نہ غم۔''

(تاریخ بغداد للخطیب : 28/15، تاریخ دمشق لابن عساکر : 461/10)

جواب: سند جھوٹی ہے۔

① موسیٰ بن ابراہیم ابو عمران مروزی ''متروک و کذاب'' ہے۔

② داود بن زبرقان ''ضعیف و متروک'' ہے۔

③ محمد بن جحادہ کا سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں ہے۔

❀ امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَنْ زَعَمَ أَنَّهٗ سَمِعَ مِنْ أَنَسٍ فَقَدْ وَهِمَ.

''جس نے یہ کہا کہ محمد بن جحادہ نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے سماع کیا ہے، تو یہ اس کا وہم ہے۔''

(الثّقات : 404/7)

❀ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ لَّا يَصِحُّ.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

”یہ حدیث ثابت نہیں۔“

(العِلَل المُتناهية :391/1)

سوال: بغیر وضو اذان کہنا کیسا ہے؟

جواب: اذان کے لیے وضو شرط نہیں، بغیر وضو اذان کہی جا سکتی ہے، بہتر یہ ہے کہ باوضو ہو کر اذان کہی جائے۔ جب قرآن کریم کی زبانی تلاوت بغیر وضو کے کی جا سکتی ہے، تو اذان بالاولیٰ کہی جا سکتی ہے۔

❁ قتادہ بن دعامہ رحمہ اللہ کے بارے میں ہے:

إِنَّهٗ كَانَ لَا يَرٰی بَأْسًا أَنْ يُؤَذِّنَ الرَّجُلُ وَهُوَ عَلٰی غَيْرِ وُضُوءٍ .

”آپ رحمہ اللہ بغیر وضو اذان کہنے میں کوئی حرج خیال نہیں کرتے تھے۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة :210/1، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا بَأْسَ أَنْ يُؤَذِّنَ عَلٰی غَيْرِ وُضُوءٍ .

”بغیر وضو اذان کہنے میں کوئی حرج نہیں۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة :210/1، وسندهٗ حسنٌ)

❁ حماد بن ابی سلیمان رحمہ اللہ کے بارے میں ہے:

إِنَّهٗ كَانَ لَا يَرٰی بَأْسًا أَنْ يُؤَذِّنَ الرَّجُلُ وَهُوَ عَلٰی غَيْرِ وُضُوءٍ .

”آپ رحمہ اللہ بغیر وضو اذان کہنے میں کوئی حرج خیال نہیں کرتے تھے۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة :210/1، وسندهٗ حسنٌ)

جن روایات میں مؤذن کے لیے باوضو ہونے کی بات کی گئی ہے، وہ تمام روایات

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ضعیف وغیر ثابت ہیں، ملاحظہ ہوں؛

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا يُؤَذِّنُ إِلَّا مُتَوَضِّيءٌ .

”صرف باوضو شخص ہی اذان کہے۔“

(سنن التّرمذي : 200، 201)

سند ضعیف ہے۔ یہ مرفوع وموقوف دونوں طرح ضعیف ہے۔

① زہری رحمہ اللہ کا عنعنہ ہے۔

② زہری رحمہ اللہ کا سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں۔

جس روایت میں زہری اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے درمیان سعید بن مسیّب رحمہ اللہ کا واسطہ ہے، وہ خطا ہے، درست واسطہ کے بغیر ہے، امام بیہقی رحمہ اللہ نے یہی فرمایا ہے۔

(السّنن الکبریٰ، تحت الحدیث : 1858)

③ معاویہ بن یحییٰ صدفی ”ضعیف“ ہے۔

❀ جس روایت میں معاویہ کی متابعت ہوئی ہے، وہ بھی ضعیف ہے۔

① عبداللہ بن وہب مصری مدلس ہیں، سماع کی صراحت نہیں کی۔

② یونس بن یزید ایلی جب زہری کے نسخہ سے روایت کرے، تو معتبر ہے، ورنہ اس کی زہری سے روایت پر کلام ہے۔ یہ روایت بھی زہری سے ہے، مگر نسخہ سے نہیں۔

اس روایت کو ولید بن مسلم نے مرفوع بیان کیا ہے اور یونس بن یزید نے موقوف بیان کیا ہے، اس روایت کا موقوف ہونا ہی راجح ہے، جیسا کہ امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے۔

(سنن التّرمذي، تحت الحدیث :201)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

(خلاصة الأحكام : 794)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْحَدِيثُ ضَعِيفٌ مَرْفُوعًا وَمَوْقُوفًا .

''یہ حدیث مرفوع وموقوف دونوں طرح ضعیف ہے۔''

(بلوغ المرام، تحت الحديث : 198)

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَا ابْنَ عَبَّاسٍ! إِنَّ الْأَذَانَ مُتَّصِلٌ بِالصَّلَاةِ، فَلَا يُؤَذِّنُ أَحَدُكُمْ إِلَّا وَهُوَ طَاهِرٌ .

''ابن عباس! اذان نماز سے متصل ہوتی ہے، لہٰذا آپ میں سے جو بھی اذان کہے، وہ باوضو ہو۔''

(النّفح الشّذي لابن سيد النّاس : 4/77)

سند سخت ضعیف ہے۔

① ابوعبداللہ محمد بن حسین طبرکی کی توثیق نہیں ملی۔

② عبداللہ بن ہارون فروی ''ضعیف ومنکر الحدیث'' ہے۔

یہ روایت اسی سند سے موقوف بھی مروی ہے۔

❀ سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

حَقٌّ وَّسُنَّةٌ مَسْنُونَةٌ أَنْ لَّا يُؤَذِّنَ إِلَّا وَهُوَ طَاهِرٌ .

''حق اور سنت مؤکدہ ہے کہ اذان باوضو حالت میں کہی جائے۔''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(السنن الکبریٰ للبیھقي : 1859)

باطل روایت ہے۔

① عمیر بن عمران حنفی ''باطل'' روایات بیان کرتا تھا۔

② حارث بن عیینہ ''مجہول'' ہے۔

③ عبدالجبار بن وائل کا اپنے والد وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے بالاتفاق سماع نہیں۔

✿ حافظ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لم يُدْرِكْهُ بِاتِّفَاقِهِمْ .

''محدثین کا اتفاق ہے کہ عبدالجبار نے اپنے والد کا (سن تمیز والا) زمانہ نہیں پایا۔''

(خلاصة الأحكام: 422/1)

✿ السنن الکبری للبیہقی (۱۸۴۰) میں عمیر بن عمران کی متابعت صدقہ بن عبید اللہ مزنی نے کی ہے، مگر وہ سند جھوٹی ہے۔

① عبداللہ بن محمد بن سنان بصری ''وضاع'' ہے۔

② سلمہ بن سنان ضبی ''منکر الحدیث'' ہے۔

✿ سیدنا مہاجر بن قنفذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنِّي كَرِهْتُ أَنْ أَذْكُرَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ إِلَّا عَلٰى طُهْرٍ .

''میں بغیر وضو اللہ کا ذکر کرنا پسند نہیں کرتا۔''

(سنن أبي داوٗد : 17، سنن النّسائي : 38، سنن ابن ماجه : 350)

سند ضعیف ہے۔

① حسن بصری کا عنعنہ ہے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

② حصین بن منذر کا مہاجر بن قنفذ رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت نہیں ہوسکا۔

❁ عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ کے بارے میں ہے:

إِنَّهُ كَرِهَ أَنْ يُؤَذِّنَ الرَّجُلُ وَهُوَ عَلٰى غَيْرِ وُضُوءٍ .

”آپ رحمہ اللہ ناپسند کرتے تھے کہ مؤذن بغیر وضو اذان کہے۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة :210/1، وسندهٗ حسنٌ)

سوال: کیا بچہ اذان کہہ سکتا ہے؟

جواب: بچہ اذان کہہ سکتا ہے، جب **ممیّز** بچہ امام بن سکتا ہے، تو اذان بالاولیٰ کہہ سکتا ہے۔ بچے کی اذان کی ممانعت میں وارد حدیث ضعیف ہے، ملاحظہ ہو۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا يُؤَذِّنْ لَكُمْ غُلَامٌ حَتّٰى يَحْتَلِمَ، وَلْيُؤَذِّنْ لَكُمْ خِيَارُكُمْ .

”نابالغ اذان نہ کہے، اچھے لوگ اذان کہیں۔“

(نصب الرّاية للزّيلعي :279/1)

سند ضعیف ہے۔

① ابراہیم بن ابی یحییٰ ”ضعیف“ ہے۔

② داود بن حصین کی عکرمہ سے روایت ”منکر“ ہوتی ہے۔

سوال: کیا داڑھی مونڈا اذان کہہ سکتا ہے؟

جواب: اذان شرعی امانت ہے، کسی اعلانیہ فاسق کو امانت نہ سونپی جائے۔ داڑھی منڈوانا بالاجماع فسق ہے۔

سوال: درج ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❀ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

حَسْبُ الْمُؤْمِنِ مِنَ الشَّقَاءِ وَالْخَيْبَةِ أَنْ يَسْمَعَ الْمُؤَذِّنَ يُثَوِّبُ بِالصَّلَاةِ فَلَا يُجِيبُهُ .

''مؤمن کی بدبختی اور نامرادی کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ مؤذن کو نماز کے لیے اذان دیتا سنے، مگر نماز کے لیے نہ آئے۔''

(المُعجم الكبير للطّبراني : 396)

جواب: سند جھوٹی ہے۔

① زبان بن فائد مصری ''ضعیف ومنکر الحدیث'' ہے۔

② سہل بن معاذ بن انس جمہور کے نزدیک ضعیف ہے۔

③ زبان نے سہل سے جھوٹا نسخہ روایت کیا ہے۔

❀ امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يَنفَرِدُ عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذٍ بِنُسْخَةٍ كَأَنَّهَا مَوْضُوعَةٌ .

''اس نے سہل بن معاذ سے ایک نسخہ نقل کیا ہے، جو من گھڑت معلوم ہوتا ہے۔''

(كتاب المَجروحين :313/1)

④ رشدین بن سعد ضعیف ہے۔

⑤ محمد بن ابی السری عسقلانی متکلم فیہ ہے۔

سوال: اذان کسے کہتے ہیں؟

جواب: اذان کا لغوی معنی اعلام (کسی کو اطلاع دینا) ہے۔ یہ ''اَذَن'' سے مشتق ہے، جس کے معنی ''غور سے سننا'' کے ہیں۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

شرعی معنی:

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

شَرْعًا الْإِعْلَامُ بِوَقْتِ الصَّلَاةِ بِأَلْفَاظٍ مَخْصُوصَةٍ .

”شرعی اصطلاح میں مخصوص الفاظ کے ساتھ نماز کے وقت کی اطلاع دینے کو اذان کہتے ہیں۔“

(فتح الباري : 77/2)

اذان اسلام کا شعار ہے۔ غلبہ اسلام کی پکار ہے۔ اپنے اندر کئی عقائد کے مسائل کو سموئے ہوئے ہے۔ یہ پاکیزہ اور پُر تاثیر کلمات کا مجموعہ ہے۔ اذان اللہ کی زمین پر اس کی توحید کی پنجگانہ پکار ہے۔ اس کے کلمات دلوں کو مو لیتے ہیں۔ ایمان میں بہار آ جاتی ہے۔ عجیب سماں بندھ جاتا ہے۔ زمین و آسمان جھوم جاتے ہیں۔ فضائے آسمانی میں عجیب سے کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ اللہ کی طرف سے اس کے بندوں کیلئے پیغام ہے۔ اس میں کئی حکمتیں پنہاں ہیں۔ اذان سے شیطان بھاگتا ہے۔

سوال: ترجیع والی اذان کا کیا حکم ہے؟

جواب: اذان میں ترجیع سنت ہے۔ احناف اسے درست نہیں سمجھتے۔

❀ صاحب ہدایہ (۵۹۳ھ) لکھتے ہیں:

لَا تَرْجِيْحَ فِيهِ، وَهُوَ أَنْ يَّرْجِعَ فَيَرْفَعَ صَوْتَهٗ بِالشَّهَادَتَيْنِ بَعْدَ مَا خَفَضَ بِهِمَا .

”اذان میں ترجیع نہیں ہے، ترجیع، شہادتین کو ایک دفعہ قدرے پست آواز کے ساتھ ادا کر کے پھر بلند آواز سے ادا کرنے کو کہتے ہیں۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(الهداية :85/1)

❁ سیدنا ابومحذور رضی اللہ عنہ کو سکھائی گئی اذان جو صحیح مسلم (۳۹۷) وغیرہ میں ثابت ہے، کے بارے میں موصوف لکھتے ہیں:

كَانَ مَا رَوَاهُ تَعْلِيمًا فَظَنَّهُ تَرْجِيعًا .

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کو تعلیم کی غرض سے الفاظ دہرائے تھے، مگر انہوں نے ترجیع سمجھ لی۔“

(الهداية :85/1)

❁ حدیث ابی محذور رضی اللہ عنہ کے متعلق حافظ نووی رحمہ اللہ (۶۷۱ھ) لکھتے ہیں:

فِي هٰذَا الْحَدِيثِ حُجَّةٌ بَيِّنَةٌ وَّدَلَالَةٌ وَّاضِحَةٌ لِّمَذْهَبِ مَالِكٍ وَّالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَجُمْهُورِ الْعُلَمَاءِ أَنَّ التَّرْجِيعَ فِي الْأَذَانِ ثَابِتٌ مَّشْرُوعٌ .

”اس حدیث میں امام مالک، امام شافعی، امام احمد رحمہم اللہ اور جمہور علما کے مذہب پر بین اور واضح دلیل موجود ہے کہ دوہری اذان ثابت اور مشروع ہے۔“

(شرح مسلم :81/1)

❁ علامہ سندھی حنفی رحمہ اللہ (۱۱۳۸ھ) لکھتے ہیں:

قَوْلُهٗ : (ثُمَّ قَالَ لِي ارْجِعْ فَمُدَّ صَوْتَكَ) هٰذَا صَرِيحٌ فِي أَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهٗ بِالتَّرْجِيعِ فَسَقَطَ مَا تُوُهِّمَ أَنَّهٗ كَرَّرَهٗ لَهٗ تَعْلِيمًا فَظَنَّهٗ تَرْجِيعًا فِي أَذَانٍ بِّلَالٍ يَّعْرِفُهٗ مَنْ لَّهٗ مَعْرِفَةٌ بِّهٰذَا الْعِلْمِ بِلَا رَيْبٍ فَالْوَجْهُ الْقَوْلُ بِجَوَازِ الْوَجْهَيْنِ .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”سیدنا ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کا کہنا: ”پھر مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: الفاظ دہرائیے اور آواز کچھ بلند کیجئے۔“ صراحت کر رہا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ترجیع کا حکم دیا تھا۔علم حدیث کی معرفت رکھنے والے جانتے ہیں کہ ائمہ احناف کا یہ خیال کہ سیدنا ابومحذورہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے تعلیم کے لئے سکھائے گئے الفاظ کو ترجیع سمجھ لیا تھا، درست نہیں۔ راجح قول کے مطابق دونوں صورتیں جائز ہیں۔“

(حاشية السّندهي على سنن ابن ماجه: 242/1)

❀ علامہ انور شاہ کاشمیری صاحب (۱۳۵۳ھ) کہتے ہیں:

لَا شَكَّ أَنَّ الْأَذَانَ بِمَكَّةَ كَانَ بِالتَّرْجِيعِ حَتّٰى تَسَلْسَلَ إِلٰى زَمَانِ الشَّافِعِيِّ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى، فَاخْتَارَهٗ لِهٰذَا، فَلَا يُمْكِنُ إِنْكَارُهٗ، وَلَا يُسْتَحْسَنُ تَأْوِيلُهٗ، كَيْفَ، وَقَدْ كَانَ يُنَادٰى بِهٖ عَلٰى رُؤُوسِ الْمَنَائِرِ وَالْمَنَابِرِ، فَلَا خِلَافَ فِيهِ عِنْدَ التَّحْقِيقِ إِلَّا فِي الْأَفْضَلِيَّةِ .

”اس میں شک نہیں کہ مکہ میں امام شافعی رحمہ اللہ کے دور تک اذان ترجیع کے ساتھ ہی جاری رہی۔ امام شافعی رحمہ اللہ نے بھی ترجیع والی اذان اسی لیے اختیار کی۔ اس کا نہ انکار ممکن ہے، اور نہ اس کی تاویل درست ہے، کیونکہ اذان تو منبر و مینار پر دی جاتی ہے۔ تحقیق سے ثابت ہوا ہے کہ ترجیع والی اذان میں صرف افضلیت وعدم افضلیت کا اختلاف ہے۔“

(فيض الباري: 204/2)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❁ علامہ محمد یوسف بنوری دیو بندی صاحب (۱۳۹۷ھ) لکھتے ہیں:

بِالْجُمْلَةِ فَالْقَوْلُ بِكَرَاهَةِ التَّرْجِيعِ خِلَافُ الصَّوَابِ .

''حاصل کلام یہ ہے کہ ترجیع والی اذان کو مکروہ کہنا درست نہیں۔''

(مَعارف السّنن : 178/2)

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی دیو بندی صاحب لکھتے ہیں:

''ترجیع چونکہ یقینی طور پر ثابت ہے، اس لیے اس کو مکروہ کہنا کسی طرح قرین انصاف نہیں۔'' (قاموس الفقہ، جلد ۲، ص ۴۵۴)

صاحب ہدایہ ترجیع کا انکار اس بنیاد پر کرتے ہیں کہ اکہری اذان آسمان سے فرشتہ لے کر نازل ہوا تھا، ہم جواب میں کہتے ہیں کہ دوہری اذان بھی نبی کریم ﷺ کی سکھائی ہوئی ہے، جو آپ کی وفات کے بعد سیدنا ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے۔ دوسری بات یہ کہ فرشتہ کی سکھائی ہوئی اذان کے کلمات عربی میں تھے یا فارسی وغیرہ میں؟ وہ تو یقیناً عربی میں تھے، تو پھر فِي الْأَذَانِ يُعْتَبَرُ التَّعَارُفُ .''اذان میں صرف تعارف کا اعتبار ہے۔ (بھلے وہ کسی زبان میں ہو)''(الهداية : ۱/۱۵۰) کا کیا معنی ہوا؟ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تو کہتے ہیں کہ فارسی میں اذان کہنا درست ہے، تو وہ فرشتہ کی سکھائی ہوئی عربی اذان کو ختم کرنے کی کیوں کوشش کر رہے ہیں؟

❁ صاحب ہدایہ کے رد میں علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ (۷۹۲ھ) لکھتے ہیں:

فِي اعْتِبَارِ التَّعَارُفِ فِي الْأَذَانِ نَظَرٌ؛ فَإِنَّ الْأَصْحَابَ قَدْ أَنْكَرُوا التَّرْجِيعَ فِي الْأَذَانِ مُرَاعَاةً لِّاتِّبَاعِ الْمَنْقُولِ وَأَنْكَرُوا عَلَى الشِّيعَةِ قَوْلَهُمْ حَيَّ عَلٰى خَيْرِ الْعَمَلِ وَإِنْ كَانَتْ بِمَعْنٰى حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

فَكَيْفَ إِذَا عُدِلَ إِلٰى لُغَةٍ أُخْرٰى غَيْرَ الَّتِي وَرَدَ بِهَا النَّقْلُ .

''اذان میں تعارف کو معتبر قرار دینا محل نظر ہے، اصحاب حنفیہ نے (بزعم خود) تو دوہری اذان صرف اس لئے قبول نہیں کی کہ یہ معمول بہ اذان کے خلاف تھی، پھر شیعہ سے شکوہ ہے کہ انہوں نے حَيَّ عَلٰى خَيْرِ الْعَمَلِ کے الفاظ گھڑ لئے ہیں حالاں کہ وہ الفاظ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ کے ہم معنی ہی ہیں، تو ایک دوسری زبان میں اذان کیوں کر جائز ہوئی؟''

(التّنبيه على مُشكِلات الهداية : 531/2)

❁ علامہ ابن عابدین حنفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

إِنَّهٗ لَا يَصِحُّ بِالفَارِسِيَّةِ وَإِنْ عُلِمَ أَنَّهٗ أَذَانٌ فِي الْأَصَحِّ .

''درست بات یہ ہے کہ فارسی میں اذان کہنا درست نہیں، اگر چہ معلوم ہو جائے کہ یہ الفاظ بطور اذان کہے جا رہے ہیں۔''

(فتاوٰى شامي :292/1)

❁ جناب عبد الشکور لکھنوی دیوبندی صاحب لکھتے ہیں:

''اذان اور اقامت عربی زبان میں خاص انہیں الفاظ سے ہو جو نبی کریم ﷺ سے منقول ہیں، اگر کسی اور زبان میں یا کسی اور الفاظ سے اذان یا اقامت کہی جائے تو صحیح ہو گی، اگر چہ لوگ اس کو سن کر اذان سمجھ لیں اور اذان کا مقصود اس سے حاصل ہو جائے۔'' (علم الفقہ :۲/۱۵۴)

علامہ ابن عابدین حنفی اور جناب عبد الشکور لکھنوی صاحب نے بالکل درست اور حق بات کہی ہے، اگر چہ ان کے امام کے مذہب کے خلاف ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن وحدیث

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی پیروی علی منہج السلف الصالحین کی توفیق عطا فرمائے۔

سوال: اکہری اقامت کے بارے میں کیا کہتے ہیں

جواب: اکہری اذان کے ساتھ اکہری اقامت اور دوہری اذان کے ساتھ دوہری اقامت کہی جائے گی۔اس بارے میں وارد ہونے والی تمام روایات کا یہی مفہوم ہے۔جہاں تک اکہری اقامت کا تعلق ہے،تو یہ صحیح احادیث سے ثابت ہے۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّمَا كَانَ الْأَذَانُ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ، وَالْإِقَامَةُ مَرَّةً مَرَّةً، غَيْرَ أَنَّهٗ يَقُولُ : قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ، قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں اذان دو دو مرتبہ (أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ کہنے کے ساتھ) ہوتی تھی اور اقامت ایک ایک مرتبہ (اکہری) تھی۔ہاں،صرف قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ کے کلمات دو مرتبہ کہے جاتے تھے۔''

(مسند أحمد : 85/2، سنن أبي داوٗد : 510، سنن النسائي : 629، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ (374)، امام ابن حبان (1674، 1677) اور امام حاکم (709) رحمہ اللہ نے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

❀ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أُمِرَ بِلَالٌ أَنْ يَّشْفَعَ الْأَذَانَ، وَيُوتِرَ الْإِقَامَةَ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"(رسول اللہ ﷺ کی طرف سے) سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو اذان کے کلمات دو دو دفعہ اور اقامت کے کلمات ایک ایک دفعہ کہنے کا حکم ہوا۔"

(صحيح البخاري : 603، صحيح مسلم : 378)

یاد رہے کہ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سے دوہری تکبیر قطعاً ثابت نہیں۔

❁ امام ابو عبداللہ، محمد بن نصر، مروزی رحمہ اللہ (294ھ) فرماتے ہیں:

أَرٰى فُقَهَاءَ أَصْحَابِ الْحَدِيثِ، قَدْ أَجْمَعُوا عَلٰى إِفْرَادِ الْإِقَامَةِ .

"میرے علم کے مطابق تمام فقہاء محدثین کا اکہری اقامت پر اجماع ہے۔"

(السنن الكبرٰى للبيهقي :1/420، وسندهٗ صحيحٌ)

سوال: درج ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❁ سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

اِجْعَلْ بَيْنَ أَذَانِكَ وَإِقَامَتِكَ نَفْسًا حَتّٰى يَقْضِيَ الْمُتَوَضِّيءُ حَاجَتَهٗ فِي مَهْلٍ وَيَفْرُغَ الْآكِلُ مِنْ طَعَامِهٖ فِي مَهْلٍ .

"اذان اور اقامت میں اتنا فاصلہ رکھیں کہ وضو کرنے والا تسلی سے اپنی ضرورت پوری کر لے اور کھانا کھانے والا تسلی سے فارغ ہو جائے۔"

(النفح الشّذي لابن سيّد النّاس : 4/50)

جواب: سند سخت ضعیف ہے۔

① یحییٰ بن ابی الفضل کا تعین و توثیق مطلوب ہے۔

② معارک بن عباد "ضعیف" ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

③ یوسف بن حجاج بلدی کے حالات زندگی نہیں ملے۔

④ ابوالجوزاء کا سلمان رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں ملا۔

⑤ محمد بن یعقوب اہوازی کی توثیق نہیں۔

❁ اسی معنی کی روایت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔

(النفح الشّذي لابن سيّد النّاس : 50/4)

سند سخت ضعیف ہے۔

① عبداللہ بن سعید بن ابی سعید ''ضعیف ومتروک'' ہے۔

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مُتَّفَقٌ عَلٰی ضَعْفِهٖ .

''اس کے ضعیف ہونے پر اتفاق ہے۔''

(تاريخ الإسلام : 905/3)

② معارک بن عباد عبدی ''ضعیف'' ہے۔

❁ اس حدیث کو امام ابن عدی رحمہ اللہ نے ''منکر وغیر محفوظ'' قرار دیا ہے۔

(الكامل في ضعفاء الرجال : 210/8)

❁ اسی طرح کی روایت سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔

(الكامل لابن عدي : 13/9)

سند سخت ضعیف ہے۔

① عبدالمنعم بن نعیم بصری ''ضعیف ومتروک'' ہے۔

② یحییٰ بن مسلم بصری ''مجہول'' ہے۔

③ معلّٰی بن مہدی ''منکر'' روایات بیان کر دیتا تھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(سوال): کیا مخنث اذان کہہ سکتا ہے؟

(جواب): کہہ سکتا ہے۔

(سوال): کیا اذان والی جگہ سے ہٹ کر بھی اقامت کہی جا سکتی ہے؟

(جواب): جس جگہ اذان کہی ہے، اسی جگہ اقامت کہنا ضروری نہیں، بلکہ جگہ بدلی بھی جا سکتی ہے۔

❀ علامہ سروجی حنفی رحمہ اللہ (۷۱۰ھ) لکھتے ہیں:

يُسْتَحَبُّ التَّحَوُّلُ لِلْإِقَامَةِ مِنْ مَوْضِعِ الْأَذَانِ اتِّفَاقًا .

''اقامت کے لیے اذان والی جگہ سے ہٹنا بالاتفاق مستحب ہے۔''

(الغاية في شرح الهداية : 2/236)

(سوال): کیا ایک مؤذن دو مسجدوں میں اذان کہہ سکتا ہے؟

(جواب): کہہ سکتا ہے۔

(سوال): مؤذن اذان دیتے ہوئے فوت ہو گیا، تو اذان کا کیا حکم ہے؟

(جواب): کوئی دوسرا شخص نئے سرے سے اذان کہہ دے۔

(سوال): دوران اذان مؤذن کا وضو ٹوٹ گیا، تو کیا حکم ہے؟

(جواب): کوئی حرج نہیں، کیونکہ اذان کے لیے وضو شرط نہیں۔

(سوال): سفر میں سواری پر سوار ہوئے اذان کہنا کیسا ہے؟

(جواب): کوئی حرج نہیں۔

(سوال): اذان کے دوران کھنکارنا کیسا ہے؟

(جواب): ضرورت ہو، تو جائز ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: اگر اذان میں کوئی کلمہ آگے پیچھے ہو گیا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: غلطی سے ایسا ہوا، تو اذان درست ہے، اعادہ کی ضرورت نہیں، مگر جان بوجھ کر ایسا کرنا جائز نہیں۔

❀ علامہ ابن قدامہ مقدسی رحمہ اللہ (۶۲۰ھ) فرماتے ہیں:

لَا يَصِحُّ الْأَذَانُ إِلَّا مُرَتَّبًا؛ لِأَنَّ الْمَقْصُودَ مِنْهُ يَخْتَلُّ بِعَدَمِ التَّرْتِيبِ، وَهُوَ الْإِعْلَامُ، فَإِنَّهُ إِذَا لَمْ يَكُنْ مُرَتَّبًا، لَمْ يُعْلَمْ أَنَّهُ أَذَانٌ، وَلِأَنَّهُ شُرِعَ فِي الْأَصْلِ مُرَتَّبًا، وَعَلَّمَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَا مَحْذُورَةَ مُرَتَّبًا .

”بلا ترتیب اذان درست نہیں، کیونکہ ترتیب کے بغیر اذان کہنے سے مقصود حاصل نہیں ہوتا، اذان کا مقصد (مرتب الفاظ سے) اطلاع دینا ہے، جب الفاظ مرتب نہیں ہوں گے، تو پتہ نہیں چلے گا کہ اذان ہو رہی ہے، نیز اس لیے بھی کہ اذان ابتدا ہی سے مرتب مشروع ہوئی ہے، نبی کریم ﷺ نے سیدنا ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کو مرتب اذان کی تعلیم دی تھی۔“

(المغني :1/438)

سوال: اذان کے بعد مؤذن مرتد ہو گیا، تو اذان کا کیا حکم ہے؟

جواب: اذان درست ہے، کیونکہ جب اس نے اذان کہی تھی، وہ مسلمان تھا۔

سوال: کیا مؤذن کا جماعت میں حاضر ہونا ضروری ہے؟

جواب: مؤذن کا جماعت میں حاضر ہونا ضروری ہے، البتہ اگر کسی شرعی عذر کی بنا پر وہ جماعت میں شامل نہ ہو سکے، تو کوئی حرج نہیں۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۵۳)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: سفر میں سواری پر سوار ہوئے اذان کہنا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں ہے:

إِنَّهُ كَانَ يُؤَذِّنُ عَلَى الْبَعِيرِ، وَيَنْزِلُ فَيُقِيمُ.

”آپ رضی اللہ عنہ اونٹ پر اذان کہہ دیتے اور نیچے اتر کر اقامت کہتے۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة: 212/1، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ امام مالک بن انس رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا بَأْسَ أَنْ يُؤَذِّنَ الرَّجُلُ وَهُوَ رَاكِبٌ.

”سواری پر اذان کہنے میں کوئی حرج نہیں۔“

(مؤطأ الإمام مالك: 100/2)

سوال: کیا بیٹھ کر اذان دی جا سکتی ہے؟

جواب: بلا عذر بیٹھ کر اذان دینا جائز نہیں، اذان کھڑے ہو کر کہنی چاہیے۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَا بِلَالُ قُمْ فَنَادِ بِالصَّلَاةِ.

”بلال! کھڑے ہوئیے اور نماز کے لیے اذان کہیے۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(صحيح البخاري : 604، صحيح مسلم : 377)

❁ امام ابن منذر رحمہ اللہ (۳۱۹ھ) فرماتے ہیں:

لَمْ يَخْتَلِفْ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي أَنَّ مِنَ السُّنَّةِ أَنْ يُؤَذِّنَ وَهُوَ قَائِمٌ إِلَّا مِنْ عِلَّةٍ، فَإِنْ كَانَتْ بِهِ عِلَّةٌ فَلَهُ أَنْ يُّؤَذِّنَ جَالِسًا .

''اہل علم کا کوئی اختلاف نہیں (بلکہ اجماع ہے) کہ سنت یہ ہے کہ اذان کھڑے ہو کر کہی جائے، الا کہ کوئی عذر ہو، تو اس صورت میں اذان بیٹھ کر بھی کہی جا سکتی ہے۔''

(الأوسط : 46/3، الإجماع : 40)

سوال: جمعہ کی دوسری اذان کے بعد کاروبار کا کیا حکم ہے؟

جواب: جمعہ کی دوسری اذان کے بعد کاروبار حرام ہے۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ﴾ (الجمعة : ٩)

''مومنو! جب جمعہ کی نماز کے لیے آذان کہہ دی جائے، تو ذکر الٰہی (خطبہ سننے) کے لیے لپکو اور کاروبار بند کر دو، جان لو، تو یہی تمہارے لیے بہتر ہے۔''

❁ ابن جریج رحمہ اللہ کہتے ہیں:

قُلْتُ لِعَطَاءٍ : هَلْ مِنْ شَيْءٍ يُحَرَّمُ إِذَا نُودِيَ بِالْأُولٰى سِوَى الْبَيْعِ؟ فَقَالَ عَطَاءٌ : إِذَا نُودِيَ بِالْأُولٰى، حَرُمَ اللَّهْوُ وَالْبَيْعُ، وَالصَّنَاعَاتُ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

كُلُّهَا هِيَ بِمَنْزِلَةِ الْبَيْعِ، وَالرُّقَادُ وَأَن يَأْتِيَ الرَّجُلُ أَهْلَهُ وَأَنْ يَكْتُبَ كِتَابًا .

''میں نے عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ سے پوچھا: (جمعہ کی) اذان کے بعد خرید وفروخت کے علاوہ بھی کوئی چیز حرام ہے؟ فرمایا: جب (جمعہ کی) اذان ہو جائے، تو لہو ولعب اور خرید وفروخت حرام ہو جاتی ہے، صنعت کاری بھی خرید وفروخت کی طرح ہے، نیز (اذان کے بعد) آرام کرنا، بیوی سے مجامعت کرنا اور لکھنا پڑھنا سب حرام ہیں۔''

(تغليق التعليق لابن حجر: 361/2، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ علامہ ابن العربی رحمہ اللہ (۵۴۳ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا مُجْمَعٌ عَلَى الْعَمَلِ بِهٖ، وَلَا خِلَافَ فِي تَحْرِيمِ الْبَيْعِ .

''اجماع ہے کہ اس آیت پر عمل ضروری ہے، نیز (جمعہ کی اذان کے بعد) خرید وفروخت کے حرام ہونے میں کوئی اختلاف نہیں۔''

(أحكام القرآن: 213/4)

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

اِتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ عَلٰى تَحْرِيمِ الْبَيْعِ بَعْدَ النِّدَاءِ الثَّانِي .

''اہل علم کا اتفاق ہے کہ دوسری آذان کے بعد کاروبار حرام ہے۔''

(تفسير ابن كثير: 122/8)

سوال: جمعہ کی اذان کے بعد بیع کی، منعقد ہوگی یا نہیں؟

جواب: جمعہ کی اذان کے بعد بیع حرام ہے، بیع کرنے والے گناہ گار ہوں گے، مگر

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اس وقت بیع کرنے سے منعقد ہو جائے گی۔

سوال: اذان کہتے ہوئے کانوں میں انگلیاں ڈالنا کیسا ہے؟

جواب: اذان کہتے ہوئے کانوں میں انگلیاں ڈالنا جائز ہے، اس کا مقصد آواز کو اونچا کرنا ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلٰى مُوسٰى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ...... وَاضِعًا إِصْبَعَيْهِ فِي أُذُنَيْهِ، لَهُ جُؤَارٌ إِلَى اللّٰهِ بِالتَّلْبِيَةِ، مَارًّا بِهٰذَا الْوَادِي .

”گویا میں موسیٰ ﷺ کو دیکھ رہا ہوں کہ انہوں نے کانوں میں انگلیاں ڈالی ہوئی ہیں اور اللہ کے نام کا تلبیہ پکارتے ہوئے اس وادی (وادیٔ ازرق) سے گزر رہے ہیں۔“

(صحيح مسلم : 166)

❁ اس حدیث کی شرح میں حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

فِي هٰذَا دَلِيلٌ عَلَى اسْتِحْبَابِ وَضْعِ الْأُصْبُعِ فِي الْأُذُنِ عِنْدَ رَفْعِ الصَّوْتِ بِالْأَذَانِ .

”یہ حدیث دلیل ہے کہ اذان میں آواز کو بلند کرنے کے لیے کانوں میں انگلیاں ڈالنا مستحب ہے۔“

(شرح النّووي : 230/2)

❁ محمد بن سیرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ الْأَذَانُ أَنْ يَقُولَ : اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، ثُمَّ يَجْعَلُ إِصْبَعَيْهِ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فِي أُذُنَيْهِ .

"اذان کا طریقہ یہ ہے کہ اللہ اکبر اللہ اکبر کہتے ہوئے کانوں میں انگلیاں ڈالی جائیں۔"

(مصنّف ابن أبي شيبة : 2186، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ امام ترمذی رحمہ اللہ (۲۷۹ھ) فرماتے ہیں:

عَلَيْهِ الْعَمَلُ عِنْدَ أَهْلِ العِلْمِ : يَسْتَحِبُّونَ أَنْ يُدْخِلَ الْمُؤَذِّنُ إِصْبَعَيْهِ فِي أُذُنَيْهِ فِي الْأَذَانِ .

"اہل علم کا اس مسئلہ پر عمل ہے، وہ مؤذن کے لیے کانوں میں انگلیاں ڈالنا مستحب سمجھتے ہیں۔"

(سنن التّرمذي، تحت الحديث : 197)

❁ علامہ ابن بطال رحمہ اللہ (۴۴۹ھ) فرماتے ہیں:

مُبَاحٌ عِنْدَ الْعُلَمَاءِ .

"(اذان کہتے ہوئے کانوں میں انگلیاں ڈالنا) اہل علم کے نزدیک جائز ہے۔"

(شرح صحيح البخاري : 258/2)

تنبیہ:

اذان کے وقت کانوں میں انگلیاں ڈالنے کے متعلق جو روایات مروی ہیں، وہ ساری کی ساری ضعیف و غیر ثابت ہیں، ملاحظہ ہوں؛

❁ سیدنا ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

رَأَيْتُ بِلَالًا يُؤَذِّنُ، وَقَدْ جَعَلَ أُصْبُعَيْهِ فِي أُذُنَيْهِ وَهُوَ يَلْتَوِي فِي أَذَانِهِ يَمِينًا وَشِمَالًا .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”میں نے بلال رضی اللہ عنہ کو اذان کہتے سنا، آپ رضی اللہ عنہ نے کانوں میں انگلیاں ڈالی ہوئیں تھی اور دائیں بائیں مڑ رہے تھے۔“

(صحيح ابن خزيمة : 388، سنن الدّارمي : 1235)

سند ضعیف ہے۔ حجاج بن ارطاۃ ضعیف و مدلس ہے، سماع کی تصریح نہیں کی۔

حجاج کی متابعت سفیان ثوری نے کی ہے، وہ بھی مدلس ہیں، سماع کی صراحت نہیں کی۔

❀ امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ اس روایت کو معلول سمجھتے تھے۔

(صحيح ابن خزيمة، تحت الحديث : 388)

❀ سیدنا سعد بن عائذ قرظ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِلَالًا أَنْ يَّجْعَلَ إِصْبَعَيْهِ فِي أُذُنَيْهِ، وَقَالَ : إِنَّهٗ أَرْفَعُ لِصَوْتِكَ .

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ (اذان کہتے وقت) انگلیاں کانوں میں ڈال لیا کریں، نیز فرمایا: اس سے آواز اونچی نکلتی ہے۔“

(سنن ابن ماجه : 710)

سند ضعیف ہے۔

① عبد الرحمن بن سعد بن عمار ”ضعیف“ ہے۔

② سعد بن عمار بن سعد ”مجہول“ ہے۔

سعد بن عمار کی ضعیف متابعت بھی ہے۔

❀ اس حدیث کی سند کو حافظ بوصیری رحمہ اللہ نے ”ضعیف“ کہا ہے۔

(مِصباح الزّجاجة :1/90)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❁ سیدنا عبداللہ بن زید بن عبدربہ انصاری رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے کہ انہوں نے خواب میں فرشتے کو اذان کہتے دیکھا:

جَعَلَ إِصْبَعَيْهِ فِي أُذُنَيْهِ وَنَادٰى .

''فرشتے نے انگلیاں کانوں میں ڈالیں اور اذان کہی۔''

(نصب الرّاية للزّيلعي :278/1)

سند سخت ضعیف ہے۔

① یزید بن ابی زیاد الہانی ''ضعیف و مدلس'' ہے، سماع کی تصریح نہیں کی۔

② عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کا سیدنا عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں۔

فائدہ:

❁ سفیان ثوری رحمہ اللہ نے نسیر بن ذعلوق رحمہ اللہ سے پوچھا، کیا آپ نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو سواری پر اذان کہتے وقت کانوں میں انگلیاں ڈالے دیکھا؟، تو نسیر رحمہ اللہ نے فرمایا: نہیں۔

(مصنف ابن أبي شيبة :210/1، وسندهٗ صحيحٌ)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایسا سواری پر ہونے کی وجہ سے کیا ہوگا، واللہ اعلم!

سوال: کیا اقامت میں بھی دائیں بائیں منہ موڑا جائے گا؟

جواب: نہیں۔

سوال: جو اکیلا شخص بیابان میں اذان اور اقامت کے ساتھ نماز پڑھے، کیا فرشتے اس کے ساتھ نماز میں شامل ہو جاتے ہیں؟

جواب: اس بارے میں کوئی مرفوع یا موقوف روایت ثابت نہیں۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

❀ سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

لَا يَكُونُ رَجُلٌ بِأَرْضٍ فَيْءٍ فَيَتَوَضَّأُ، فَإِنْ لَمْ يَجِدِ الْمَاءَ يَتَيَمَّمُ، ثُمَّ يُنَادِي بِالصَّلَاةِ، ثُمَّ يُقِيمُهَا، إِلَّا أَمَّ مِنْ جُنُودِ اللّٰهِ مَا لَا يُرٰى طَرَفَاهُ.

''جو شخص بیابان میں ہو، وضو کرے، پانی نہ ملے، تو تیمّم کرے، پھر اذان دے اور اقامت کہے، تو اللہ تعالیٰ کی مخلوق (فرشتوں) کا اتنا بڑا لشکر اس کی اقتدا میں نماز ادا کرتا ہے، کہ اس لشکر کے کنارے دکھائی نہیں دیتے۔''

(مصنف ابن أبي شيبة : 2277)

سند ضعیف ہے۔ سلیمان بن طرخان تیمی مشہور مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔ جس سند میں سلیمان تیمی کی متابعت ہے، وہ بھی ضعیف ہے، اس میں سفیان کا عنعنہ ہے۔

❀ یہ روایت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مرفوع بھی مروی ہے، اس کی سند بھی ضعیف ہے، قاسم بن غصن ضعیف ہے۔ نیز اس روایت کا مرفوع ہونا بھی صحیح نہیں۔

سوال: اقامت کے جواب میں أَقَامَهَا اللّٰهُ وَأَدَامَهَا کہنا کیسا ہے؟

جواب: اقامت کے دوران جب قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ کہا جاتا ہے، تو اس کے جواب میں بعض لوگ أَقَامَهَا اللّٰهُ وَأَدَامَهَا کہتے ہیں۔ یہ جائز نہیں، کیونکہ ایسا کہنا رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں۔ اس کے متعلق جو حدیث وارد ہے، وہ سخت ''ضعیف'' اور ناقابل عمل و ناقابل حجت ہے، ملاحظہ فرمائیں:

❀ مروی ہے کہ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے اقامت کہنا شروع کی۔ جب انہوں نے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ کہا، تو نبی اکرم ﷺ نے جواب میں أَقَامَهَا اللّٰهُ وَأَدَامَهَا کہا۔

(سنن أبي داوٗد : 528، عمل اليوم والليلة لابن السنّي : 105)

سند ضعیف ہے:

① محمد بن ثابت عبدی جمہور کے نزدیک ''ضعیف'' ہے۔

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

لَيْسَ هُوَ بِالْقَوِيِّ عِنْدَ أَكْثَرِ الْمُحَدِّثِينَ .

''اکثر محدثین کرام کے نزدیک یہ مضبوط راوی نہیں۔''

(خلاصة الأحكام : 217/1، ح : 559، نصب الراية للزيلعي : 5/1، 6)

② ''رجل من اہل الشام'' مبہم و نامعلوم ہے۔

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

(خلاصة الأحكام : 295/1)

سوال: سفر میں اذان اور اقامت کہہ کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: مستحب ہے۔

❀ نبی کریم ﷺ کے سفر حج میں عرفہ مقام پر اذان اور اقامت کہی گئی، تو آپ ﷺ نے نماز ظہر اور نماز عصر جمع کر کے پڑھائی۔

(صحيح مسلم : 1218)

❀ سیدنا ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ، فَأَرَادَ الْمُؤَذِّنُ أَنْ يُؤَذِّنَ، فَقَالَ لَهُ : أَبْرِدْ ....

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”ہم نبی کریم ﷺ کے ہمراہ ایک سفر پر تھے، مؤذن (ظہر کے لیے) اذان کہنے لگا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ابھی (ظہر کی تپش کو) ٹھنڈا کر لیجیے......۔“

(صحيح البخاري : 629، صحيح مسلم : 616)

❁ سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أَتَى رَجُلَانِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيدَانِ السَّفَرَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : إِذَا أَنْتُمَا خَرَجْتُمَا، فَأَذِّنَا، ثُمَّ أَقِيمَا، ثُمَّ لِيَؤُمَّكُمَا أَكْبَرُكُمَا .

”دو بندے نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے، وہ سفر کا ارادہ رکھتے تھے، تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب آپ دونوں سفر پر جائیں، تو (نماز کے لیے) اذان اور اقامت کہنا اور آپ میں سے بڑا امامت کرائے۔“

(صحيح البخاري : 630، 674)

❁ سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ہم نبی کریم ﷺ کے پاس قیام کے بعد واپس جانے لگے، تو نبی کریم ﷺ نے ہمیں فرمایا:

إِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَلْيُؤَذِّنْ لَكُمْ أَحَدُكُمْ، وَلْيَؤُمَّكُمْ أَكْبَرُكُمْ .

”جب نماز کا وقت ہو، تو آپ میں سے ایک اذان کہے اور آپ میں سے بڑا امامت کرائے۔“

(صحيح البخاري :631)

سوال: فجر کی اذان میں الصلاۃ خیر من النوم کے جواب میں کیا کہا جائے؟

جواب: الصلاۃ خیر من النوم کے جواب میں یہی کلمہ دہرائے جائے گا۔ بعض نے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

لکھا ہے کہ اس کے جواب میں صَدَقْتَ، وَبَرَرْتَ وَبِالْحَقِّ نَطَقْتَ کہا جائے، مگر اس بارے میں کوئی دلیل معلوم نہیں ہو سکی۔

سوال: کیا قضائے حاجت کے دوران اذان کا جواب دے سکتے ہیں؟

جواب: قضائے حاجت کے دوران اللہ تعالیٰ کا ذکر جائز نہیں، اذان بھی ذکر ہے، لہٰذا اس دوران اذان کا جواب نہیں دیا جا سکتا۔

سوال: کیا حائضہ اذان کا جواب دے سکتی ہے؟

جواب: حائضہ کے لیے اذان کا جواب دینا جائز ہے۔ حائضہ نماز اور تلاوت قرآن کے علاوہ ہر ذکر کر سکتی ہے۔

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلٰی جَوَازِ التَّسْبِيحِ وَالتَّهْلِيلِ وَالتَّكْبِيرِ وَالتَّحْمِيدِ وَالصَّلَاةِ عَلٰی رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِ ذٰلِكَ مِنَ الْأَذْكَارِ وَمَا سِوَی الْقُرْآنِ لِلْجُنُبِ وَالْحَائِضِ وَدَلَائِلُهُ مَعَ الْإِجْمَاعِ فِي الْأَحَادِيثِ الصَّحِيحَةِ مَشْهُورَةٌ.

''مسلمانوں کا اجماع ہے کہ جنبی اور حائضہ کے لیے سبحان اللہ، لا الہ الا اللہ، اللہ اکبر، الحمد للہ کہنا، رسول اللہ ﷺ پر درود پڑھنا اور تلاوت قرآن کے علاوہ دیگر اذکار کرنا جائز ہیں۔ اجماع کے ساتھ ساتھ اس کے دلائل صحیح احادیث میں مشہور ہیں۔''

(المَجموع: 164/2)

❁ امام ابن منذر رحمہ اللہ (٣١٩ھ) فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قَدْ أَجْمَعَ أَهْلُ الْعِلْمِ عَلٰى أَنَّ لَهُمَا أَنْ يَذْكُرَا اللّٰهَ وَيُسَبِّحَاهُ.

”اہل علم کا اجماع ہے کہ حائضہ اور جنبی اللہ تعالیٰ کا ذکر اور تسبیح کرسکتے ہیں۔“

(الإشراف على مَذاهب العلماء: 434/3)

سوال: جوازان کے دوران دنیاوی باتوں میں مشغول رہے، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: اذان کا جواب دینا مستحب ہے، لہذا بہتر یہی ہے کہ دوران اذان باتیں نہ کی جائیں، بلکہ اذان کے کلمات کو غور سے سنا جائے اور جواب دیا جائے۔

سوال: کیا جمعہ کی اذان کا بھی جواب دیا جاسکتا ہے؟

جواب: جمعہ کی اذان کا جواب بھی دیا جائے گا۔

سوال: اذان میں رسول اللہ ﷺ کا نام سن کر انگوٹھے چومنا کیسا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ سے محبت کا تقاضا ہے کہ ان کی اطاعت وفرمانبرداری کی جائے۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے پہلے خطبہ میں ارشاد فرمایا تھا:

أَطِيعُونِي مَا أَطَعْتُ اللّٰهَ وَرَسُولَهٗ، فَإِذَا عَصَيْتُ اللّٰهَ وَرَسُولَهٗ فَلَا طَاعَةَ لِي عَلَيْكُمْ.

”میری اطاعت اس وقت تک کرنا، جب تک میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کروں۔ جب میں اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کروں، تو آپ پر میری اطاعت فرض نہیں۔“

(السّيرة لابن هشام: 82/6، وسندهٗ حسنٌ)

ہمارا فرض بنتا ہے کہ غلو وتقصیر سے بچتے ہوئے نبی اکرم ﷺ کی سنتوں کو حرزِ جان بنائیں اور شریعت کے دائرہ میں رہتے ہوئے آپ ﷺ کی عزت وتوقیر بجالائیں۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ (748ھ) نے فرمایا ہے:

اَلْغُلُوُّ وَالْإِطْرَاءُ مَنْهِيٌّ عَنْهُ، وَالْأَدَبُ وَالتَّوْقِيرُ وَاجِبٌ، فَإِذَا اشْتَبَهَ الْإِطْرَاءُ بِالتَّوْقِيرِ تَوَقَّفَ الْعَالِمُ وَتَوَرَّعَ، وَسَأَلَ مَنْ هُوَ أَعْلَمُ مِنْهُ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُ الْحَقُّ، فَيَقُوْلُ بِهٖ، وَإِلَّا فَالسُّكُوْتُ وَاسِعٌ لَّهٗ، وَيَكْفِيْهِ التَّوْقِيْرُ الْمَنْصُوْصُ عَلَيْهِ فِي أَحَادِيْثَ لَا تُحْصٰى، وَكَذَا يَكْفِيْهِ مُجَانَبَةُ الْغُلُوِّ الَّذِي ارْتَكَبَهُ النَّصَارٰى فِي عِيْسٰى، مَا رَضُوْا لَهٗ بِالنُّبُوَّةِ حَتّٰى رَفَعُوْهُ إِلَى الْإِلٰهِيَّةِ وَإِلَى الْوَالِدِيَّةِ، وَانْتَهَكُوْا رُتْبَةَ الرُّبُوْبِيَّةِ الصَّمَدِيَّةِ، فَضَلُّوا وَخَسِرُوا، فَإِنَّ إِطْرَاءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤَدِّي إِلٰى إِسَائَةِ الْأَدَبِ عَلَى الرَّبِّ، نَسْأَلُ اللّٰهَ تَعَالٰى أَنْ يَّعْصِمَنَا بِالتَّقْوٰى، وَأَنْ يَّحْفَظَ عَلَيْنَا حُبَّنَا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا يَرْضٰى .

”تعظیم میں حد سے بڑھنا ممنوع ہے، جبکہ ادب اور توقیر واجب ہے۔ جب تعریف میں مبالغہ کا اشتباہ ہو، تو عالم کو توقف کرنا چاہیے اور رُک جانا چاہیے، نیز کسی بڑے عالم سے دریافت کر لے، تاکہ حق واضح ہو جائے، پھر وہ اس کے بارے میں بات کرے، ورنہ خاموشی بہتر ہے۔ اسے وہی توقیر کافی ہے، جسے بے شمار احادیث میں وضاحت سے بیان کر دیا گیا ہے۔ اسی طرح غلو سے اجتناب کرے، جس کا ارتکاب نصاریٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کیا۔ وہ ان کی نبوت پر راضی نہیں ہوئے، بلکہ انہیں الٰہ اور اللہ کا بیٹا قرار دیا اور اللہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

تعالیٰ کی شان ربوبیت وصمدیت میں نقب لگایا۔ یوں وہ گمراہ اور ناکام ہوگئے۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ کی تعظیم میں حد سے بڑھنا اللہ کی گستاخی کی طرف لے جاتا ہے۔ ہم اللہ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ تقویٰ کی بدولت ہمیں بچالے اور جیسے اسے پسند ہے، ہمارے دلوں میں نبی اکرم ﷺ کی محبت راسخ فرمادے۔'' (میزان الاعتدال : 650/2)

نبی کریم ﷺ کا نام سن کر انگوٹھے چومنے پر کوئی دلیل نہیں، اگر یہ نیکی کا کام ہوتا یا شریعت کی رُو سے نبیٔ اکرم ﷺ کی توقیر ہوتی، تو صحابہ کرام اور ائمہ عظام ضرور کرتے۔ وہ سب سے بڑھ کر نبی اکرم ﷺ کی تعظیم کرنے والے تھے۔ کسی ثقہ امام سے اس کا جواز یا استحباب ثابت نہیں، لہٰذا یہ دین نہیں۔ اس کے ثبوت پر پیش کردہ دلائل ملاحظہ فرمائیں:

❀ مسند فردوس از دیلمی میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے متعلق روایت ہے:

إِنَّهٗ لَمَّا سَمِعَ قَوْلَ الْمُؤَذِّنِ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدَ رَّسُولُ اللّٰه قَالَ هٰذَا، وَقَبَّلَ بَاطِنَ الْأُنْمُلَتَيْنِ السَّبَّابَتَيْنِ وَمَسَحَ عَيْنَيْهِ، فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مَنْ فَعَلَ مِثْلَ مَا فَعَلَ خَلِيلِي، فَقَدْ حَلَّتْ عَلَيْهِ شَفَاعَتِي .

''جب آپ رضی اللہ عنہ نے مؤذن کو أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ کہتے سنا، تو یہی الفاظ کہے اور دونوں انگشتِ شہادت کے پورے جانب زیریں سے چوم کر آنکھوں سے لگائے، اس پر نبی ﷺ نے فرمایا: جس نے ایسا کیا، جیسا میرے پیارے نے کیا ہے، اس کے لیے میری شفاعت حلال ہوگئی۔''

(المقاصد الحسنة للسّخاوي، ص 384)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

① بے سند ہے۔

② حافظ سخاوی رحمہ اللہ (902ھ) نے اس روایت کے متعلق لکھا ہے:

لَا یَصِحُّ . "یہ روایت ثابت نہیں ہے۔"

بعض احباب کہتے ہیں کہ لَا یَصِحُّ "یہ روایت صحیح نہیں ہے۔" سے یہ لازم نہیں آتا کہ یہ "حسن" بھی نہیں ہے، یہ ان کی بات خطائے محض کی قبیل سے ہے اور اس روایت پر تو فٹ بھی نہیں آتی، کیوں کہ اس روایت کی تو سند ہی موجود نہیں۔

❀ سیدنا خضر علیہ السلام سے منسوب ہے:

مَنْ قَالَ حِیْنَ یَسْمَعُ الْمُؤَذِّنَ یَقُوْلُ : أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ : مَرْحَبًا بِحَبِیْبِي وَقُرَّةِ عَیْنِي مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ یُقَبِّلُ إِبْهَامَیْهِ وَیَجْعَلُهُمَا عَلٰی عَیْنَیْهِ لَمْ یَرْمَدْ أَبَدًا .

"جو شخص مؤذن سے أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے الفاظ سن کر مَرْحَبًا بِحَبِیْبِي وَقُرَّةِ عَیْنِي مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کہے، پھر دونوں انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر رکھے، اس کی آنکھیں کبھی نہ دُکھیں گی۔"

(المَقاصد الحسنة للسّخاوي، ص 384)

بے سند و بے ثبوت ہے۔

❀ حافظ سخاوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بِسَنَدٍ فِيهِ مَجَاهِيلُ مَعَ انْقِطَاعِهٖ .

''یہ روایت مجہولین کی بیان کردہ ہے، انقطاع بھی ہے۔''

اس روایت کی سند بھی موجود نہیں ہے، بعضے نادان دوست مجاہیل کی روایت کو ضعیف کہنے سے گریزاں ہوتے ہیں، لیکن مجاہیل کا مسئلہ تو تب پیش آئے، جب سند موجود ہو، سند ہی اگر موجود نہیں، تو مجہول کی روایت کے صحیح یا ضعیف ہونے کی بحث سے حاصل؟ امام شافعی رحمہ اللہ کا فرمان البتہ اس سلسلہ میں سن لیجئے:

لَا نَقْبَلُ خَبَرَ مَنْ جَهِلْنَاهُ، وَكَذٰلِكَ لَا نَقْبَلُ خَبَرَ مَنْ لَّمْ نَعْرِفْهُ بِالصِّدْقِ وَعَمَلِ الْخَيْرِ .

''ہم محدثین مجہول راوی کی حدیث قبول نہیں کرتے، نہ ہی اس شخص کی روایت قبول کرتے ہیں، جس کی سچائی اور نیکی ہم نہیں جانتے۔''

(إختلاف الحديث : 13، معرفة السّنن والآثار للبيهقي :12/1)

دین متصل روایات کا نام ہے۔ صحیح حدیث کی شرطوں میں بنیادی شرط اتصال سند ہے، یہاں تو سرے سے سندیں ہی موجود نہیں، اتصال کہاں سے ہوگا!

ان روایات کے بارے میں اہل علم کی آرا:

❁ حافظ سخاوی رحمہ اللہ (902ھ) لکھتے ہیں:

لَا يَصِحُّ فِي الْمَرْفُوْعِ مِنْ كُلِّ هٰذَا شَيْءٌ .

''اس معنی کی مرفوع احادیث میں سے کوئی بھی ثابت نہیں۔''

(المقاصد الحسنة، ص 385)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❀ علامہ ملا علی قاری رحمہ اللہ (1014ھ) لکھتے ہیں:

كُلُّ مَا يُرْوٰى فِي هٰذَا، فَلَا يَصِحُّ رَفْعُهُ الْبَتَّةَ .

''اس بارے میں کوئی بھی مرفوع روایت قطعاً ثابت نہیں۔''

(الأسرار المرفوعة في الأخبار الموضوعة المعروف بالموضوعات الكبرٰى، ص 210)

علامہ ابن عابدین شامی حنفی رحمہ اللہ (1252ھ) نقل کرتے ہیں:

لَمْ يَصِحَّ فِي الْمَرْفُوعِ مِنْ كُلِّ هٰذَا شَيْءٌ .

''ان میں سے کوئی مرفوع روایت ثابت نہیں۔''

(ردّ المحتار على الدّر المختار :293/1)

ہم کہتے ہیں کہ ان روایات کے صحیح یا ضعیف ہونے کا فیصلہ تو بعد کی بات ہے، ان کی تو سند ہی موجود نہیں ہے۔

تنبیہ:

① علامہ ملا علی قاری رحمہ اللہ (1014ھ) لکھتے ہیں:

إِذَا ثَبَتَ رَفْعُهُ عَلَى الصَّدِّيقِ فَيَكْفِي الْعَمَلُ بِهٖ .

''جب صدیق رضی اللہ عنہ تک سند ثابت ہوگئی ہے، تو عمل کے لیے کافی ہے۔''

(الموضوعات الكبرٰى، ص 210)

اس کی سند بھی موجود نہیں ہے، ملا علی قاری رحمہ اللہ کو شاید اشتباہ ہو گیا ہوگا۔

② مفتی احمد یار خان نعیمی بریلوی صاحب (1391ھ) ''انجیل برنباس'' کے حوالے سے لکھتے ہیں:

''اس میں لکھا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے روح القدس (نورِ مصطفوی) کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دیکھنے کی تمنا کی، تو وہ نوران کے انگوٹھے کے ناخنوں میں چمکا دیا گیا۔ انہوں نے فرطِ محبت سے ان ناخنوں کو چوما اور انگوٹھوں سے لگایا۔''

(جاء الحق: 1/398)

ہمیں قرآن وحدیث کی پیروی کا حکم دیا گیا ہے، محرف ومبدل کتابوں کی پیروی کا حکم نہیں دیا گیا۔

❁ نیز لکھتے ہیں:

''اگر مان بھی لیا جائے کہ یہ حدیث ضعیف ہے، پھر بھی فضائل اعمال میں حدیث ضعیف معتبر ہوتی ہے۔'' (جاء الحق: 1/401)

ٹھیک ہے کہ فضائل میں ضعیف کے معتبر ہونے یا نہ ہونے پر بحث شروع ہو چکی ہے، گو سلف میں یہ بحث نہ تھی، لیکن بے سند روایت کو تو کسی نے بھی معتبر نہیں کہا۔ دوسرے یہ کہ اس مسئلہ کا تعلق فضائل اعمال سے نہیں، بلکہ احکام شرعیہ سے ہے کہ اذان میں نبی ﷺ کا نام مبارک سن کر انگوٹھے چومنے چاہئیں یا نہیں، فضائل کی بات تو بعد میں ہے۔ قارئین کرام! یاد رکھیں دین صحیح روایات کا نام ہے، فضائل کا تعلق بھی دین سے ہے۔

❁ امام ابن حبان رحمہ اللہ (354ھ) فرماتے ہیں:

لَمْ أَعْتَبِرْ ذٰلِكَ الضَّعِيفَ لِأَنَّ رِوَايَةَ الْوَاهِي وَمَنْ لَّمْ يَرْوِ سِيَّانِ .

''میں نے اس ضعیف راوی کا اعتبار نہیں کیا، کیونکہ کمزور راوی کی روایت نہ ہونے کے برابر ہے۔'' (الثّقات: 9/159)

❁ نیز فرماتے ہیں:

كَأَنَّ مَا رَوَى الضَّعِيفُ وَمَا لَمْ يَرْوِ فِي الْحُكْمِ سِيَّانِ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”گویا کہ ضعیف کی روایت حکم میں نہ ہونے کے برابر ہے۔“

(كتاب المجروحين: 328/1، ترجمة سعيد بن زياد الدّاري)

❀ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (852ھ) فرماتے ہیں:

لَا فَرْقَ فِي الْعَمَلِ بِالْحَدِيْثِ فِي الْأَحْكَامِ أَوْ فِي الْفَضَائِلِ، إِذِ الْكُلُّ شَرْعٌ.

”احکام یا فضائل میں حدیث پر عمل میں کوئی فرق نہیں، کیونکہ دونوں (فضائل اور احکام) شریعت ہی تو ہیں۔“

(تبيين العَجب، ص 2)

ضعیف حدیث کو کوئی بھی دین نہیں کہتا۔

❀ مفتی احمد یار خان نعیمی بریلوی صاحب لکھتے ہیں:

”اور اس کو حرام کہنا محض جہالت ہے، جب تک کہ ممانعت کی صریح دلیل نہ ملے، اس کو منع نہیں کر سکتے۔ استحباب کے لیے مسلمانوں کا مستحب جاننا ہی کافی ہے، مگر کراہت کے لیے دلیل خاص کی ضرورت ہے۔“

(جاء الحق: 399/1)

کسی ثقہ مسلمان سے باسندِ صحیح انگوٹھے چومنے کو مستحب کہنا ثابت نہیں۔ ہم تو اس فعل کو بدعت کہتے ہیں، کیونکہ اس پر دلیل نہیں ہے، لہٰذا یہ کہنا کہ ممانعت کی صریح دلیل نہیں، اس لیے اس کو ناجائز و بدعت نہیں کہنا چاہیے، یہ قول خود لائق التفات نہیں، کیوں کہ عبادات اور دین کے متعلق احکام اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اجازت سے کیے جاتے ہیں، اس میں ممانعت نہیں، اذن و اجازت کو دیکھا جاتا ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اگر یہ مان لیا جائے کہ ممانعت نہیں آئی، اس لیے جائز ہے، تو پھر ہر بدعت دین کا حصہ قرار پائے گی۔ اگر کوئی عید الفطر سے پہلے اذان کہے، جبکہ اس کے بارے میں ممانعت صریح کہیں بھی نہیں ہے، تو کیا مستحب کہلوائے گی؟

❁ علامہ ابوشامہ رحمہ اللہ (665ھ) فرماتے ہیں:

كُلُّ مَنْ فَعَلَ أَمْرًا مُوْهِمًا أَنَّهٗ مَشْرُوْعٌ وَّلَيْسَ كَذٰلِكَ فَهُوَ غَالٍ فِي دِيْنِهٖ مُبْتَدِعٌ فِيهِ قَائِلٌ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ بِلِسَانِ مَقَالِهٖ أَوْ لِسَانِ حَالِهٖ .

''ہر وہ شخص جو کسی ایسے کام کو مشروع سمجھتے ہوئے کرتا ہے، جو مشروع نہیں ہوتا، تو وہ دین میں غلو سے کام لینے والا، بدعت نکالنے والا اور زبانِ قال یا زبانِ حال سے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنے والا ہوتا ہے۔''

(الباعث على إنكار البِدَع والحوادث، ص 20-21)

سوال: کیا اقامت کہنے والے کا امام کے بالکل پیچھے کھڑا ہونا ضروری ہے؟

جواب: اقامت کہنے والے کہیں بھی کھڑے ہو کر اقامت کہہ سکتا ہے، اقامت کہنے کے لیے کوئی مخصوص جگہ نہیں۔

سوال: کیا مسجد کے محراب میں کھڑے ہو کر اذان کہی جا سکتی ہے؟

جواب: کہی جا سکتی ہے، محراب بھی مسجد کا حصہ ہے۔

سوال: مسجد کی چھت پر کھڑے ہو کر اذان کہنا کیسا ہے؟

جواب: درست ہے، اذان کسی بھی بلند جگہ پر کھڑے ہو کر کہی جا سکتی ہے۔

❁ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

إِنَّ بِلَالًا يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ ، فَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتّٰى يُؤَذِّنَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ قَالَ : وَلَمْ يَكُنْ بَيْنَهُمَا إِلَّا أَنْ يَنْزِلَ هٰذَا وَيَرْقٰى هٰذَا .

”بلال رات کو اذان کہتے ہیں، لہٰذا (اس کے بعد بھی) کھائیں پئیں، جب تک کہ عبداللہ بن اُم مکتوم اذان نہ کہہ دیں۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ان دونوں کی اذان میں زیادہ وقت نہ ہوتا تھا، ایک (چبوترے یا منار سے) اُترتا، تو دوسرا چڑھ جاتا۔“

(صحيح مسلم : 1092)

❁ یہی روایت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی مروی ہے۔

(صحيح البخاري : 1919)

❁ امام ابن منذر رحمہ اللہ (۳۱۹) حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کے تحت فرماتے ہیں:

يَدُلُّ عَلٰى أَنَّ أَذَانَهُمَا كَانَ عَلٰى مَنَارَةٍ، أَوْ عَلٰى شَيْءٍ مُّرْتَفِعٍ .

”یہ حدیث دلیل ہے کہ سیدنا بلال اور سیدنا عبداللہ بن اُم مکتوم رضی اللہ عنہما کی اذان منار یا کسی بلند جگہ پر ہوتی تھی۔“

(الأوسط : 28/3)

❁❁❁❁❁❁❁

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۵۴)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❁ قبیلہ بنو نجار کی ایک صحابیہ سے مروی ہے:

كَانَ بَيْتِي مِنْ أَطْوَلِ بَيْتٍ حَوْلَ الْمَسْجِدِ وَكَانَ بِلَالٌ يُؤَذِّنُ عَلَيْهِ الْفَجْرَ فَيَأْتِي بِسَحَرٍ فَيَجْلِسُ عَلَى الْبَيْتِ يَنْظُرُ إِلَى الْفَجْرِ، فَإِذَا رَآهُ تَمَطّٰى، ثُمَّ قَالَ: اللّٰهُمَّ إِنِّي أَحْمَدُكَ وَأَسْتَعِينُكَ عَلٰى قُرَيْشٍ أَنْ يُقِيمُوا دِينَكَ قَالَتْ: ثُمَّ يُؤَذِّنُ، قَالَتْ: وَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُهُ كَانَ تَرَكَهَا لَيْلَةً وَاحِدَةً تَعْنِي هٰذِهِ الْكَلِمَاتِ.

”مسجد نبوی کے اردگرد والے گھروں میں سے میرا گھر سب سے اونچا تھا، بلال رضی اللہ عنہ اس پر چڑھ کر اذان فجر کہا کرتے تھے، آپ رضی اللہ عنہ سحری کے وقت آ جاتے، چھت پر ہی بیٹھے رہتے اور طلوع فجر کو دیکھتے رہتے، جب اسے دیکھ لیتے، تو انگڑائی لیتے، پھر یہ دعا پڑھتے: اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَحْمَدُكَ وَأَسْتَعِينُكَ عَلٰى قُرَيْشٍ أَنْ يُقِيمُوا دِينَكَ ”اللہ! میں تیری ہی حمد بیان کرتا ہوں اور تجھ سے ہی کفار قریش پر مدد مانگتا ہوں کہ وہ تیرے دین کو قائم کریں۔“ پھر بلال رضی اللہ عنہ اذان کہتے۔ اللہ کی قسم! میں نہیں جانتی کہ انہوں نے یہ کلمات ایک

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

رات بھی ادا نہ کیے ہوں۔“

(سنن أبي داود : 519، السنن الكبرىٰ للبيهقي : 425/1)

جواب: سند ضعیف ہے۔

① احمد بن محمد بن ایوب بغدادی نے ابراہیم بن سعد سے مغازی نہیں سنیں۔

✿ اسحاق بن ابی اسرائیل رحمہ اللہ کے قول سے یہی معلوم ہوتا ہے۔

(الكامل لابن عدي : 285/1، وسندهٗ صحيحٌ)

✿ امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ بھی اسی طرف گئے ہیں۔

(سؤالات ابن الجنيد : 863)

② عروہ بن زبیر رحمہ اللہ کا نجاریہ صحابیہ سے سماع معلوم نہیں ہو سکا۔

سوال: اذان کے دوران مؤذن کو کسی نے سلام کہا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: مؤذن دوران اذان سلام کا جواب دے سکتا ہے۔

سوال: اذان پر اُجرت لینا کیسا ہے؟

جواب: اذان پر اُجرت لینا مکروہ ہے۔ بہتر یہی ہے کہ اذان پر اُجرت نہ لی جائے، اسی طرف نبی کریم ﷺ نے بھی راہنمائی کی ہے، جمہور اہل علم کے فہم سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ البتہ اگر اہل مسجد تحفہ کے طور پر مؤذن کو کچھ دے دیں، تو وہ بلا کراہت جائز ہے۔

✿ سیدنا عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایک علاقے کا امام مقرر کیا اور من جملہ وصیتوں میں سے ایک وصیت فرمائی:

اِتَّخِذْ مُؤَذِّنًا لَا يَأْخُذُ عَلٰى أَذَانِهٖ أَجْرًا .

”ایسا مؤذن مقرر کیجئے، جو اذان پر اجرت نہ لیتا ہو۔“

(سنن أبي داود : 531، سنن النّسائي : 672، وسندهٗ صحيحٌ)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ (۲۰۹) نے ''حسن'' کہا ہے۔ امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۴۲۳) نے ''صحیح'' اور امام حاکم رحمہ اللہ (۷۱۵) نے مسلم کی شرط پر ''صحیح'' قرار دیا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے موافقت کی ہے۔

❀ امام ابن منذر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ثَابِتٌ عَنْ رَّسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔''

(الأوسط : 62/3)

❀ حافظ ابن عبدالہادی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو 'جید' کہا ہے۔

(تنقیح التّحقیق : 64/3)

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِسْنَادُهُ حَسَنٌ، وَأَصْلُهُ فِي مُسْلِمٍ .

''اس کی سند حسن ہے، اس کی اصل صحیح مسلم میں ہے۔''

(فتح الباري : 199/2)

❀ معاویہ بن قرہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يُؤَذِّنُ لَكَ إِلَّا مُحْتَسِبٌ .

''اذان وہ شخص دے، جو صرف اجر وثواب کی اُمید رکھتا ہے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 227/1، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ امام ترمذی رحمہ اللہ (۲۷۹ھ) فرماتے ہیں:

اَلْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ كَرِهُوا أَنْ يَّأْخُذَ الْمُؤَذِّنُ عَلٰى

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

الْأَذَانِ أَجْرًا، وَاسْتَحَبُّوا لِلْمُؤَذِّنِ أَنْ يَّحْتَسِبَ فِي أَذَانِهٖ .

''اہل علم کا اسی پر عمل ہے، وہ اذان پر اُجرت لینے کو مکروہ سمجھتے ہیں، نیز اہل علم پسند کرتے ہیں کہ مؤذن اذان میں صرف اَجر وثواب کی اُمید رکھے۔''

(سنن التّرمذي، تحت الحديث : 209)

❀ حافظ خطابی رحمہ اللہ (۳۸۸ھ) فرماتے ہیں:

أَخْذُ الْمُؤَذِنِ الْأَجْرَ عَلٰى أَذَانِهٖ مَكْرُوهٌ فِي مَذَاهِبِ أَكْثَرِ الْعُلَمَاءِ .

''اکثر اہل علم کے مذہب میں مؤذن کا اذان پر اجرت لینا مکروہ ہے۔''

(مَعالم السّنن :156/1)

تنبیہ:

یحییٰ بکاء سے مروی ہے:

كُنْتُ آخِذًا بِيَدِ ابْنِ عُمَرَ، وَهُوَ يَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ، فَلَقِيَهٗ رَجُلٌ مِنْ مُؤَذِّنِي الْكَعْبَةِ، فَقَالَ : إِنِّي لَأُحِبُّكَ فِي اللّٰهِ، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ : وَإِنِّي لَأُبْغِضُكَ فِي اللّٰهِ، إِنَّكَ تُحَسِّنُ صَوْتَكَ لِأَخْذِ الدَّرَاهِمِ .

''میں نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا، آپ رضی اللہ عنہ طواف کعبہ کر رہے تھے، اسی اثنا میں کعبہ کے ایک مؤذن سے ملاقات ہوئی، کہنے لگا: میں اللہ کے لیے آپ سے محبت کرتا ہوں، تو سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: مگر میں اللہ کے لیے تجھ سے بغض رکھتا ہوں، اس لیے کہ تم درہم کمانے کے لیے (اذان دیتے وقت) آواز کو خوبصورت بناتے ہو۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة :227/1)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سند ضعیف ہے۔

① یحییٰ بن مسلم بکاء ''ضعیف'' ہے۔

② عمارہ بن زاذان ''کثیر الخطا'' ہے۔

سوال: درج ذیل روایت بلحاظ سند کیسی ہے؟

❀ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

أَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِذَا أَذَّنَّا أَوْ أَقَمْنَا، أَنْ لَّا نُزِيلَ أَقْدَامَنَا عَنْ مَّوَاضِعِهَا .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم فرمایا کہ جب ہم اذان یا اقامت کہیں، تو اپنے پاؤں کو ان کی جگہ سے نہ ہٹائیں۔''

(نصب الرّاية للزّيلعي :277/1)

جواب: سند سخت ضعیف ہے۔

① حسن بن عمارہ جمہور کے نزدیک ''ضعیف'' ہے۔

❀ علامہ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعَّفَهُ شُعْبَةُ وَجَمَاعَةٌ كَثِيرَةٌ .

''اسے امام شعبہ اور محدثین کی ایک بڑی جماعت نے ضعیف قرار دیا ہے۔''

(مجمع الزوائد :289/2)

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعَّفَهُ الْجُمْهُورُ .

''اسے جمہور محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے۔''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(طبقات المدلّسین : 53)

نیز یہ ''مدلس'' بھی ہے۔

✿ اس روایت کی سند کو حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ''ضعیف'' کہا ہے۔

(التلخیص الحبیر :204/1، ح : 299)

② عبداللہ بن بزیع انصاری بھی ''ضعیف'' ہے۔

سوال: قبر پر اذان کہنا کیسا ہے؟

جواب: دفن کے بعد قبر پر اذان کہنا بدعت ہے، احادیث میں اس کی اصل نہیں اور صحابہ کرام، تابعین عظام، ائمہ دین اور سلف صالحین کے زمانہ میں بھی اس کا وجود نہیں۔

اگر یہ نیکی کا کام ہوتا یا میت کے لئے نفع مند ہوتا تو صحابہ ضرور ایسا کرتے، کیونکہ وہ سب سے بڑھ کر قرآن وسنت کے معانی، مفاہیم ومطالب اور تقاضوں کو سمجھتے اور ان کے مطابق اپنی زندگیاں گزارتے تھے۔

ائمہ اربعہ سے بھی اس کا جواز یا استحباب منقول نہیں، احناف کی امہات الکتب میں تو اس کا ذکر ہی نہیں ملتا البتہ بعض حنفی علماء نے اس کے عدم جواز کا فتوی دیا ہے اور اس کے بدعت ہونے پر صراحت کی ہے۔

① درِّ بحار میں ہے:

مِنَ الْبِدَعِ الَّتِي شَاعَتْ فِي بِلَادِ الْهِنْدِ الْأَذَانُ عَلَى الْقَبْرِ بَعْدَ الدَّفْنِ .

''ہندوستان میں عام ہونے والی بدعتوں میں سے ایک بدعت دفن کے بعد اذان کہنا بھی ہے۔'' (منقول از جاء الحق :318/1)

② محمود بلخی کہتے ہیں:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اَلْأَذَانُ عَلٰى قَبْرٍ لَيْسَ بِشَيْءٍ .

”قبر پر اذان کہنا کچھ نہیں ہے۔“

(منقول از جاء الحق:1/318)

③ علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”میت کو قبر میں داخل کرتے وقت مروّج اذان سنت نہیں، حافظ ابن حجر مکی نے اس کے بدعت ہونے کی صراحت کی ہے اور فرمایا ہے کہ جس نے اسے بچے کے کان میں اذان دینے پر قیاس کرتے ہوئے اسے سنت سمجھا، تاکہ خاتمہ ابتدا سے مماثلت اختیار کر جائے، وہ درستی کو نہیں پہنچا۔“

(فتاوی شامی:2/235، جاء الحق:1/317-318)

تنبیہ:

شامی صاحب نے بعض شوافع کی کتب سے اذان کے مواقع ذکر کیے ہیں، ان میں سے ایک میت کو قبر میں اتارتے وقت کی اذان کا ذکر کیا ہے، ساتھ لکھا ہے:

لٰكِنْ رَدَّهُ ابْنُ حَجَرٍ فِي شَرْحِ الْعُبَابِ .

”لیکن ابن حجر (مکی) نے ”شرح العباب“ میں اس کا رد کیا ہے۔“

تو مفتی نعیمی بریلوی صاحب نے لکھا:

”اولا تو ابن حجر (مکی) شافعی ہیں، بہت سے علما جن میں بعض احناف بھی شامل ہیں، فرماتے ہیں کہ اذان قبر سنت ہے اور امام ابن حجر شافعی اس کی تردید کرتے ہیں، تو بتاؤ کہ حنفیوں کو مسئلہ جمہور پر عمل کرنا ہوگا کہ قول شافعی پر۔“

(جاء الحق:1/316)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

شامی صاحب نے شوافع کی کتاب سے میت کو قبر میں اتارتے وقت اذان کا ذکر کیا ہے، نہ کہ قبر پر اذان کا، ساتھ ہی ابنِ حجر مکی کا انکار ورد ذکر کر دیا، اگر ابن حجر مکی شافعی ہیں، تو قبر میں اتارتے وقت اذان بھی تو شوافع کی بعض کتب میں ہے؟ رہا یہ کہنا:

''بہت سے علما جن میں بعض احناف بھی شامل ہیں، فرماتے ہیں کہ اذانِ قبر سنت ہے اور امام ابن حجر (مکی) شافعی اس کی تردید کرتے ہیں۔''

تو ہم کہتے ہیں کہ اس سلسلہ میں کوئی ایک بھی حنفی عالم پیش نہیں کیا جا سکتا۔

فائدہ:

احمد رضا خاں بریلوی صاحب نے اس مسئلہ پر إِيْذَانُ الْأَجرِ فِي أَذَانِ الْقَبْرِ کے نام سے رسالہ لکھا ہے، جس میں وہ ''حسن'' یا ''صحیح'' تو درکنار کوئی ''ضعیف'' اور ''موضوع'' روایت بھی پیش نہیں کر سکے، جس سے یہ ثابت ہوتا ہو۔

دلائل اور ان کا جائزہ:

یاد رہے کہ عمومی دلائل سے اس کا ثبوت پیش کرنا درست نہیں، کیونکہ بدعات یا تو عمومی دلائل کے تحت آتی ہی نہیں یا ان سے مستثنیٰ ہوتی ہیں۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

نَزَلَ آدَمُ بِالْهِنْدِ فَاسْتَوْحَشَ، فَنَزَلَ جِبْرِيلُ فَنَادٰى بِالْأَذَانِ: اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ، فَقَالَ لَهٗ: وَمَنْ مُحَمَّدٌ هٰذَا؟ فَقَالَ: هٰذَا آخِرُ وَلَدِكَ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”آدم علیہ السلام (جنت سے) ہندوستان میں اترے اور وحشت زدہ ہو گئے، پھر جبریل علیہ السلام اترے اور اذان کہی: اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا تو آدم علیہ السلام نے کہا، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں؟ جبریل نے کہا: آپ کی اولاد میں سے آخری نبی ہیں۔“

(حلية الأولياء للأصبهاني : 107/5، تاريخ دِمَشق لابن عساكر : 437/7)

① روایت ”ضعیف“ ہے۔

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فِيهِ مَجَاهِيْلُ . ”اس میں کئی مجہول ہیں۔“

(فتح الباري : 79/2)

② علی بن بہرام بن یزید کوفی کی توثیق نہیں مل سکی۔

❁ حافظ ہیثمی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

لَمْ أَعْرِفْهُ .

”میں اسے نہیں پہچانتا۔“(مجمع الزّوائد : 87/8)

③ اس روایت میں قبر پر اذان کا اشارہ تک نہیں۔

❁ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

رَآنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَزِيْنًا، فَقَالَ : يَا ابْنَ أَبِي طَالِبٍ! إِنِّي أَرَاكَ حَزِيْنًا، فَمُرْ بَعْضَ أَهْلِكَ يُؤَذِّنُ فِي أُذُنِكَ، فَإِنَّهُ دَرْءُ الْهَمِّ .

”مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غمگین دیکھا تو فرمایا: ابو طالب کے بیٹے! میں آپ کو

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

غمگین دیکھتا ہوں، اپنے کسی گھر والے کو حکم دیں کہ وہ آپ کے کان میں اذان کہے کیونکہ اذان غموں کا مداوا ہے۔“

(الغرائب الملتقطة لابن حجر : 119/8)

جھوٹی روایت ہے۔

① ابوعبدالرحمٰن محمد بن حسین سلمی متہم ہے۔

② عبداللہ بن موسیٰ بن حسن سلامی کے بارے میں خطیب بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فِي رِوَايَاتِهِ غَرَائِبُ وَّمَنَاكِيرُ وَّعَجَائِبُ .

”اس کی مرویات غریب، منکر اور تعجب خیز ہیں۔“

(تاریخ بغداد :383/11)

❀ نیز لکھتے ہیں:

كَانَ صَحِيحَ السَّمَاعَاتِ، إِلَّا أَنَّهُ كَتَبَ عَمَّنْ دَبَّ وَدَرَجَ مِنَ الْمَجْهُوْلِيْنَ وَأَصْحَابِ الزَّوَايَا، قَالَ : وَكَانَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَنْدَةَ الْأَصْبَهَانِيُّ الْحَافِظُ سَيِّءُ الرَّأْيِ فِيهِ، وَمَا أَرَاهُ كَانَ يَتَعَمَّدُ الْكَذِبَ فِي فَضْلِهِ .

”اس کی سماعات صحیح ہیں، مگر مجہولین اور گوشہ نشینوں میں سے جو ہاتھ چڑھتا، اس سے بیان کر دیتا تھا، حافظ ابوعبداللہ بن مندہ اصبہانی رحمہ اللہ اسے برا سمجھتے تھے، کہتے کہ یہ فضیلت میں جان بوجھ کر جھوٹ بولتا تھا۔“

(تاریخ بغداد :383/11)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

✿ حافظ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

رَوٰی حَدِیْثًا مَا لَہٗ أَصْلٌ .

”اس نے ایک بے سند روایت بیان کی ہے۔“

(میزان الاعتدال : 508/2)

③ فضل بن عباس یا ”عیاش“ کوئی کون ہے؟ معلوم نہیں۔

④ حفص بن غیاث ”مدلس“ ہیں۔

⑤ اس میں قبر پر اذان کا ذکر تک نہیں ہے۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا رَأَیْتُمُ الْحَرِیقَ فَکَبِّرُوا؛ فَإِنَّ التَّکْبِیرَ یُطْفِئُہٗ .

”آگ دیکھیں، تو تکبیر کہیں، کیونکہ اللہ اکبر اسے بجھا دیتا ہے۔“

(عمل الیوم واللّیلة لابن السنّي : 295-298، الدّعاء للطّبراني : 1266)

① من گھڑت ہے، قاسم بن عبداللہ بن عمر ”متروک“ ہے۔

✿ امام احمد رحمہ اللہ نے اسے جھوٹا کہا ہے۔

(تقریب التّهذیب لابن حجر : 5468)

❀ الدعا للطبرانی رحمہ اللہ (1266، 1267) میں اس کی متابعت عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عمر نے کی ہے، وہ بھی ”کذاب“ ہے، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ”متروک“ کہا ہے۔

(تقریب التهذیب : 3922)

الکامل لابن عدی (151/4) اور الدعوات الکبیر للبیہقی (238) میں متابعتاً ابن لہیعہ کی روایت آئی ہے، اس میں ابن لہیعہ (ضعیف عند الجمہور) کی تدلیس ہے،

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❀ ابن ابی مریم رحمہ اللہ کہتے ہیں:

”اس حدیث کو ابن لہیعہ نے ہمارے ایک ساتھی زیاد بن یونس حضرمی سے سنا، وہ قاسم بن عبداللہ بن عمر سے بیان کرتے ہیں، ابن لہیعہ اسے مستحسن عمل خیال کرتا تھا، پھر اس نے کہا، اسے وہ عمرو بن شعیب سے بیان کرتا ہے۔“

(الضّعفاء الكبير للعقيلي : 296/2)

ثابت ہوا کہ یہ متابعت اس سند کی ہے، جس میں قاسم بن عبداللہ ”کذاب“ ہے۔

❀ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ دفن ہوئے، ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تسبیح بیان کی، لوگوں نے بھی دیر تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تسبیح بیان کی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑائی بیان کی، لوگوں نے بھی بڑائی بیان کی، پوچھا: اے اللہ کے رسول! آپ نے تسبیح کیوں بیان کی، فرمایا:

لَقَدْ تَضَايَقَ عَلٰى هٰذَا الرَّجُلِ الصَّالِحِ قَبْرُهُ حَتّٰى فَرَّجَهُ اللّٰهُ عَنْهُ .

”اللہ کے اس نیک بندے پر قبر تنگ ہوگئی تھی، اب اللہ عزوجل نے اسے فراخ کر دیا ہے۔“

(مسند الإمام أحمد : 360/3، ح : 14934، 377/3، ح : 15094)

سند ”ضعیف“ ہے، محمود بن عبدالرحمٰن بن عمرو بن جموح کی توثیق ثابت نہیں۔

❀ حافظ ہیثمی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

قَالَ الْحُسَيْنِيُّ : فِيهِ نَظَرٌ، قُلْتُ : وَلَمْ أَجِدْ مَنْ ذَكَرَهُ غَيْرَهُ .

”حسینی نے کہا ہے کہ اس میں نظر ہے۔ میں (ہیثمی رحمہ اللہ) کہتا ہوں کہ میں نے نہیں دیکھا کہ ان کے علاوہ کسی اور نے اسے ذکر کیا ہو۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(مَجمع الزّوائد : 46/3)

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ أَدْبَرَ الشَّيْطَانُ، وَلَهُ ضُرَاطٌ، حَتّٰى لَا يَسْمَعَ التَّأْذِينَ .

”جب نماز کے لیے اذان کہی جاتی ہے، تو شیطان گوز مارتا ہوا پیٹھ پھیر کر بھاگتا ہے تاکہ وہ اذان نہ سنے۔“

(صحيح البخاري : 608، صحيح مسلم : 389)

یہاں مطلق اذان کا ذکر نہیں، بلکہ نماز کے لیے اذان کا ذکر ہے، لہٰذا اس سے قبر پر اذان کا جواز ثابت کرنا درست نہیں، کیونکہ شریعتِ مطہرہ میں قبر پر اذان کا ثبوت نہیں ملتا، نہ ہی صحابہ و تابعین، تبع تابعین اور ائمہ اسلام کی زندگیوں میں اس کا ثبوت ملتا ہے، لہٰذا اس کے بدعت ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔

اس پر کوئی دلیل نہیں کہ شیطان قبر میں انسان کو ورغلاتا ہے۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں ہے کہ انہوں نے ایک میت کے دفن کے بعد یہ الفاظ کہے:

اَللّٰهُمَّ أَجِرْهَا مِنَ الشَّيْطَانِ، وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ .

”اللہ! اسے شیطان کے وسوسے اور قبر کے عذاب سے محفوظ فرما۔“

(سنن ابن ماجه : 1553)

اس کی سند ضعیف ہے۔

① حماد بن عبدالرحمٰن ضعیف ہے۔

② ادریس بن صبیح اودی مجہول ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❀ اسے امام ابو حاتم رازی رحمہ اللہ نے ''مجہول'' کہا ہے۔

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم : 264/2)

❀ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ (۵۹۷ھ) فرماتے ہیں:

''(وہ فتان سے محفوظ رہتا ہے) اس کی تفسیر میں ابوعبداللہ حمیدی کہتے ہیں: ''فتنان سے مراد شیطان ہے، کیونکہ لوگ فتنے کا شکار تب ہی ہوتے ہیں، جب انہیں شیطان بہکا وادیتا ہے اور گناہوں کو مزین کر کے دکھاتا ہے۔'' مجھے اس تفسیر پر کوئی دلیل نظر نہیں آتی، کیونکہ یہ الفاظ موت کے بعد کے بارے میں ہے، جبکہ مرنے کے بعد شیطان کا کوئی عمل دخل نہیں رہتا۔ لہٰذا ان الفاظ کی درست تفسیر ہے: وہ قبر کے فتنے سے محفوظ رہتا ہے۔''

(كشف المُشْكِل عن حديث الصّحيحين : 36/4)

❀ قبر پر اذان کو تلقین پر قیاس کیا گیا ہے، قبر پر تلقین شیعہ کا شعار ہے، جو کہ دلائل شرعیہ سے ثابت بھی نہیں، ایک بدعت پر قیاس کرنا کیونکر جائز ہوا؟

قارئین! ان دلائل کو بار بار پڑھیں، پھر نعیمی صاحب کی عبارات پر غور کریں:

''مسلمان میت کو قبر میں دفن کر کے اذان دینا اہل سنت کے نزدیک جائز ہے جس کے بہت سے دلائل ہیں۔'' (جاء الحق: 310/1)

❀ نیز لکھتے ہیں:

''قبر پر بعد دفن اذان دینا جائز ہے، احادیث اور فقہی عبارات سے اس کا ثبوت ہے۔'' (جاء الحق: 311/1)

وہ احادیث اور فقہی عبارات کہاں ہیں؟ ہمیں تو نہیں ملیں، ہم وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ کتب احناف بلکہ مذاہب اربعہ میں بھی اس کا نام ونشان تک نہیں۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سوال: اگر کوئی شخص نماز پڑھنا چاہے، مگر کسی مجبوری کے باعث قبلہ رخ نہیں ہو سکتا، تو کیا وہ بغیر قبلہ منہ کر کے نماز پڑھ سکتا ہے؟

جواب: مجبوری کی صورت میں جائز ہے۔

سوال: کیا نماز تراویح میں نیت ضروری ہے؟

جواب: ہر نماز کے لیے نیت کرنا ضروری ہے، نیت دل کے ارادے اور قصد کا نام ہے، زبان سے نیت کرنا بے اصل اور بدعت ہے۔

❁ علامہ کاسانی حنفی رحمہ اللہ (۵۸۷ھ) لکھتے ہیں:

اَلنِّيَّةُ هِيَ الْإِرَادَةُ، فَنِيَّةُ الصَّلَاةِ هِيَ إِرَادَةُ الصَّلَاةِ لِلّٰهِ تَعَالٰى عَلَى الْخُلُوصِ، وَالْإِرَادَةُ عَمَلُ الْقَلْبِ .

”نیت ارادے کا نام ہے، لہٰذا نماز کی نیت یہ ہے کہ اللہ کے لیے خلوص دل سے نماز کا قصد کریں اور ارادہ دل کا عمل ہے۔“

(بدائع الصّنائع: 127/1)

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ﴾ (البينة: 5)

”انہیں صرف یہ حکم دیا گیا ہے کہ دین کو اللہ کے لیے خاص کرتے ہوئے اسی کی عبادت کریں۔“

❁ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَّا نَوٰى .

”اعمال کا اعتبار نیتوں پر موقوف ہے اور ہر شخص کی نیت کا اعتبار ہوگا۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(صحيح البخاري :1، صحيح مسلم : 1907)

سوال: کیا نماز کے لیے زبان سے نیت فقہائے احناف کے ہاں بدعت ہے؟

جواب: احناف کے کئی فقہا نے نماز کی زبان سے نیت کو بدعت قرار دیا ہے۔

❀ علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ (۷۹۲ھ) لکھتے ہیں:

”(یَحْسُنُ ذٰلِكَ لِاجْتِمَاعِ عَزِيمَتِهٖ) کا معنی یہ ہے کہ نماز کی نیت زبان سے کرنا مستحسن ہے۔ جبکہ یہ بات محل نظر ہے۔”المفید“ میں لکھا ہے: ہمارے بعض مشائخ نے زبان سے نیت کو مکروہ جانا ہے، کیوں کہ نیت دل کی معرفت کا نام ہے، اللہ تعالیٰ مافی الضمیر پر مطلع ہے، لہٰذا زبان سے وضاحت کی چنداں ضرورت نہیں۔ یہی بات درست ہے، کیوں کہ یہ کہنا: میں فلاں فلاں نماز کی نیت کرتا ہوں، کئی لحاظ سے فضول ہے:

① منقول و ماثور نہیں۔ ② الفاظ سے نیت کرنے والا یا تو انشا کا ارادہ کرتا ہے، یا خبر کا، ہر دو لحاظ سے باطل ہے۔ انشا سے اس لیے کہ نماز ان عقود میں سے نہیں ہے، جو انشا سے ثابت ہوتے ہیں اور خبر سے اس لیے نہیں، کیوں کہ یا تو وہ خود کو خبر دے گا، یا اللہ کو یا کراما کاتبین کو۔ ان میں سے کوئی بھی صورت درست نہیں۔“

(التّنبيهات على مشكلات الهداية :1/509-510)

❀ علامہ ابن ہمام حنفی رحمہ اللہ (۸۶۱ھ) لکھتے ہیں:

قَالَ بَعْضُ الْحُفَّاظِ : لَمْ يَثْبُتْ عَنْ رَّسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِطَرِيقٍ صَحِيحٍ وَّلَا ضَعِيفٍ أَنَّهٗ كَانَ يَقُولُ عِنْدَ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

الْاِفْتِتَاحِ : أُصَلِّي كَذَا، وَلَا عَنْ أَحَدٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ، بَلِ الْمَنْقُولُ : أَنَّهٗ كَانَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ كَبَّرَ وَهٰذِهٖ بِدْعَةٌ .

''بعض حفاظ حدیث کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ سے کسی صحیح یا ضعیف سند سے ثابت نہیں کہ آپ ﷺ نے نماز شروع کرتے وقت فرمایا ہو: میں فلاں نماز پڑھتا ہوں۔ نہ ہی کسی صحابی یا تابعی سے ایسا کوئی عمل ثابت ہے، بلکہ یہ ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے، تو اللہ اکبر کہتے، لہٰذا یہ (زبان سے نیت کرنا) بدعت ہے۔''

(فتح القدير :1/266-267)

❀ علامہ شرنبلالی رحمہ اللہ (۱۰۶۹ھ) لکھتے ہیں:

مَنْ قَالَ مِنْ مَّشَايِخِنَا : إِنَّ التَّلَفُّظَ بِالنِّيَّةِ سُنَّةٌ لَّمْ يُرِدْ بِهٖ سُنَّةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بَلْ سُنَّةَ بَعْضِ الْمَشَايِخِ لِاخْتِلَافِ الزَّمَانِ وَكَثْرَةِ الشَّوَاغِلِ عَلَى الْقُلُوبِ فِيمَا بَعْدَ زَمَنِ التَّابِعِينَ .

''ہمارے مشائخ میں سے جنہوں نے کہا ہے کہ الفاظ سے نیت کرنا سنت ہے، ان کی مراد سنت نبوی نہیں، بلکہ بعض مشائخ کا طریقہ مراد ہے، جو انہوں نے تابعین کے دور کے بعد زمانہ مختلف ہو جانے اور دل پر مشغولیت بڑھ جانے کی وجہ سے جاری کر دیا تھا۔''

(مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح، ص 84)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ (۱۰۱۴ھ) نقل کرتے ہیں:

''ابن حجر ہیتمی رحمہ اللہ نے بڑی عجیب بات کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حج کی نیت الفاظ سے کی، لہٰذا ہم نے اسے تمام عبادات پر قیاس کر لیا۔

ہم کہتے ہیں:......ایسی کوئی روایت موجود نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہو، میں حج کی نیت کرتا ہوں، بلکہ روایت یوں ہے کہ اللہ! میں حج کا ارادہ کرتا ہوں۔ یہ تو دعا ہے۔ خبر نیت کے قائم مقام تب ہو گی، جب اسے انشا بنایا جائے، جو کہ عقد (لین دین) میں ہوتا ہے، نیز عقد انشائی غیر معلوم چیز ہے۔ اس احتمال کے باوجود بھی استدلال درست نہیں اور اسے مقیس علیہ بنانا صحیح نہیں، بلکہ محال ہے۔

پھر کہتے ہیں کہ الفاظ سے نیت کے عدم ورود سے اس کا عدم لازم نہیں آتا۔

ہم کہتے ہیں کہ یہ بات غلط ہے، جب تک ورود (ثبوت) نہ ہو، تب تک عدم وقوع ہی لازم آئے گا۔ نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ نماز کے لیے کھڑے ہوتے، تو اللہ اکبر کہتے تھے، اگر آپ کوئی اور الفاظ بولتے، تو صحابہ کرام اسے نقل کر دیتے، نیز مسیء الصلوٰۃ سے آپ ﷺ نے فرمایا تھا: جب آپ نماز پڑھنے لگیں، تو اللہ اکبر کہیں...... یہ دلیل ہے کہ نیت کے الفاظ کی کوئی حیثیت نہیں۔ ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے امام بخاری رحمہ اللہ سے پوچھا: آپ تکبیر تحریمہ سے پہلے کچھ پڑھتے ہیں؟ فرمایا: نہیں۔''

(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح: 42/1)

❁ علامہ عبد الحی لکھنوی حنفی رحمہ اللہ (۱۳۰۴ھ) لکھتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”یہاں تین صورتیں بنتی ہیں:

① صرف دل کی نیت پر اکتفا کر لینا، اتفاق ہے کہ یہ کافی ہے۔ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے یہی طریقہ مروی ہے۔ نیز ان میں کسی سے بھی یہ کہنا ثابت نہیں کہ میں نے فلاں نماز کی فلاں وقت میں نیت کی یا نیت کرتا ہوں، وغیرہ۔ ابن ہمام نے فتح القدیر میں اور علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے زاد المعاد میں یہ بات واضح کر دی ہے۔

② صرف الفاظ سے نیت کرنا، دل کا ارادہ وقصد نہ ہو، یہ بالاتفاق ناکافی ہے۔

③ دونوں کو جمع کرنا، تحفۃ الملوک کے مطابق یہ سنت ہے، جو کہ درست نہیں اور 'المنیۃ' کے مطابق یہ مستحب ہے، یعنی علما کا فعل ہے اور انہوں نے اسے مستحب کہا ہے، ایسا نہیں کہ یہ رسول اللہ ﷺ کا عمل تھا یا آپ نے اس کی ترغیب دلائی تھی، کیوں کہ یہ بالکل ثابت نہیں۔ احناف نے اسے مستحب اور مستحسن کہنے کی علت یہ بتائی ہے کہ اس سے دل وزبان کی موافقت اور ایک فرض کے لیے اہتمام ہو جاتا ہے۔“

(عمدة الرّعاية: 139/1)

سوال: جس نے اذان کہی، کیا اقامت بھی وہی کہے گا؟

جواب: بہتر یہی ہے کہ اذان کہنے والا ہی اقامت کہے، البتہ کوئی دوسرا کہہ دے، تو کوئی حرج نہیں۔

✿ علامہ ابن حزم رحمہ اللہ (۴۵۶ھ) فرماتے ہیں:

جَائِزٌ أَنْ يُقِيمَ غَيْرُ الَّذِي أَذَّنَ؛ لِأَنَّهُ لَمْ يَأْتِ عَنْ ذٰلِكَ نَهْيٌ يَصِحُّ.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”یہ جائز ہے کہ مؤذن کے علاوہ کوئی دوسرا شخص اقامت کرے، کیونکہ اس بارے میں کوئی ممانعت ثابت نہیں۔“

(المحلّٰی : 184/2، الرقم : 329)

اس بارے میں مروی روایات ضعیف ہیں۔

❀ زیاد بن حارث صدائی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ أَذَّنَ فَهُوَ يُقِيمُ .

”جو اذان کہے، وہی اقامت کہے۔“

(سنن أبي داود : 514، سنن التّرمذي : 199، سنن ابن ماجه : 717)

سند ضعیف ہے۔ عبدالرحمٰن بن زیاد بن انعم افریقی ضعیف ہے۔

❀ امام ابوزرعہ رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ”ضعیف“ قرار دیا ہے۔

(سؤالات البرذعي لأبي زرعة : 517/2)

❀ امام ابن منذر رحمہ اللہ (۳۱۹ھ) فرماتے ہیں:

حَدِيثُ الْأَفْرِيقِيِّ غَيْرُ ثَابِتٍ، وَأَحَبُّ إِلَيْنَا أَنْ يُقِيمَ مَنْ أَذَّنَ .

”افریقی والی حدیث ثابت نہیں، البتہ مجھے بہتر یہی لگتا ہے کہ اذان کہنے والا ہی اقامت کہے۔“

(الأوسط : 52/3)

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ”ضعیف“ قرار دیا ہے۔

(خلاصة الأحكام : 297/1)

❀ طبقات المحدثین لابی الشیخ (۲/۳۹۶) والی سند بھی ضعیف ہے۔

① داود بن میسرہ (والصواب: عبدالغفار بن میسرہ) ”مجہول“ ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(الجرح والتعديل لابن أبي حاتم : 54/6)

② عبد الغفار بن میسرہ اور سیدنا زیاد بن حارث صدائی رضی اللہ عنہ کے درمیان ''رجل''، مبہم کا واسطہ ہے۔

③ مبارک بن فضالہ مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

❀ سیدنا عبداللہ بن زید بن عبدربہ رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا:

أَنَا أَرَى الرُّؤْيَا وَيُؤَذِّنُ بِلَالٌ قَالَ : فَأَقِمْ أَنْتَ .

''اذان کو خواب میں میں نے دیکھا تھا، جبکہ دی بلال رضی اللہ عنہ نے ہے، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چلیں آپ اقامت کہہ لینا۔''

(مسند أبي داود الطيالسي : 1199، سنن أبي داود : 512)

سند ضعیف ہے۔

① محمد بن عمرو واقفی انصاری ''ضعیف'' ہے۔

② عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن زید انصاری ''مجہول الحال'' ہے۔

اس سند میں عجیب وغریب تصحیف ہوئی ہے۔

❀ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فِيهِ نَظَرٌ لِأَنَّهُ لَمْ يُذْكَرْ سَمَاعُ بَعْضِهِمْ مِنْ بَعْضٍ .

''اس سند میں شدید اختلاف ہے، اس لیے کہ بعض راویوں کا بعض سے سماع نہیں ہے۔''

(التاريخ الكبير : 183/5)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّمَا يُقِيمُ مَنْ أَذَّنَ .

''اقامت وہی کہے، جس نے اذان کہی ہے۔''

(ناسخ الحديث ومنسوخه لابن شاهين : 168)

سند سخت ضعیف ہے۔ سعید بن راشد مازنی ''متروک ومنکر الحدیث'' ہے۔

❁ امام ابوحاتم رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ''منکر'' کہا ہے۔

(علل الحديث : 233/2)

❁ امام ابوزرعہ رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

(سؤالات البرذعي لأبي زرعة : 517/2)

❁ الکامل لابن عدی (۳/ ۳۶۵) والی سند بھی سخت ضعیف ہے۔ حسام بن مصک ''متروک ومنکر الحدیث'' ہے۔

❁ تاریخ بغداد (۹۱/۱۶) والی سند بھی ضعیف ہے۔ ابوبکر احمد بن محمد بن عمر بن عبدالرحمٰن منکدری متکلم فیہ راوی ہے، اس کی بعض منکر روایات ہیں۔

❁ الکامل لابن عدی (۷/ ۳۵۹) میں محمد بن فضل بن عطیہ نے اس روایت کو سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی مسند بنایا ہے، جبکہ یہ سند جھوٹی ہے، محمد بن فضل ''کذاب ووضاع'' ہے۔

❁❁❁❁❁❁❁

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۵۵)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: کیا عورت اذان کہہ سکتی ہے؟

جواب: عورتوں پر اذان نہیں ہے، اذان صرف مردوں کا وظیفہ ہے، البتہ عورت اذان کا جواب دے گی۔

سوال: نماز جنازہ کی نیت کی، مگر یہ معلوم نہ تھا کہ دو جنازے ہیں، تو کیا حکم ہے؟

جواب: نماز جنازہ درست ہے، نماز جنازہ میں صرف اتنی نیت کافی ہے کہ وہ جنازہ کی نماز پڑھنے لگا ہے، میتوں کی تعداد کا علم ہونا ضروری نہیں۔

سوال: امام نماز تراویح پڑھا رہا تھا، مقتدی عشاء کی نیت سے جماعت میں شامل ہوا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: کوئی حرج نہیں، امام اور مقتدی کی نیت مختلف ہو سکتی ہے، امام نفل پڑھا رہا ہو، تو مقتدی فرض پڑھ سکتا ہے۔ متنفل کی اقتدا میں مفترض کی نماز بلاشبہ جائز ہے۔ اس بارے میں صحیح احادیث وارد ہوئی ہیں، فہم سلف بھی اسی کا مؤید ہے۔

① سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

كَانَ مُعَاذٌ يُّصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ يَأْتِي فَيَؤُمُّ قَوْمَهُ، فَصَلّٰى لَيْلَةً مَّعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الْعِشَاءَ، ثُمَّ أَتٰى قَوْمَهٗ فَأَمَّهُمْ، فَافْتَتَحَ بِسُورَةِ الْبَقَرَةِ، فَانْحَرَفَ رَجُلٌ فَسَلَّمَ، ثُمَّ صَلّٰى وَحْدَهٗ وَانْصَرَفَ، فَقَالُوا لَهٗ: أَنَافَقْتَ يَا فُلَانُ؟ قَالَ: لَا وَاللّٰهِ، وَلَآتِيَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَأُخْبِرَنَّهٗ، فَأَتٰى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّا أَصْحَابُ نَوَاضِحَ نَعْمَلُ بِالنَّهَارِ، وَإِنَّ مُعَاذًا صَلّٰى مَعَكَ الْعِشَاءَ، ثُمَّ أَتٰى فَافْتَتَحَ بِسُورَةِ الْبَقَرَةِ، فَأَقْبَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى مُعَاذٍ، فَقَالَ: «يَا مُعَاذُ أَفَتَّانٌ أَنْتَ؟ اقْرَأْ بِكَذَا وَاقْرَأْ بِكَذَا» .

’’سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں نماز ادا کرتے، پھر آکر اپنی قوم کی امامت فرماتے۔ایک رات انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں عشا کی نماز ادا کی اور اپنی قوم کو آکر یہی نماز پڑھائی اور سورت بقرہ کی قرأت شروع کر دی۔ ایک آدمی نماز توڑ کر پیچھے پلٹا اور اکیلے اپنی نماز ادا کر کے چلا گیا۔ دوسرے صحابہ نے کہا: اے فلاں! کیا تو منافق ہو گیا ہے؟ اس نے جواباً کہا: اللہ کی قسم ایسا نہیں ہے، البتہ میں یہ قصہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گوش گزار ضرور کروں گا۔ چنانچہ اس نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہو کر عرض کیا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم سارا دن اونٹوں کے ذریعے کھیت سیراب کرتے ہیں۔ معاذ نے آپ کے ساتھ عشا کی نماز پڑھی اور ہمارے پاس آکر سورت بقرہ شروع کر دی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: معاذ!

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کیا آپ لوگوں کو دین سے متنفر کرتے ہیں؟ فلاں فلاں سورت پڑھا کیجیے۔‘‘

(صحيح البخاري : 700؛ صحيح مسلم : 465، واللّفظ لهٗ)

❀ امام ترمذی رحمہ اللہ (279ھ) اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

اَلْعَمَلُ عَلٰی هٰذَا عِنْدَ أَصْحَابِنَا الشَّافِعِيِّ، وَأَحْمَدَ، وَإِسْحَاقَ، قَالُوا : إِذَا أَمَّ الرَّجُلُ الْقَوْمَ فِي الْمَكْتُوبَةِ، وَقَدْ كَانَ صَلَّاهَا قَبْلَ ذٰلِكَ، أَنَّ صَلَاةَ مَنْ ائْتَمَّ بِهٖ جَائِزَةٌ، وَاحْتَجُّوا بِحَدِيثِ جَابِرٍ فِي قِصَّةِ مُعَاذٍ .

’’ہمارے اصحاب (محدثین) کا اسی پر عمل ہے، جن میں امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور امام اسحاق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہم شامل ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ جب ایسا آدمی فرضوں میں لوگوں کی امامت کرے، جو خود اس سے پہلے وہی نماز پڑھ چکا ہو، تو اس کی اقتدا کرنے والوں کی نماز جائز ہے۔ انہوں نے معاذ رضی اللہ عنہ کے قصہ والی سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے دلیل لی ہے۔‘‘

(سنن التّرمذي، تحت الحديث : 583)

❀ علامہ سندھی حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

دَلَالَةُ هٰذَا الْحَدِيثِ عَلٰی جَوَازِ اقْتِدَاءِ الْمُفْتَرِضِ بِالْمُتَنَفِّلِ وَاضِحَةٌ، وَالْجَوَابُ عَنْهُ مُشْكِلٌ جِدًّا، وَأَجَابُوْا بِمَا لَا يَتِمُّ .

’’یہ حدیث واضح دلالت کرتی ہے کہ متنفل کی اقتدا مفترض کے لئے جائز ہے، گو کہ ناقص جوابات اس کے احناف نے دیئے ہیں، لیکن اس کا جواب بہت ہی مشکل ہے۔‘‘

’’ محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ‘‘

www.KitaboSunnat.com

(حاشية السندي على النسائي : 103/2)

❀ صحیح مسلم (465) میں واضح الفاظ ہیں، شکایت کرنے والے نے کہا:

إِنَّ مُعَاذًا صَلّٰى مَعَكَ الْعِشَاءَ، ثُمَّ أَتٰى فَافْتَتَحَ بِسُوْرَةِ الْبَقَرَةِ .

''سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے آپ کے ساتھ نماز عشاء ادا کی، پھر ہمارے ہاں آ کر سورت بقرہ شروع کردی۔''

❀ سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یہ الفاظ بھی ہیں:

يُصَلِّي بِهِمْ تِلْكَ الصَّلَاةَ، هِيَ لَهٗ نَافِلَةٌ، وَلَهُمْ فَرِيْضَةٌ .

''سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ اپنی قوم کو وہی نماز پڑھاتے، جو ان کے لئے نفل ہوتی اور قوم کے لئے فرض۔''

(السّنن الكبرىٰ للبَيهقي : 86/3، الأم للشافعي : 173/1، سنن الدّارقطني : 374/1، شرح معاني الآثار للطّحاوي :409/1، وسندهٗ صحيحٌ)

ابن جریج رحمہ اللہ نے سماع کی تصریح کی ہے۔ دوسرے راویوں کی طرف سے ان الفاظ کا عدمِ ذکر عدمِ وجود پر دلالت نہیں کرتا، ثقہ کی زیادت بالاتفاق مقبول ہے، کیوں کہ یہ ثقات کی مخالفت نہیں ہے۔

② سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أَقْبَلْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى إِذَا كُنَّا بِذَاتِ الرِّقَاعِ ...... فَنُودِيَ بِالصَّلَاةِ، فَصَلّٰى بِطَائِفَةٍ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ تَأَخَّرُوا، وَصَلّٰى بِالطَّائِفَةِ الْأُخْرٰى رَكْعَتَيْنِ، قَالَ : فَكَانَتْ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعُ رَكَعَاتٍ، وَلِلْقَوْمِ رَكْعَتَانِ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

”ہم رسول اکرم ﷺ کی معیت میں ذات الرقاع پہنچے۔......نماز کے لئے اذان کہی گئی۔ نبی کریم ﷺ نے ایک جماعت کو دو رکعت پڑھائیں، دو رکعت ادا کرنے کے بعد وہ پیچھے ہٹ گئے، اور دوسری جماعت آگے آئی، آپ ﷺ نے انہیں بھی دو رکعت پڑھائیں۔ یوں رسول اللہ ﷺ کی چار اور صحابہ کی دو دو رکعتیں ہوئیں۔“

(صحيح البخاري تعليقاً: 4136، صحيح مسلم موصولاً: 843)

❀ علامہ زیلعی حنفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

عَلٰی كُلِّ حَالٍ، فَالْاِسْتِدْلَالُ عَلَى الْحَنَفِيَّةِ بِحَدِيثِ جَابِرٍ صَحِيحٌ .

”بہرحال سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے احناف کے خلاف (متنفل کے پیچھے مفترض کی نماز کا) استدلال درست ہے۔“ (نصب الرّاية: 57/2)

❀ علامہ سندھی حنفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

لَا يَخْفٰى أَنَّهٗ يَلْزَمُ فِيهِ اقْتِدَاءُ الْمُفْتَرِضِ بِالْمُتَنَفِّلِ قَطْعًا، وَلَمْ أَرَ لَهُمْ عَنْهُ جَوَاباً شَافِياً .

”اہل علم پر یہ بات مخفی نہیں کہ متنفل کی اقتدا میں مفترض کی نماز کا قطعی جواز اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے، احناف کے پاس اس کا کوئی شافی جواب نہیں۔“

(حاشية السّندي على النسائي: 178/3، 179)

الحاصل:

نفل پڑھنے والے امام کے پیچھے فرض نماز ادا کی جاسکتی ہے، تراویح بھی نفل ہے، لہٰذا ہے، نماز تراویح پڑھانے والے کی اقتدا میں نماز عشاء پڑھی جاسکتی ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: مقتدی نے امام کو قعدہ میں پایا، اب اسے معلوم نہیں کہ پہلا قعدہ ہے یا دوسرا، کس قعدہ کی نیت کرے؟

جواب: مقتدی صرف اقتدا کی نیت کرے گا۔

سوال: کیا نماز کی نیت میں دن کا معلوم ہونا بھی ضروری ہے؟

جواب: نہیں، صرف نماز کی نیت کافی ہے۔ یہ معلوم ہونا ضروری نہیں کہ آج کون سا دن ہے، کون سا مہینہ ہے، کون سا سال ہے؟ وغیرہ۔ صرف دل میں یہ ارادہ ہو کہ فلاں نماز بطور امام یا مقتدی یا منفرد پڑھنے لگا ہوں۔

سوال: اقتدا کی نیت سے نماز شروع کی، دوران نماز امام کو عارضہ لاحق ہوا، تو کیا مقتدی امام بن سکتا ہے؟

جواب: اگر امام کو کوئی عارضہ لاحق ہو جائے اور وہ امامت جاری نہ رکھ سکے، تو کوئی مقتدی آگے ہو کر امامت کرا سکتا ہے، متعدد احادیث سے یہی معلوم ہوتا ہے، مثلاً:

❀ سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

”سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے اذان کہی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (کہیں گئے ہوئے تھے، اس لیے) لیٹ ہوئے اور (نماز کے لیے) تشریف نہ لا سکے، تو بلال رضی اللہ عنہ نے اقامت کہہ دی اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ (نماز پڑھانے کے لیے) آگے ہو گئے، امامت شروع کی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم صفوں میں سے گزرتے ہوئے، پہلی صف میں کھڑے ہو گئے، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نماز میں ادھر ادھر متوجہ نہیں ہوا کرتے تھے، لوگوں نے تالیاں بجانا شروع کر دیں، جب تالیوں کی آواز سنی، تو اس طرف متوجہ ہوئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فرما ہیں، رسول اللہ ﷺ نے انہیں اسی جگہ کھڑا رہنے کا اشارہ کیا، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آسمان کی طرف سر اٹھایا اور الٹے پاؤں پیچھے ہٹ گئے۔ نبی کریم ﷺ آگے ہو گئے، نماز پوری کرنے کے بعد پوچھا: ابوبکر! نماز کی امامت جاری کیوں نہ رکھی؟ عرض کیا: اللہ تعالیٰ ابوقحافہ کے بیٹے کو اپنے نبی کریم ﷺ کے آگے (کھڑا) نہیں دیکھنا چاہتا۔''

(صحيح البخاري: 684، صحيح مسلم: 421، المنتقى لابن الجارود: 311)

یہ حدیث دلیل ہے کہ مقتدی دوران نماز امام بن سکتا ہے۔

سوال: ایک شخص ٹھہر ٹھہر کر نماز پڑھ رہا کہ اسے دل میں خیال آیا کہ وہ ریا کاری کر رہا ہے، کیا وہ نماز توڑ سکتا ہے؟

جواب: اگر نمازی کا مقصد ریا کاری نہیں ہے اور اسے دل میں ریا کاری کا خدشہ محسوس ہو، تو یہ شیطان کی طرف سے وسوسہ ہے، اسے چاہیے کہ تعوذ پڑھ کر تین مرتبہ بائیں طرف تھتکار دے، نیز مزید ایسے خیالات سے اجتناب کرے۔ شیطانی وساوس کی وجہ سے نماز ترک نہیں کرنی چاہیے، بلکہ تعوذ کے ذریعہ اللہ سے مدد مانگنی چاہیے اور اخلاص اور للہیت سے نماز جاری رکھنی چاہیے۔ تمام نیکیوں کا یہی معاملہ ہے۔

❀ سیدنا عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے:

أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ حَالَ بَيْنِي وَبَيْنَ صَلَاتِي وَقِرَائَتِي يَلْبِسُهَا عَلَيَّ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ذَاكَ شَيْطَانٌ يُقَالُ لَهُ خَنْزَبٌ، فَإِذَا أَحْسَسْتَهُ فَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنْهُ، وَاتْفِلْ عَلَى يَسَارِكَ ثَلَاثًا قَالَ:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

فَفَعَلْتُ ذٰلِكَ فَأَذْهَبَهُ اللّٰهُ عَنِّي .

''آپ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے، عرض کیا: اللہ کے رسول! شیطان میری نماز اور قرأت میں حائل ہو جاتا ہے، وہ مجھے التباس کا شکار کر دیتا ہے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ شیطان ہے، اس کا نام ''خنزب'' ہے۔ (اے عثمان!) اگر آپ اسے محسوس کریں، تو تعوذ پڑھ کر بائیں طرف تین مرتبہ دھتکار دیں۔ (عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:) میں نے ایسا ہی کیا، تو اللہ تعالیٰ نے میری اس پریشانی کو دور کر دیا۔''

(صحیح مسلم: 2203)

سوال: درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❁ سیدنا معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

غَزَوْتُ مَعَ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزْوَةَ كَذَا وَكَذَا، فَضَيَّقَ النَّاسُ الْمَنَازِلَ وَقَطَعُوا الطَّرِيقَ، فَبَعَثَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنَادِيًا يُنَادِي فِي النَّاسِ أَنَّ مَنْ ضَيَّقَ مَنْزِلًا أَوْ قَطَعَ طَرِيقًا فَلَا جِهَادَ لَهُ .

''میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک غزوہ کیا، تو (کچھ) لوگوں نے خیمے لگانے میں تنگی پیدا کر دی اور راستے بند کر دیے، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک منادی بھیجا کہ لوگوں میں یہ اعلان کر دے: ''جس نے خیمہ لگانے میں تنگی کر دی اور راستہ بند کر دیا، اس کا کوئی جہاد نہیں۔''

(سنن أبي داود: 2629)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

(جواب): سند ضعیف ہے۔سہل بن معاذ بن انس جمہور کے نزدیک ضعیف ہے۔

(سوال): جو ریاکاری کے لیے نماز پڑھے، اس کا کیا حکم ہے؟

(جواب): عمل کی قبولیت کے لیے بنیادی شرط اخلاص ہے، اخلاص کی ضد ریا ہے۔ جس عمل میں ریاکاری آجائے، وہ نہ صرف برباد ہو جاتا ہے، بلکہ وبال جان بھی بن جاتا ہے، ریاکار انسان روز قیامت سخت عذاب کا شکار ہوگا۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ أَوَّلَ النَّاسِ يُقْضٰى يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَيْهِ رَجُلٌ اسْتُشْهِدَ، فَأُتِيَ بِهٖ فَعَرَّفَهٗ نِعَمَهٗ فَعَرَفَهَا، قَالَ : فَمَا عَمِلْتَ فِيهَا؟ قَالَ : قَاتَلْتُ فِيكَ حَتَّى اسْتُشْهِدْتُ، قَالَ : كَذَبْتَ، وَلٰكِنَّكَ قَاتَلْتَ لِأَنْ يُّقَالَ : جَرِيءٌ، فَقَدْ قِيلَ، ثُمَّ أُمِرَ بِهٖ فَسُحِبَ عَلٰى وَجْهِهٖ حَتّٰى أُلْقِيَ فِي النَّارِ، وَرَجُلٌ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ، وَعَلَّمَهٗ وَقَرَأَ الْقُرْآنَ، فَأُتِيَ بِهٖ فَعَرَّفَهٗ نِعَمَهٗ فَعَرَفَهَا، قَالَ : فَمَا عَمِلْتَ فِيهَا؟ قَالَ : تَعَلَّمْتُ الْعِلْمَ، وَعَلَّمْتُهٗ وَقَرَأْتُ فِيكَ الْقُرْآنَ، قَالَ : كَذَبْتَ، وَلٰكِنَّكَ تَعَلَّمْتَ الْعِلْمَ لِيُقَالَ : عَالِمٌ، وَقَرَأْتَ الْقُرْآنَ لِيُقَالَ : هُوَ قَارِئٌ، فَقَدْ قِيلَ، ثُمَّ أُمِرَ بِهٖ فَسُحِبَ عَلٰى وَجْهِهٖ حَتّٰى أُلْقِيَ فِي النَّارِ، وَرَجُلٌ وَسَّعَ اللّٰهُ عَلَيْهِ، وَأَعْطَاهُ مِنْ أَصْنَافِ الْمَالِ كُلِّهٖ، فَأُتِيَ بِهٖ فَعَرَّفَهٗ نِعَمَهٗ فَعَرَفَهَا، قَالَ : فَمَا عَمِلْتَ فِيهَا؟ قَالَ : مَا تَرَكْتُ مِنْ سَبِيلٍ تُحِبُّ أَنْ يُنْفَقَ فِيهَا إِلَّا أَنْفَقْتُ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فِيهَا لَكَ، قَالَ : كَذَبْتَ، وَلٰكِنَّكَ فَعَلْتَ لِيُقَالَ : هُوَ جَوَادٌ، فَقَدْ قِيلَ، ثُمَّ أُمِرَ بِهٖ فَسُحِبَ عَلٰى وَجْهِهٖ، ثُمَّ أُلْقِيَ فِي النَّارِ .

''روز قیامت لوگوں میں سب سے پہلے جس شخص کا حساب لیا جائے گا، وہ شہید ہوگا، اسے لایا جائے گا، تو اللہ تعالیٰ اسے اپنی نعمتیں یاد کرائے گا، وہ نعمتوں کا اقرار کرے گا، پھر اللہ سوال کرے گا: تو نے ان نعمتوں کا کیا کیا؟ کہے گا: (اے اللہ!) میں تیری خاطر قتال کرتا رہا، یہاں تک کہ مجھے شہید کر دیا گیا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو جھوٹ کہہ رہا ہے، تو نے تو اس لیے قتال کیا کہ تیری بہادری کے چرچے ہوں، تو وہ چرچے ہو چکے۔ پھر اس کے بارے میں حکم ہوگا اور اسے منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ دوسرا شخص وہ ہوگا، جس نے (دنیا میں) علم سیکھا، لوگوں کو سکھایا اور قرآن پڑھا، اسے لایا جائے گا، اللہ تعالیٰ اسے اپنے نعمتیں یاد کرائے گا، تو وہ نعمتوں کا اقرار کرے گا، اللہ پوچھے گا: ان نعمتوں کا کیا کیا؟ کہے گا: میں نے علم سیکھا، دوسروں کو سکھایا اور تیری خاطر قرآن پڑھا، تو اللہ کہے گا: تو جھوٹ بولتا ہے، تو نے تو اس لیے علم سیکھا کہ تجھے عالم کہا جائے اور اس لیے قرآن پڑھا کہ تجھے قاری کہا جائے، تو وہ سب کچھ (دنیا) میں کہہ دیا گیا۔ پھر اس شخص کے بارے میں بھی حکم ہوگا اور اسے منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم رسید کر دیا جائے گا۔ اور تیسرا شخص وہ ہوگا، جس پر اللہ تعالیٰ نے (دنیا میں) فراوانی کی اور اسے ہر طرح کے مال و دولت سے نوازا، اسے لایا جائے گا، تو اللہ تعالیٰ اسے اپنے نعمتوں یاد کرائے گا، وہ ان نعمتوں کا اقرار کرے گا، اللہ پوچھے گا: ان نعمتوں کا کیا کیا؟ کہے گا: (اللہ!) تو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جس جگہ بھی مال خرچ کرنے کو پسند کرتا ہے، میں نے ہر اس جگہ میں تیری خاطر مال خرچ کیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو جھوٹ کہہ رہا ہے، تو نے تو ایسا اس لیے کیا کہ تجھے بہت بڑا سخی کہا جائے، سو وہ (دنیا میں) کہہ دیا گیا۔ پھر اس کے متعلق حکم ہوگا اور اسے منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔"

(صحيح مسلم : 1905)

❁ سیدنا ابو سعید خدری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِمَا هُوَ أَخْوَفُ عَلَيْكُمْ مِنَ الْمَسِيحِ عِنْدِي قَالَ : قُلْنَا : بَلٰى، قَالَ : الشِّرْكُ الْخَفِيُّ؛ أَنْ يَقُومَ الرَّجُلُ يَعْمَلُ لِمَكَانِ رَجُلٍ .

"کیا میں آپ کو مسیح دجال سے بڑے خطرے کے بارے میں نہ بتاؤں؟ ہم نے کہا: کیوں نہیں۔ فرمایا: وہ خطرہ شرک خفی ہے، یعنی آدمی دکھاوے کی غرض سے عمل کرے۔"

(مسند الإمام أحمد : 30/3، سنن ابن ماجه : 4204، وسندهٗ حسنٌ)

❁ اس حدیث کو امام حاکم رحمہ اللہ (۷۹۳۶) نے "صحیح الاسناد" کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے "صحیح" کہا ہے۔

❁ حافظ بوصیری رحمہ اللہ نے اس کی سند کو "حسن" کہا ہے۔

(مِصباح الزُّجاجة : 237/4)

سوال: کیا تکبیر تحریمہ کے بغیر نماز صحیح ہے؟

جواب: تکبیر تحریمہ کے بغیر نماز نہیں۔ تکبیر تحریمہ نماز کے لیے شرط ہے۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلَاةِ فَكَبِّرْ .

”جب آپ نماز کے لیے کھڑے ہوں، تو اللہ اکبر کہیں۔“

(صحيح البخاري : 757، صحيح مسلم : 397)

❁ علامہ خطابی رحمہ اللہ (۳۸۸ھ) فرماتے ہیں:

أَمْرٌ مِنْهُ بِأَنْ يَفْتَتِحَ صَلَاتَهٗ بِالتَّكْبِيرِ وَأَمْرُهٗ عَلَى الْوُجُوبِ .

”نبی ﷺ نے حکم دیا ہے کہ نماز کا آغاز اللہ اکبر سے کرے۔ یہ حکم وجوبی ہے۔“

(أعلام الحديث :496/1)

سوال: کیا نماز جنازہ میں بھی تکبیر تحریمہ شرط ہے؟

جواب: نماز جنازہ بھی نماز ہے، لہٰذا اس میں بھی تکبیر تحریمہ کہنا شرط ہے۔

سوال: کیا تکبیر تحریمہ میں اللہ تعالیٰ کا کوئی بھی نام ذکر کیا جا سکتا ہے؟

جواب: تکبیر تحریمہ میں صرف ”اللہ اکبر“ کہا جائے گا، دوسرا کوئی لفظ کہہ کر نماز میں داخل نہیں ہوا جا سکتا۔

❁ سیدنا ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ، اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ، وَرَفَعَ يَدَيْهِ، وَقَالَ : اللّٰهُ أَكْبَرُ .

”رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے، تو قبلہ رُخ ہوتے، رفع الیدین کرتے اور اللہ اکبر کہتے تھے۔“

(سنن ابن ماجه : 803، وسندهٗ حسنٌ)

امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۶۷۸) اور امام ابن حبان رحمہ اللہ (۱۸۶۵) نے ”صحیح“ قرار دیا ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❁ امام عبدالرحمٰن بن مہدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَوِ افْتَتَحَ الرَّجُلُ الصَّلَاةَ بِسَبْعِينَ اسْمًا مِنْ أَسْمَاءِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَلَمْ يُكَبِّرْ لَمْ يُجْزِهٖ.

”اگر کوئی شخص نماز کو اللہ تعالیٰ کے ستر ناموں سے بھی شروع کرے، مگر اللہ اکبر نہ کہے، تو اسے کفایت نہیں کرے گا۔“

(سنن التّرمذي، تحت الحديث: 238، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ علامہ ابوالعباس قرطبی رحمہ اللہ (۶۵۶ھ) فرماتے ہیں:

لَمْ يُرْوَ عَنْهُ قَطُّ أَنَّهٗ قَالَ فِي التَّكْبِيرِ وَلَا فِي التَّسْلِيمِ غَيْرَ لَفْظَيْنِ مُعَيَّنَيْنِ وَهُمَا: اَللّٰهُ أَكْبَرُ، وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ.

”نبی کریم ﷺ سے ایسا قطعاً ثابت نہیں کہ آپ نے تکبیر تحریمہ یا سلام میں ان معین الفاظ کے علاوہ کوئی لفظ ادا کیا ہو، یہ الفاظ اللہ اکبر اور السلام علیکم ہیں۔“

(المُفهِم لما أشكل من تلخيص كتاب مسلم: 22/2)

سوال: اگر کوئی چار رکعت والی نماز کو بھول کر پانچ رکعت پڑھ لے، تو کیا حکم ہے؟

جواب: اسے چاہیے کہ آخر میں سجدہ سہو کر لے، اللہ تعالیٰ اس کی زائد رکعت اور دو سجدوں کو دو نفل کے برابر بنا دے گا اور اس کے چار رکعت فرض ادا ہو جائیں گے۔

سوال: حدیث مسیء الصلاۃ سے کیا مراد ہے؟

جواب: حدیث مسیء الصلاۃ ملاحظہ ہو:

❁ سیدنا رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

”وہ نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، ایک شخص مسجد میں داخل ہوا، اس

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

نے نماز پڑھی، جب نماز پوری ہوئی، تو آپ کے پاس آیا اور آپ سمیت سب لوگوں کو سلام کہا، رسول اللہ ﷺ نے اسے جواب دیا اور فرمایا: واپس جا کر نماز پڑھیں، کیوں کہ آپ نے نماز نہیں پڑھی۔ صحابی کہتے ہیں کہ اس نے واپس جا کر نماز پڑھی، تو ہم اس کی نماز کو دیکھنے لگے، ہمیں نہیں پتہ تھا کہ اس کی نماز میں کیا نقص ہے؟ جب نماز پوری ہوئی، تو آپ کے پاس آیا اور آپ سمیت سب لوگوں کو سلام کہا، رسول اللہ ﷺ نے اسے جواب دیا اور فرمایا: واپس جا کر دوبارہ نماز پڑھیں، کیوں کہ آپ نے نماز نہیں پڑھی۔ دو یا تین مرتبہ آپ ﷺ نے اسی طرح فرمایا، تو اس آدمی نے کہا: مجھے معلوم نہیں کہ آپ میری نماز میں کیا نقص پاتے ہیں؟ فرمایا: اس وقت تک کسی شخص کی نماز مکمل نہیں ہوتی، جب تک اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق اچھی طرح وضو نہ کر لے، اسے چاہیے کہ اپنا چہرہ اور دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت دھوئے، سر کا مسح کرے اور ٹخنوں سمیت دونوں پاؤں دھوئے، پھر تکبیر کہے، اللہ کی حمد وثنا اور بزرگی بیان کرے، پھر جس قدر ہو سکے، اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق قرآن کی تلاوت کرے، پھر تکبیر کہہ کر رکوع کرے اور اپنی ہتھیلیاں گھٹنوں پر رکھے، یہاں تک کہ جوڑ اپنی جگہ پر پہنچ جائیں، پھر سمع اللہ لمن حمدہ کہہ کر سیدھا کھڑا ہو جائے، یہاں تک کہ ہر ہڈی اپنی جگہ پر آجائے اور کمر سیدھی ہو جائے، پھر تکبیر کہہ کر سجدہ کرے، تو اپنی پیشانی اچھی طرح زمین پر لگائے (ہمام رحمہ اللہ کہتے ہیں: بعض اوقات پیشانی کی جگہ چہرے کا ذکر کیا ہے) یہاں تک کہ جوڑ اپنی جگہ پہنچ جائیں، پھر تکبیر کہہ کر سر اٹھائے اور اپنی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سرین پر سیدھا بیٹھ جائے اور اپنی کمر کو سیدھا کر لے، آپ نے پوری نماز اسی طرح بیان کی، یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہو گئے، پھر فرمایا: اس وقت تک کسی کی نماز پوری نہیں ہوتی، جب تک اس طرح نماز نہ پڑھے۔''

(مسند الإمام أحمد : 340/4، سنن أبي داوٗد : 858، سنن النّسائي : 1137، سنن ابن ماجه : 460، المنتقى لابن الجارود : 194، واللّفظ لهٗ، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث امام ترمذی رحمہ اللہ (۳۰۲) نے ''حسن''، امام ابن الجارود رحمہ اللہ، امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۵۸۸) اور امام ابن حبان رحمہ اللہ (۱۷۸۷) نے ''صحیح'' قرار دیا ہے، امام حاکم رحمہ اللہ (۱/ ۲۴۱،۲۴۲) نے امام بخاری رحمہ اللہ اور امام مسلم رحمہ اللہ کی شرط پر ''صحیح'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

❁ علامہ عینی حنفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

إِسْنَادُهٗ صَحِيحٌ عَلٰى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ.

''اس کی سند بخاری کی شرط پر صحیح ہے۔''

(نُخب الأفكار :309/1)

❁ یہ حدیث سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی مختصر مروی ہے۔

(صحيح البخاري : 757، صحيح مسلم : 397)

سوال: درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❁ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

مِنْ سُنَّةِ الصَّلَاةِ وَضْعُ الْيَمِينِ عَلَى الشِّمَالِ تَحْتَ السُّرَّةِ.

''ناف کے نیچے دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھنا سنت ہے۔''

(زوائد مسند الإمام أحمد : 110/1، سنن أبي داود : 756، سنن الدارقطني :

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

286/1، السنن الكبرىٰ للبيهقي : 31/2، مصنف ابن أبي شيبة : 391/1)

جواب: یہ حدیث ضعیف ہے۔ اس میں عبدالرحمن بن اسحاق کوفی، واسطی جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ''ضعیف'' کہا ہے۔

(تقریب التهذیب : 198، فتح الباري : 523/13)

❁ علامہ انور شاہ کشمیری صاحب کہتے ہیں :

هُوَ مُتَّفَقٌ عَلٰی ضَعْفِهٖ .

''اس (ابوشیبہ عبدالرحمن بن اسحاق واسطی) کے ضعیف ہونے پر اتفاق ہے۔''

(العَرف الشّذي : 76/1، 78، 156)

❁ علامہ نیموی حنفی صاحب نے بھی اسے ''ضعیف'' کہا ہے۔

(التعليق الحسن، ص 91)

❁ اس حدیث کے متعلق حافظ نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں :

ضَعِيفٌ مُّتَّفَقٌ عَلٰی تَضْعِيفِهٖ .

''یہ حدیث بالاتفاق ضعیف ہے۔''

(شرح النووي : 115/4)

❁ علامہ زیلعی حنفی، حافظ نووی رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

هُوَ حَدِيثٌ مُّتَّفَقٌ عَلٰی تَضْعِيفِهٖ، فَإِنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ إِسْحَاقَ ضَعِيفٌ بِالْإِتِّفَاقِ .

''یہ حدیث بالاتفاق ضعیف ہے، اس کا راوی عبدالرحمن بن اسحاق بھی

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

بالاتفاق ضعیف ہے۔‘‘

(نصب الراية :314/1، خلاصة الأحكام للنووي :255/1، شرح النووي :173/1)

✿ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ’’ضعیف‘‘ بھی کہا ہے۔

(فتح الباري : 224/2)

✿ علامہ انور شاہ کشمیری صاحب نے بھی اس کی سند کو ’’ضعیف‘‘ کہا ہے۔

(العرف الشذي :68/1)

سوال: روایت: مَنْ كَانَ لَهٗ إِمَامٌ فَقِرَاءَةُ الْإِمَامِ لَهٗ قِرَاءَةٌ (جو امام کی اقتدا میں ہو، تو امام کی قرأت مقتدی کو کافی ہے۔) کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

جواب: روایت: مَنْ كَانَ لَهٗ إِمَامٌ فَقِرَاءَةُ الْإِمَامِ لَهٗ قِرَاءَةٌ (جو امام کی اقتدا میں ہو، تو امام کی قرأت مقتدی کو کافی ہے۔) کی بہت ساری سندیں ہیں، سب ضعیف ہیں، متعدد اہل علم نے اس حدیث کو ’’ضعیف‘‘ قرار دیا ہے، ملاحظہ ہوں؛

① امام بخاری رحمہ اللہ (۲۵۶ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا خَبَرٌ لَمْ يَثْبُتْ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَهْلِ الْحِجَازِ وَأَهْلِ الْعِرَاقِ وَغَيْرِهِمْ لِإِرْسَالِهٖ وَانْقِطَاعِهٖ .

’’یہ حدیث حجاز اور عراق وغیرہ کے اہل علم کے ہاں ثابت نہیں، کیونکہ یہ مرسل اور منقطع روایت ہے۔‘‘

(جزء القراءة، ص 8)

② امام دارقطنی رحمہ اللہ نے اس روایت کو بے اصل قرار دیا ہے۔

(العِلَل :3221)

’’ محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ‘‘

www.KitaboSunnat.com

❁ نیز فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ مُنْكَرٌ .

''یہ حدیث منکر ہے۔''

(سنن الدّارقطني :1501)

③ علامہ ابن حزم رحمہ اللہ (۴۵۶ھ) نے اس روایت کو ''ساقط'' قرار دیا ہے۔

(المحلّٰی بالآثار : 273/2)

④ حافظ بیہقی رحمہ اللہ (۴۵۸ھ) نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے۔

(القراءة خلف الإمام : 346)

⑤ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ (۵۹۷ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ لَّا يَصِحُّ ...... وَلِهٰذَا الْحَدِيثِ طُرُقٌ ...... لَيْسَ فِيهَا مَا يَثْبُتُ .

''یہ حدیث ثابت نہیں۔......اس کی کئی سندیں ہیں۔......ان میں کوئی بھی ثابت نہیں۔''(العِلَل المُتناهية :431/1)

⑥ حافظ نووی رحمہ اللہ (۶۷۶ھ) نے اسے ''ضعیف'' کہا ہے۔

(خلاصة الأحكام :377/1)

⑦ حافظ ذہبی رحمہ اللہ (۷۴۸ھ) لکھتے ہیں:

اَلْجَمِيعُ مِنَ الدَّارَقُطَنِيِّ وَاهِيَةٌ .

''امام دارقطنی رحمہ اللہ کی ذکر کردہ اس حدیث کی تمام سندیں ضعیف ہیں۔''

(تَنقيح التّحقيق :155/1)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

⑧ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) نے اس حدیث کو ''ضعیف'' کہا ہے۔

(إعلام المؤقعين : 235/2)

⑨ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ مِنْ طُرُقٍ، وَلَا يَصِحُّ شَيْءٌ مِّنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''یہ حدیث کئی سندوں سے مروی ہے، لیکن نبی ﷺ سے کوئی بھی ثابت نہیں۔''

(تفسير ابن كثير : 109/1، ت سلامة)

⑩ علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ (۷۹۲ھ) لکھتے ہیں:

مِنْ طُرُقٍ، كُلُّهَا ضِعَافٌ .

''اس حدیث کی کئی سندیں ہیں، سب ضعیف ہیں۔''

(التّنبيه على مُشكِلات الهِداية : 592/2)

⑪ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

حَدِيثٌ ضَعِيفٌ عِنْدَ الْحُفَّاظِ .

''یہ حدیث محدثین کے ہاں ضعیف ہے۔''

(فتح الباري : 242/2)

✿ نیز فرماتے ہیں:

لَهٗ طُرُقٌ عَنْ جَمَاعَةٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ وَكُلُّهَا مَعْلُولَةٌ .

''اس حدیث کی کئی سندیں صحابہ کی ایک جماعت سے مروی ہے، ساری کی ساری معلول (ضعیف) ہیں۔''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(التّلخيص الحَبير :569/1)

⑫ علامہ مناوی رحمہ اللہ (۱۰۳۱ھ) فرماتے ہیں:

اَلْحَدِيثُ ضَعِيفٌ مِنْ سَائِرِ طُرُقِهٖ .

''یہ حدیث تمام سندوں سے ضعیف ہے۔''

(فيض القدير : 208/6)

⑬ علامہ سندھی حنفی رحمہ اللہ (۱۱۳۸ھ) نے اس حدیث کو ''ضعیف'' کہا ہے۔

(حاشية السّندهي على سنن ابن ماجه :278/1)

⑭ امیر صنعانی رحمہ اللہ (۱۱۸۲ھ) نے اس روایت کو ''ضعیف'' کہا ہے۔

(التنوير شرح الجامع الصّغير : 370/10)

سوال: تارک نماز کے بارے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا فتویٰ کیا ہے؟

جواب: سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے زخمی حالت میں فرمایا:

لَا حَظَّ فِي الْإِسْلَامِ لِمَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ .

''تارک نماز کا اسلام سے کوئی واسطہ نہیں۔''

(موطا الإمام مالك :39/1، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَنْ لَّمْ يُصَلِّ فَلَا دِينَ لَهٗ .

''جو نماز نہیں پڑھتا، اس کا دین نہیں۔''

(المُعجم الكبير للطّبراني : 191/9، ح : 8942، سندهٗ حسنٌ)

❀ سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

لَا إِيمَانَ لِمَنْ لَا صَلَاةَ لَهٗ .

''جو نماز نہیں پڑھتا، اس کا ایمان نہیں۔''

(السُّنّة للخلّال : 1384، تعظيم قدر الصّلاة للمَروزي : 945، سندهٗ حسنٌ)

❁ عبداللہ بن شقیق رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سوائے نماز کے کسی عمل کا ترک کفر نہیں جانتے تھے۔

(سنن التّرمذي : 2622، وسندهٗ صحيحٌ)

❁❁❁❁❁❁❁

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۵۶)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: درج ذیل حدیث کا مفہوم بیان کریں؟

❀ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

وَيْحَ عَمَّارٍ، تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ، يَدْعُوهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ، وَيَدْعُونَهُ إِلَى النَّارِ.

”عمار کی کیا بات ہے! انہیں باغی گروہ قتل کرے گا، وہ انہیں جنت کی طرف بلائیں گے، جب کہ دوسرا گروہ انہیں آگ کی طرف بلائے گا۔“

(صحيح البخاري: 447، صحيح مسلم: 2915)

جواب: حدیث کی شرح میں امام قوام السنہ، اصبہانی رحمہ اللہ (۵۳۵ھ) فرماتے ہیں:

قَوْلُهُ: «يَدْعُوهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ، وَيَدْعُونَهُ إِلَى النَّارِ» يَعْنِي الْخَوَارِجَ الَّذِينَ دَعَاهُمْ إِلَى الْجَمَاعَةِ، وَلَيْسَ يَصِحُّ ذٰلِكَ فِي حَقِّ أَحَدٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ الَّذِينَ أَثْنَى اللّٰهُ عَلَيْهِمْ، وَشَهِدَ لَهُمْ بِالْفَضْلِ، فَقَالَ تَعَالَى: ﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ﴾، قَالَ أَهْلُ اللُّغَةِ وَالتَّفْسِيرِ: هُمْ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

”فرمان نبوی: ”عمار انہیں جنت کی طرف بلائیں گے اور وہ عمار کو جہنم کی طرف بلائیں گے۔“ سے مراد خوارج ہیں، جنہیں سیدنا عمار رضی اللہ عنہ نے جماعت میں شامل ہونے کی دعوت دی تھی۔ یہ بات کسی صحابی کے حق میں نہیں کہی جا سکتی، کیونکہ صحابہ کی مدح اللہ تعالیٰ نے کی ہے اور ان کی فضیلت کی گواہی دی ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ﴾ ”تم اُمت کے بہترین لوگ ہو، لوگوں (کی راہنمائی) کے لیے منتخب کیے گئے ہو۔“ اہل لغت اور مفسرین کے مطابق اس آیت کے مخاطب اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔“

(شرح صحیح البخاري: 407/2)

سوال: صف بندی میں چار انگل کا فاصلہ رکھنا کیسا ہے؟

جواب: حالت قیام میں دونوں پاؤں کے درمیان چار انگلی کا فاصلہ رکھنا بدعت ہے، شریعتِ اسلامیہ میں اس پر کوئی دلیل نہیں۔

صفوں کی دُرستی کی تاکید آئی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور صحابہ کرام کے فہم و عمل کی پیروی تب ہی ممکن ہے، جب صف میں کھڑا ہر نمازی اپنے کندھوں کے برابر پاؤں کو کھولے، لیکن اگر ایک نمازی اپنے دونوں پاؤں کا درمیانی فاصلہ چار انگلی کے برابر رکھے گا، تو ساتھ والے کے پاؤں کے ساتھ پاؤں ملانا ممکن ہی نہیں رہے گا۔

❁ فقہ حنفی کی معتبر ترین کتابوں میں لکھا ہے:

يُسَنُّ تَفْرِيجُ الْقَدَمَيْنِ فِي الْقِيَامِ قَدْرَ أَرْبَعِ أَصَابِعَ .

”حالتِ قیام میں دونوں قدموں میں چار انگلی کا فاصلہ رکھنا مسنون ہے۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(مَراقي الفلاح، ص 262، ردّ المحتار : 444/1، فتاویٰ عالمگیری :73/1، نور الإیضاح، ص 56، تبیین الحقائق :114/1، امداد الأحکام :466/1)

الحاصل:

یہ کہنا کہ حالت قیام میں مردوں اور عورتوں کے لیے مناسب یہ ہے کہ دونوں قدموں کے درمیان بقدر چار انگشت فاصلہ رکھیں، بے بنیاد بات ہے۔ یہ فتویٰ نبی ﷺ کی صحیح احادیث، صحابہ کرام کے اجماعی تعامل اور فہم سلف کے خلاف ہے۔

سوال: تکبیرہ تحریمہ کے وقت انگوٹھوں سے کانوں کی لَو کو مَس کرنا کیسا ہے؟

جواب: نماز میں ہاتھ کہاں تک اٹھائے جائیں، اس سلسلہ میں اسلامی تعلیمات ملاحظہ ہوں:

① عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا:

إِذَا قَامَ فِي الصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى تَكُونَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ .

”آپ نماز کے لیے کھڑے ہوتے، تو دونوں ہاتھ کندھوں کے برابر اٹھاتے۔“

(صحیح البخاري : 736، صحیح مسلم : 390)

② سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ إِذَا كَبَّرَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا أُذُنَيْهِ .

”رسول اللہ ﷺ جب ”اللہ اکبر“ کہتے، تو رفع الیدین کرتے، یہاں تک کہ آپ کے ہاتھ کانوں کے برابر ہو جاتے۔“

(صحیح مسلم :391)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

❀ صحیح مسلم کے اسی روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں:

حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا فُرُوعَ أُذُنَيْهِ .

”یہاں تک کہ آپ اپنے ہاتھوں کو کانوں کی لو تک اٹھاتے۔“

(صحیح مسلم :391)

نماز کے شروع میں رفع الیدین کرتے وقت انگوٹھے کے ساتھ کانوں کی لو کو مس کرنا (چھونا) بدعت ہے، نبی کریم ﷺ کسی صحابی، تابعی، تبع تابعی یا ثقہ امام سے ثابت نہیں۔

❀ احناف کی معتبر کتب میں ہے:

يَرْفَعُ يَدَيْهِ خِذَاءَ أَذُنَيْهِ وَيَمَسُّ طَرَفَ إِبْهَامَيْهِ شَحْمَةَ أُذُنَيْهِ وَأَصَابِعُهُ فَوْقَ أُذُنَيْهِ .

”ہاتھ کانوں تک اٹھائے گا، انگوٹھے کانوں کی لو کو چھوئیں گے اور انگلیاں کانوں کے اوپر تک جائیں گی۔“(فتاویٰ قاضی خان:1/41)

❀ دوسری کتاب میں ہے:

مَاسًّا بِإِبْهَامَيْهِ شَحْمَةَ أُذُنَيْهِ . ”انگوٹھے کانوں کی لو چھوئیں گے۔“

(الدّر المختار :1/74)

❀ عید کی تکبیروں کے بارے میں علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

يَرْفَعُ يَدَيْهِ مَاسًّا بِإِبْهَامَيْهِ شَحْمَةَ أُذُنَيْهِ .

”ہاتھ اس طور اٹھائے گا کہ انگوٹھے کانوں کی لو کو چھو رہے ہوں گے۔“

(فتاویٰ شامی:1/617)

❀ فقہ حنفی میں ہے:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مَاسًّا بِإِبْهَامَيْهِ شَحْمَةَ أُذُنَيْهِ . ''انگوٹھوں سے کانوں کی لَو چھوئے گا۔''

(شرح الوِقاية :143/1)

۞ مزید ملاحظہ فرمائیں:

ذَكَرَ صَاحِبُ هِدَايَةَ أَيْضًا فِي مُخْتَارَاتِ النَّوَازِلِ الْمَسَّ، وَقَالَ الْقُهْسَتَانِيُّ فِي جَامِعِ الرُّمُوزِ : ذُكِرَ فِي النَّظْمِ أَنَّ مُحَاذَاةَ الإِبْهَامِ الشَّحْمَةَ مَسْنُونَةٌ، وَفِي ظَاهِرِ الْأُصُولِ مُحَاذَاةٌ إِلَيْهِ الْأُذُنُ وَيُكْرَهُ التَّجَاوُزُ عَنْهَا وَالْمَسُّ لَمْ يُذْكَرْ فِي الْمُتَدَاوِلَاتِ إِلَّا فِي فَتَاوٰى قَاضِي خَانْ وَالظَّهِيرِيَّةِ وَالْقَوْلُ بِأَنَّهُ لِتَحْقِيقِ الْمُحَاذَاتِ لَيْسَ بِشَيْءٍ .

''صاحب ہدایہ نے بھی ''مختارات النوازل'' میں ذکر کیا ہے کہ انگوٹھے کانوں کی لو کو چھوئیں، کوہستانی نے ''جامع الرموز'' میں ''نظم'' کے حوالے سے ذکر کیا ہے کہ انگوٹھوں کو کانوں کی لو کے برابر کرنا مسنون ہے، ''ظاہر الاصول'' میں لکھا ہے کہ کانوں کے برابر ہونے چاہیے، کانوں کی لو سے تجاوز کرنا مکروہ ہے، سوائے فتاوی قاضی خان اور ظہیریہ کے کسی متداول کتاب میں کانوں کی لو کو چھونے کا ذکر نہیں ہے اور یہ کہنا کہ کانوں کی لو کو چھونے سے انگوٹھوں کا کانوں سے برابر ہونا ثابت ہو جاتا ہے، فضول بات ہے۔''

(السّعاية في كَشف ما في شرح الوِقاية لعبد الحيّ اللكنوي الحنفي : 152/2)

۞ اس کے جواب میں علامہ عبدالحئی لکھنوی رحمہ اللہ (۱۳۰۴ھ) فرماتے ہیں:

هُوَ لَيْسَ بِسُنَّةٍ مُّسْتَقِلَّةٍ فَإِنَّهُ لَا دَلِيلَ عَلَيْهِ فِي رِوَايَةٍ .

''یہ مستقل سنت نہیں ہے، کیونکہ ہمارے مذہب میں اس پر دلیل نہیں۔''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(عُمدة الرّعاية :143/1)

❀ مولانا عبدالشکور لکھنوی صاحب لکھتے ہیں:

’’ہمارے فقہانے جولکھا کہ انگوٹھے کو کانوں سے مل جانا چاہئے، چنانچہ ہم بھی اوپر لکھ چکے ہیں، وہ صرف اس خیال سے لکھا ہے کہ جس میں ہاتھوں کا کانوں کے برابر اٹھنا یقین ہو جائے، سنت سمجھ کر نہیں لکھا ہے، نہ اس کو سنت سمجھنا چاہئے، اس لئے کسی حدیث سے یہ مضمون ثابت نہیں ہوتا، واللہ اعلم!۔‘‘

(علم الفقہ، حصہ دوم، ص214-215)

ہمارا منصفانہ سوال ہے کہ سنت کی موجودگی میں رفع الیدین کے لئے نیا انداز کیوں؟

❀ علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

مَنْ تَبَيَّنَ لَهُ مِنَ الْعِلْمِ مَا كَانَ خَافِيًا عَلَيْهِ فَاتَّبَعَهُ فَقَدْ أَصَابَ وَاهْتَدٰى، زَادَهُ اللّٰهُ هُدًى.

’’جس پر علم کا کوئی مخفی گوشہ ظاہر ہوا اور اس نے اسے اپنا لیا، وہ راہ ہدایت پہ ہے، اللہ اسے مزید ہدایت عطا کرے۔‘‘

(التّنبیه علی مُشکلات الهِدایة : 543/2)

فائدہ:

بخاری ومسلم وغیرہما کی کئی احادیث میں ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ ہاتھ کندھوں کے برابر اٹھاتے تھے، جیسا کہ سیدنا ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ وغیرہ بیان کرتے ہیں۔

❀ صاحب ہدایہ لکھتے ہیں:

مَا رَوَاهُ يُحْمَلُ عَلٰى حَالَةِ الْعُذْرِ.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

’’کندھوں کے برابر جتنی روایات ہیں، سب حالت عذر پر محمول ہیں۔‘‘

(الھِدایة :1/99)

❁ اس تاویل کے رد میں علامہ عینی حنفی رحمہ اللہ (۸۵۵ھ) لکھتے ہیں:

لَا حَاجَةَ إِلٰی هٰذِهِ التَّكَلُّفَاتِ .

’’ان احادیث کے جواب میں ایسے تکلفات کی کوئی ضرورت نہیں۔‘‘

(البِنایة شرح الھدایة :1/172)

❁ شارح ہدایہ، ابن ہمام حنفی رحمہ اللہ (۸۶۱ھ) لکھتے ہیں:

لٰكِنَّ الْحَقَّ أَنْ لَا مُعَارَضَةَ كَمَا أَسْمَعْتُكَ فَلَا حَاجَةَ إِلٰی هٰذَا الْحَمْلِ لِيَدْفَعَ التَّعَارُضَ .

’’حق یہ ہے کہ ان احادیث سے معارضہ نہیں کرنا چاہیے، جیسا کہ میں نے بیان کر دیا ہے، لہٰذا تعارض دور کرنے کے لیے ایسی تاویلیں کرنے کی چنداں ضرورت نہیں۔‘‘(فتح القدیر :1/282)

سوال: رکوع سے اٹھنے کے بعد کون سی دعا پڑھی جائے؟

جواب: رکوع سے اٹھتے وقت امام اور مقتدی سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہیں، اس کے بعد سیدھا کھڑے ہو کر رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ پڑھیں، نیز حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيهِ کے الفاظ بھی مسنون ہیں۔

رکوع کے بعد سمع اللہ لمن حمدہ کے علاوہ مختلف احادیث میں درج ذیل الفاظ بھی منقول ہیں، ان میں کوئی بھی دعا پڑھی جا سکتی ہے، ایک سے زائد دعائیں بھی پڑھی جا سکتی ہیں۔

۱۔ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(صحيح البخاري : 796)

٢۔ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيهِ .

(صحيح البخاري : 799)

٣۔ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ، مِلْءُ السَّمَاوَاتِ، وَمِلْءُ الْأَرْضِ وَمِلْءُ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ .

(صحيح مسلم : 476)

٤۔ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ، وَمِلْءُ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ، أَهْلَ الثَّنَاءِ وَالْمَجْدِ، أَحَقُّ مَا قَالَ الْعَبْدُ، وَكُلُّنَا لَكَ عَبْدٌ، اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ، وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ .

(صحيح مسلم : 477)

سوال: جلسہ استراحت کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: دوسرے سجدے کے بعد اگلی رکعت کے لیے کھڑے ہونے سے پہلے لمحہ بھر کے لیے سیدھے ہو کر بیٹھنے کو جلسہ استراحت کہتے ہیں، یہ مسنون عمل ہے۔

❀ سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي، فَإِذَا كَانَ فِي وِتْرٍ مِّنْ صَلَاتِهِ لَمْ يَنْهَضْ حَتّٰى يَسْتَوِيَ قَاعِدًا .

”میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم طاق رکعت میں ہوتے، تو تب تک کھڑے نہ ہوتے، جب تک سیدھے ہو کر بیٹھ نہ جاتے۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(صحيح البخاري : 823)

❁ نبی کریم ﷺ نے ایک ایسے شخص کو، جو نماز صحیح طرح نہیں پڑھ رہا تھا، نماز کا طریقہ بتایا اور فرمایا:

ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا .

”پھر (دوسرے سجدے سے) سر اٹھائیں اور اطمنان سے بیٹھ جائیں۔“

(صحيح البخاري :6251)

تنبیہ:

❁ صحیح بخاری (٦٦٦٧) میں ہے:

ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَسْتَوِيَ قَائِمًا .

”پھر سر اٹھائیں، اور کھڑے ہو جائیں۔“

ان الفاظ کی وضاحت اوپر والے الفاظ سے ہو جاتی ہے۔ ان سے جلسہ استراحت کی نفی نہیں ہو رہی، بلکہ جلسہ استراحت کے بعد والے عمل کا بیان ہے۔

سوال: کیا نبی کریم ﷺ کا جلسہ استراحت عذر کی وجہ سے تھا؟

جواب: یہ کہنا کہ نبی کریم ﷺ کا جلسہ استراحت بڑھاپے یا بیماری وغیرہ کی وجہ سے تھا، بے دلیل بات ہے، اس دعویٰ پر کوئی دلیل معلوم نہیں ہو سکی۔

❁ علامہ انور شاہ کشمیری صاحب (١٣٥٣ھ) کہتے ہیں:

مَا أَجَابَ بِهِ الطَّحَاوِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ أَنَّهٗ كَانَ لِلْعُذْرِ لَيْسَ بِسَدِيدٍ عِنْدِي .

”علامہ طحاوی رحمہ اللہ کا یہ جواب دینا کہ یہ عذر کی بنا پر تھا، میرے نزدیک درست نہیں ہے۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(فيض الباري : 264/2)

❁ صاحب ہدایہ لکھتے ہیں:

مَا رَوَاهُ مَحْمُولٌ عَلٰى حَالَةِ الْكِبَرِ .

”جلسہ استراحت کے ثبوت میں مروی روایات بڑھاپے پر محمول ہیں۔“

(الهداية : 110/1)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) لکھتے ہیں:

قَوْلُهٗ : «وَهُوَ مَحْمُولٌ عَلٰى حَالَةِ الْكِبَرِ» تَأْوِيلٌ يَّحْتَاجُ إِلٰى دَلِيلٍ، فَقَدْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ لَمَّا أَرَادَ أَن يُّفَارِقَهٗ : صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي، وَلَمْ يُفَصِّلْ لَهٗ فَالْحَدِيثُ حُجَّةٌ فِي الْإِقْتِدَاءِ بِهٖ فِي ذٰلِك .

”یہ کہنا کہ (حدیث مالک بن حویرث) بڑھاپے پر محمول ہے، محتاج دلیل تاویل ہے۔ نبی کریم ﷺ نے سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کو واپس جاتے ہوئے فرمایا تھا: 'میرے طریقے کے مطابق نماز پڑھنا۔' کوئی استثنائی بات نہیں کی، لہٰذا حدیث اس فعل میں آپ ﷺ کی پیروی پر واضح دلیل ہے۔“

(الدّراية : 110/1)

❁ علامہ ابن نجیم حنفی رحمہ اللہ (۹۷۰) لکھتے ہیں:

أَمَّا مَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ عَنْ مَّالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ أَنَّهٗ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِذَا كَانَ فِي وِتْرٍ مِّنْ صَلَاتِهٖ لَمْ يَنْهَضْ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

حَتّٰى يَسْتَوِيَ قَاعِدًا، فَمَحْمُولٌ عَلٰى حَالَةِ الْكِبَرِ كَمَا فِي الْهِدَايَةِ وَيُرَدُّ عَلَيْهِ أَنَّ هٰذَا الْحَمْلَ يَحْتَاجُ إِلٰى دَلِيلٍ، وَّقَدْ قَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ لِمَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ لَمَّا أَرَادَ أَنْ يُفَارِقَهُ : صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي وَلَمْ يُفَصِّلْ فَكَانَ الْحَدِيثُ حُجَّةً لِّلشَّافِعِيِّ فَالْأَوْلٰى أَنْ يُحْمَلَ عَلٰى تَعْلِيمِ الْجَوَازِ فَلِذَا وَاللّٰهُ أَعْلَمُ قَالَ فِي الْفَتَاوَى الظَّهِيرِيَّةِ قَالَ شَمْسُ الْأَئِمَّةِ الْحُلْوَانِيُّ : إِنَّ الْخِلَافَ إِنَّمَا هُوَ فِي الْأَفْضَلِيَّةِ حَتّٰى لَوْ فَعَلَ كَمَا هُوَ مَذْهَبُ الشَّافِعِيِّ لَا بَأْسَ بِهٖ عِنْدَنَا .

''رہی صحیح بخاری کی وہ روایت کہ جس میں ہے: ''سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ جب طاق رکعت میں ہوتے، تو (دوسرے سجدہ سے فارغ ہوکر) جب تک سیدھا نہ بیٹھ جاتے، کھڑے نہ ہوتے۔'' یہ بڑھاپے پر محمول ہے، جیسا کہ ہدایہ میں لکھا ہے۔ اس کا رد یہ ہے کہ اسے بڑھاپے پر محمول کرنے پر کیا دلیل ہے؟ جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کو واپس جاتے ہوئے فرمایا تھا: ''میرے طریقے کے مطابق نماز پڑھنا۔'' کوئی استثنا نہیں فرمائی۔ یوں یہ حدیث امام شافعی رضی اللہ عنہ کی دلیل بنتی ہے۔ بہتر یہی ہے کہ اسے جواز پر محمول کیا جائے، واللہ اعلم! شاید اسی لیے 'فتاویٰ ظہیریہ' میں ہے کہ شمس الائمہ حلوانی نے فرمایا: اختلاف افضلیت میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے، لہٰذا مذہب شافعی کی طرح اگر کوئی ایسے کر بھی لیتا ہے، تو حرج نہیں۔‘‘

(البحر الرّائق :340/1)

❀ شارح ہدایہ، علامہ عینی حنفی رحمہ اللہ (۸۵۵ھ) لکھتے ہیں:

فِيهِ تَأَمُّلٌ، لِأَنَّ نِهَايَةَ عُمُرِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ، ثَلَاثٌ وَّسِتُّونَ سَنَةً، وَّفِي هٰذَا الْقَدْرِ لَا يَعْجِزُ الرَّجُلُ عَنِ النُّهُوضِ، اللّٰهُمَّ إِذَا كَانَ لِعُذْرِ مَرَضٍ أَوْ جَرَاحَةٍ أَوْ نَحْوِهَا .

’’یہ تاویل قبول نہیں، کیوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر (تقریباً) تریسٹھ سال ہے اور اس عمر میں بیماری یا زخم وغیرہ کا عارضہ لاحق نہ ہو، تو کوئی بھی سیدھا اٹھنے سے قاصر نہیں رہتا۔‘‘

(البِناية شرح الهداية : 252/2)

❀ مولانا سرفراز صفدر خاں صفدر صاحب حدیث مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کے متعلق کہتے ہیں:

’’وہ اپنی کم عمری کی وجہ سے اس کو نماز کا ایک فعل سمجھ بیٹھے اور اسی پر وہ عمل پیرا تھے، جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دائما رہنے والے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس کاروائی کو آپ کے ضعف اور کمزوری پر محمول کرتے رہے، والحق معھم۔‘‘ (خزائن السّنن، ص 364)

تبصرہ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ وغیرہ جو بیس دن تک آپ کی ضیافت

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

میں رہے، کو فرمایا: صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي ''میرے طریقے کے مطابق نماز پڑھنا۔'' اگر وہ نبوی طریقہ نماز سمجھنے سے قاصر تھے، تو آپ ﷺ نے انہیں ایسا کیوں فرمایا؟ کیا یہ صحابہ کے بارے میں بدگمانی نہیں؟ کسی صحابی سے جلسہ استراحت کا ترک ثابت نہیں۔ مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کے علاوہ بھی دیگر صحابہ کرام نبی کریم ﷺ کا یہ فعل نقل کرتے ہیں۔ سیدنا عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ تو اس کے فاعل تھے۔ انہوں رضی اللہ عنہ نے جلسہ استراحت کہاں سے سیکھا تھا؟

❁ مزید لکھتے ہیں:

> ''اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس کاروائی کو آپ کے ضعف پر محمول کرتے رہے اور حضرت مالک بن الحویرث صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي کے عموم لفظ سے جلسہ استراحت کو بھی نماز کا ایک فعل سمجھتے رہے، حالاں کہ جلسہ استراحت نماز کا فعل نہیں ہے، کیوں کہ آپ ﷺ نے مسیء الصلوۃ کو دوسرے سجدہ کے بعد سیدھا کھڑا ہونے کا حکم دیا ہے اور آپ ﷺ کا قول امت کے لیے قانون کی حیثیت رکھتا ہے۔''

(خزائن السّنن، ص 64-65)

تبصرہ:

کسی صحابی نے جلسہ استراحت کو ضعف (کمزوری) پر محمول نہیں کیا۔ البتہ چھٹی صدی ہجری میں جب صاحب ہدایہ نے اس حدیث کو بڑھاپے پر محمول کیا، تو اہل علم بشمول علمائے احناف نے ان کا رد کیا۔ سنت رسول علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کو ''کاروائی'' قرار دینا بہرحال ایک خطرناک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عمل ہے۔

باقی رہی مسیء الصلوۃ والی حدیث، تو یہ مجمل ہے۔ اس میں نماز کے کئی دوسرے افعال بھی مذکور نہیں۔ قاعدہ ہے کہ ایک چیز کے ذکر نہ ہونے سے اس کا نہ ہونا ضروری نہیں۔ نیز کسی ثقہ امام نے اس حدیث کو جلسہ استراحت کی نفی پر دلیل نہیں بنایا، محدثین اپنی احادیث بعد والوں سے بہتر جانتے ہیں۔

نیز حدیث مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ مفصل ہے اور اس باب میں نص ہے۔

❀ مفتی تقی عثمانی صاحب کہتے ہیں:

''جہاں تک حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کی روایت باب کا تعلق ہے، اس کے بارے میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ بیان جواز یا حالت عذر پر محمول ہے، یہ ثابت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آخری عمر میں متبدن ہو گئے تھے، ہو سکتا ہے کہ یہ اسی زمانہ کا واقعہ ہو، ورنہ اگر یہ سنت صلوۃ ہوتی، تو ہرگز صحابہ اسے نہ چھوڑتے۔''

(درس ترمذی: 57/2)

تبصرہ:

کسی صحابی سے صراحتا جلسہ استراحت کا ترک ثابت نہیں۔ صحابہ کے حوالے سے جو روایات آتی ہیں، اصول محدثین کے مطابق ان میں سے کوئی بھی پایۂ ثبوت تک نہیں پہنچتی۔ سیدنا ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے دس صحابہ کرام کی موجودگی میں نماز پڑھی، اس میں جلسہ استراحت کیا اور اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز قرار دیا۔ دس صحابہ کرام، جن میں ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بھی شریک تھے، نے کہا کہ آپ نے سچ فرمایا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقۂ نماز یہی تھا۔ لہٰذا یہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تاویل درست نہیں۔

✿ ایک صاحب لکھتے ہیں:

”ملاحظہ فرمائیے، جو عمل نہ تو خود حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا معمول ہے، نہ آپ نے اس کا حکم دیا ہے اور نہ ہی وہ خلفائے راشدین، صحابہ کرام، تابعین وتبع تابعین عظام کا معمول ہے اور نہ ہی وہ خیر القرون میں رواج پذیر ہے، ایسا عمل غیر مقلدین کے نزدیک سنت ہے۔ اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ خلفائے راشدین، صحابہ کرام، تابعین وتبع تابعین، ائمہ مجتہدین کو اس سنت کا علم نہ ہو سکا اور اس سنت سے محروم رہے۔ العیاذ باللہ!“

(حدیث اور اهل حدیث، ص 449-450)

تبصرہ:

صحیح بخاری میں جلسہ استراحت کے بارے میں نبی کریم ﷺ کا عمل اور حکم دونوں ثابت ہیں، کسی صحابی یا تابعی سے اس کا ترک ثابت نہیں۔ خیر القرون میں اس کا رواج تھا۔ صحابہ اس کے قائل وفاعل تھے۔ تابعین نے اسے بیان کیا ہے۔ اس لیے ہم اسے سنت کہتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ سے باسند صحیح جلسہ استراحت کی نفی یا ترک ثابت نہیں۔

✿ جناب خالد سیف اللہ رحمانی صاحب لکھتے ہیں:

”یہ اختلاف محض افضلیت اور اولویت کا ہے، اگر کر لیا جائے، تو کوئی مضائقہ نہیں، کسی اور کا نہیں۔“ (قاموس الفقه، جلد سوئم، ص ۱۱۰)

✿ علامہ انور شاہ کاشمیری صاحب (۱۳۵۲ھ) کہتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مَعَ ذٰلِكَ ثَبَتَتْ فِي الرِّوَايَاتِ، وَصَرَّحَ الْحُلْوَانِيُّ بِجَوَازِهَا، وَمَنْ صَرَّحَ مِنْهَا بِالْكَرَاهَةِ، فَلْيَحْمِلْهَا عَلٰى تَطْوِيلِهَا عَلَى الْقَدْرِ الْمُعْتَادِ، وَإِلَّا فَهُوَ مُخَالِفٌ لِّلْحَدِيثِ.

”اس کے باوجود جلسہ استراحت کا ثبوت روایات میں موجود ہے، شمس الأئمہ حلوانی نے صراحتاً جواز کا کہا ہے۔ مکروہ کہنے والوں کی بات زیادہ دیر جلسہ استراحت کرنے پر محمول کرنی چاہیے، ورنہ وہ مخالفِ حدیث ٹھہرے گا۔“

(فیض الباري: 389/2)

سوال: تشہد میں درود کن الفاظ میں پڑھا جائے؟

جواب: نبی کریم ﷺ سے منقول وماثور درود کے جتنے الفاظ ہیں، ان میں سے کوئی بھی درود نماز میں پڑھا جا سکتا ہے، اپنی طرف سے الفاظ بنا کر نماز میں پڑھنا جائز نہیں۔ البتہ نماز کے علاوہ کوئی بھی جائز کلمات پر مشتمل درود پڑھا جا سکتا ہے۔

سوال: کیا تشہد میں انگشت شہادت کا اشارہ کیا جائے گا؟

جواب: تشہد میں بیٹھیں، تو انگشت شہادت سے اشارہ کریں، نماز میں انگلی اٹھانا رسول اللہ ﷺ کی بابرکت اور عظمت والی سنت ہے، اللہ کے حضور دوزانوں بیٹھ کر اللہ کی وحدانیت کا قولی اقرار ہے اور ساتھ انگلی اٹھانا فعلی اقرار ہے، رفع سبابہ کی عظمت شان کا اندازہ نبی ﷺ کے اس فرمان عالی شان سے لگایا جا سکتا ہے۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

هِيَ أَشَدُّ عَلَى الشَّيْطٰنِ مِنَ الْحَدِيدِ يَعْنِي السَّبَّابَةَ.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

’’رفع سبابہ شیطان پر لوہے (کے ہتھوڑے) سے زیادہ سخت ہے۔‘‘

(مسند أحمد : 119/2، مسند البزّار [کشف الأستار] : 863، وسنده حسنٌ)

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا جَلَسَ فِي الصَّلَاةِ وَضَعَ يَدَيْهِ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ، وَرَفَعَ إِصْبَعَهُ الْيُمْنَى الَّتِي تَلِي الْإِبْهَامَ، فَدَعَا بِهَا .

’’نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں قعدہ کے لئے بیٹھتے، تو دونوں ہاتھ اپنے دونوں گھٹنوں پر رکھ لیتے اور انگوٹھے کے ساتھ والی داہنی انگلی اٹھا کر دعا پڑھتے۔‘‘

(صحيح مسلم : 580)

❁ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَعَدَ يَدْعُو، وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى، وَيَدَهُ الْيُسْرٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُسْرٰى، وَأَشَارَ بِإِصْبَعِهِ السَّبَّابَةِ، وَوَضَعَ إِبْهَامَهٗ عَلٰى إِصْبَعِهِ الْوُسْطٰى، وَيُلْقِمُ كَفَّهُ الْيُسْرٰى رُكْبَتَهٗ .

’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں تشہد کے لیے بیٹھتے، تو دایاں ہاتھ دائیں ران پر اور بایاں ہاتھ بائیں ران پر رکھتے، انگشت شہادت کے ساتھ اشارہ فرماتے اور انگوٹھا درمیانی انگلی پر رکھتے۔‘‘

(صحيح مسلم : 579)

❁ سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

’’ محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ‘‘

www.KitaboSunnat.com

حَلَقَ حَلْقَةً ثُمَّ رَفَعَ إِصْبَعَهٗ .

''نبی کریم ﷺ نے حلقہ بنا کر انگلی اٹھائی۔''

(مسند الإمام أحمد : 4/318، سنن النّسائي : 890، 1269، وسندہٗ صحیحٌ)

اسے امام ابن الجارود (208) امام ابن خزیمہ (714) اور امام ابن حبان رحمہم اللہ (1860) نے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

سوال: تشہد میں انگلی سے اشارہ کب کیا جائے گا؟

جواب: جب تشہد میں بیٹھیں، اسی وقت انگلی سے اشارہ کیا جائے اور تشہد کے آخر تک اشارہ کیا جائے، نیز انگلی کو حرکت دینا اور نہ دینا دونوں جائز ہیں، البتہ یہ کہنا کہ ''اشہد ان لا'' پر انگلی کو اٹھایا جائے گا اور ''الا اللہ'' پر انگلی کو نیچے کیا جائے، اس دعویٰ پر دلیل معلوم نہیں۔ نبی کریم ﷺ تشہد میں اشارہ کرتے تھے، اب اس عمل کو کسی لفظ کے ساتھ خاص کرنے کے لیے دلیل چاہیے، ورنہ مکمل تشہد میں اشارہ مراد لیا جائے گا۔

احادیث صحیحہ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی ﷺ جب تشہد میں بیٹھے ہوتے، تو رفع سبابہ فرماتے، یعنی شروع تا آخر تشہد میں یہ کیفیت رہتی۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا جَلَسَ فِي الصَّلَاةِ وَضَعَ يَدَيْهِ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ، وَرَفَعَ إِصْبَعَهُ الْيُمْنَى الَّتِي تَلِي الْإِبْهَامَ، فَدَعَا بِهَا .

''نبی کریم ﷺ نماز میں قعدہ کے لئے بیٹھتے، تو دونوں ہاتھ اپنے دونوں گھٹنوں پر رکھ لیتے اور انگوٹھے کے ساتھ والی داہنی انگلی اٹھا کر دعا پڑھتے۔''

(صحیح مسلم : 580)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

یہ الفاظ بتا رہے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب تک تشہد میں بیٹھے رہتے، انگلی کھڑی رکھتے اور دعا پڑھتے رہتے۔

❀ ان الفاظ پہ غور کیجئے:

قَدْ حَنَاهَا شَيْئًا .

''انگلی کو تھوڑا جھکاتے۔''

(سنن أبي داود : 991، وسندهٗ حسنٌ)

❀ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں :

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جَلَسَ فِي التَّشَهُّدِ، وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى، وَيَدَهُ الْيُسْرٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُسْرٰى، وَأَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ، وَلَمْ يُجَاوِزْ بَصَرُهٗ إِشَارَتَهٗ .

''رسول اللہ ﷺ جب تشہد میں بیٹھتے، تو اپنے دائیں ہاتھ کو دائیں ران پر اور بائیں ہاتھ کو بائیں ران پر رکھتے۔ سبّابہ انگلی کے ساتھ اشارہ فرماتے اور آپ ﷺ کی نظر اس اشارے سے آگے نہ جاتی تھی۔''

(مسند أحمد : 3/4، سنن أبي داوٗد : 990، سنن النسائي : 1276، وسندهٗ حسنٌ)

اسے امام ابن خزیمہ (718)، امام ابو عوانہ (2018) اور امام ابن حبان رحمہم اللہ (1944) نے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

اس حدیث کی اصل صحیح مسلم (579) میں بھی موجود ہے۔

سوال: درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

أَخَذَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْقِرَاءَ ةِ مِنْ حَيْثُ انْتَهٰى أَبُو بَكْرٍ .

”رسول اللہ ﷺ نے وہاں سے قرأت شروع کی، جہاں ابوبکر رضی اللہ عنہ نے چھوڑی۔“

(مسند الإمام أحمد : 231/1، 232، 335، سنن ابن ماجه : 1235، شرح معاني الآثار للطّحاوي : 405/1، المُعجم الكبير للطّبراني : 113/12)

جواب: سند ضعیف ہے۔ ابواسحاق سبیعی مختلط اور مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

❀ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَمْ يَذْكُرْ أَبُو إِسْحَاقَ سَمَاعًا مِّنْهُ .

”ابواسحاق نے اس (ارقم بن شرحبیل) سے سماع کی صراحت نہیں کی۔“

(التّاريخ الكبير : 46/2)

❀ ابواسحاق سبیعی کی متابعت عبداللہ بن ابی السفر نے کی ہے۔

(مسند الإمام أحمد : 209/1، مسند أبي يعلى : 62/12، سنن الدّارقطني : 398/1)

مگر اس کی سند بھی ضعیف ہے۔ قیس بن ربیع ”ضعیف“ ہے۔

حافظ عراقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعَّفَهُ الْجُمْهُورُ . ”جمہور نے ضعیف قرار دیا ہے۔“

(تخريج أحاديث الإحياء : 3709، محجّة القُرَب، ص 111)

❀ حافظ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعَّفَهُ النَّاسُ . ”جمہور نے ضعیف قرار دیا ہے۔“

(مَجمع الزّوائد : 159/2، 299/3، 116/5)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❁ علامہ مناوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعَّفَهُ كَثِيرُونَ . ”جمہور واکثر نے ضعیف قرار دیا ہے۔“

(فیض القدیر :213/1)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

صَدُوقٌ، تَغَيَّرَ لَمَّا كَبِرَ وَأَدْخَلَ عَلَيْهِ ابْنُهُ مَا لَيْسَ مِنْ حَدِيثِهِ فَحَدَّثَ بِهِ .

”صدوق ہے، بڑھاپے میں اس کا حافظہ بگڑ گیا تھا، اس کے بیٹے نے اس کی حدیثوں میں وہ حدیثیں داخل کر دیں، جو اصل میں اس کی حدیثیں نہیں تھیں، تو اس نے وہ حدیثیں بھی بیان کر دیں۔“

(تقریب التّہذیب : 5573)

❁ اس حدیث کو حافظ ابن القطان فاسی رحمہ اللہ نے ”ضعیف“ کہا ہے۔

(بیان الوھم والإیھام : 686/5)

❁❁❁❁❁❁

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۵۷)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: کیا عذر کی بنا پر جنبی تیمّم کر کے نماز پڑھ سکتا ہے؟

جواب: جی ہاں۔

❀ سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الصَّعِيدُ الطَّيِّبُ وَضُوءُ الْمُسْلِمِ وَلَوْ إِلٰى عَشْرِ سِنِينَ، فَإِذَا وَجَدْتَ الْمَاءَ فَأَمِسَّهُ جِلْدَكَ فَإِنَّ ذٰلِكَ خَيْرٌ .

”(تیمّم کی) پاک مٹی مسلمان کا وضو ہے، اگرچہ وہ دس سال تک (تیمّم) کرتا رہے، پھر جب آپ کو پانی ملے، تو اس سے وضو یا غسل کریں، یہ بہتر ہے۔“

(سنن أبي داود : 332، سنن التّرمذي : 124، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ”حسن، صحیح“، امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۲۲۹۲)، امام ابن حبان رحمہ اللہ (۱۳۱۱) اور امام حاکم رحمہ اللہ (۶۲۷) ”صحیح“ قرار دیا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے موافقت کی ہے۔

❀ امام ترمذی رحمہ اللہ (۲۷۹ھ) فرماتے ہیں:

قَوْلُ عَامَّةِ الْفُقَهَاءِ : أَنَّ الْجُنُبَ، وَالْحَائِضَ إِذَا لَمْ يَجِدَا الْمَاءَ تَيَمَّمَا وَصَلَّيَا .

”اکثر فقہا کا قول ہے کہ جنبی اور حائضہ اگر پانی نہ پائیں، تو تیمّم کر کے نماز

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

پڑھیں گے۔''

(سنن التّرمذي، تحت الحديث : 124)

❁ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ بِالْأَمْصَارِ بِالْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ فِيمَا عَلِمْتُ، أَنَّ التَّيَمُّمَ بِالصَّعِيدِ عِنْدَ عَدَمِ الْمَاءِ طَهُورُ كُلِّ مُسْلِمٍ مَرِيضٍ أَوْ مُسَافِرٍ وَسَوَاءٌ كَانَ جُنُبًا أَوْ عَلٰى غَيْرِ وُضُوءٍ وَّلَا يَخْتَلِفُونَ فِي ذٰلِكَ .

''میرے علم کے مطابق مشرق ومغرب کے علما کا اجماع ہے کہ پانی کی عدم دستیابی کی صورت میں مٹی سے تیمّم کرنا جائز ہے، یہ حکم ہر مسلمان، مریض اور مسافر کے لیے ہے، خواہ وہ جنبی ہو یا بے وضو۔ اس بارے میں اہل علم کا کوئی اختلاف نہیں۔''

(الاستذكار : 303/1)

❁ امام قوام السنہ اصبہانی رحمہ اللہ (۵۳۵ھ) فرماتے ہیں:

اَلْإِجْمَاعُ مُنْعَقِدٌ عَلٰى جَوَازِ التَّيَمُّمِ لِلْجُنُبِ .

''(عذر کی صورت میں) جنبی کے لیے تیمّم کے جواز پر اجماع منعقد ہو چکا ہے۔''

(شرح صحيح البخاري : 345/2)

سوال: صرف پینے کے لیے پانی ہو، تو کیا تیمّم کرسکتا ہے؟

جواب: جی ہاں، کرسکتا ہے۔

❁ امام ابن منذر رحمہ اللہ (۳۱۹ھ) فرماتے ہیں:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

أَجْمَعَ كُلُّ مَنْ أَحْفَظُ عَنْهُ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ عَلٰى أَنَّ الْمُسَافِرَ إِذَا خَشِيَ عَلٰى نَفْسِهِ الْعَطَشَ وَمَعَهُ مِقْدَارُ مَا يَتَطَهَّرُ بِهِ مِنَ الْمَاءِ أَنَّهُ يُبْقِي مَاءَهُ لِلشُّرْبِ وَيَتَيَمَّمُ.

''جن اہل علم سے ہم نے نقل کیا ہے، ان کا اجماع ہے کہ اگر مسافر کے پاس صرف وضو کے لیے پانی ہو اور اسے پیاس کا خدشہ ہو، تو وہ پانی کو پینے کے لیے رکھ لے اور (نماز کے لیے) تیمّم کر لے۔''

(الأوسط: 28/2)

❀ امام قوام السنہ اصبہانی رحمہ اللہ (۵۳۵ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ الْفُقَهَاءُ أَنَّ الْمُسَافِرَ إِذَا كَانَ مَعَهُ مَاءٌ وَخَافَ الْعَطَشَ، أَنَّهُ يُبْقِي مَاءَهُ لِلشُّرْبِ، وَيَتَيَمَّمُ.

''فقہا کا اجماع ہے کہ اگر مسافر کے پاس (وضو برابر) پانی ہو اور اسے پیاس کا اندیشہ ہو، تو وہ پانی کو پینے کے لیے رکھ لے اور (نماز کے لیے) تیمّم کر لے۔''

(شرح صحيح البخاري: 344/2)

سوال: رضاعت کبیر کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

جواب: اسلام عقل اور منطق کا مخالف ہرگز نہیں ہے، لیکن صرف اپنی خواہشات اور تعصّبات کو عقل کا نام دے کر اسلام کو اس سے ٹکرا دیجیے تو نتائج برے ہی آتے ہیں، کوئی خاتون دو سال سے بڑے لڑکے یا جوان مرد کو دودھ نہیں پلا سکتی، یہ اسلام کا قاعدہ، قانون اور ضابطہ ہے۔

لیکن اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو یہ اتھارٹی دے رکھی ہے کہ آپ اسلام کے کسی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قاعدے سے اللہ کے اذن سے کسی شخص کو مستثنیٰ کر سکتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک عجیب طرح کا کیس سامنے آیا، یہ سیدہ سہلہ بنت سہیل رضی اللہ عنہا اور سالم مولیٰ ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ کا معاملہ ہے، ہوا کچھ یوں کہ ابو حذیفہ رضی اللہ عنہا نے سالم کو منہ بولا بیٹا بنا لیا تھا، آپ سیدہ سہلہ رضی اللہ عنہا کے پاس رہتے اور ان کے بیٹے شمار کیے جاتے تھے۔

پھر اللہ کا حکم آ گیا کہ متبنی کو اس کے اصل باپ کی طرف ہی منسوب کریں:

﴿اُدْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ﴾(الأحزاب: 5)

”لے پالک بیٹوں کو ان کے والد کے نام سے پکارو، یہ اللہ کے ہاں زیادہ انصاف والی بات ہے۔“

حکم مان لیا گیا، لیکن مشکل یہ ہوئی کہ اس حکم کے بعد لازمی طور پر سیدہ سہلہ رضی اللہ عنہا کو سالم سے پردہ کرنا تھا، تو جس کو بیٹا بنا کر پالا ہو، اس سے پردہ کرنا اور یک لخت اس سے جدا ہو جانا، سہلہ رضی اللہ عنہا پر گراں گزرا، ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ بھی بہت پریشان ہوئے۔

تب سیدہ سہلہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے پاس چلی آئیں، عرض کیا: اللہ کے رسول! یہ معاملہ درپیش ہے، فرمایا:

أَرْضِعِيهِ، قَالَتْ: وَكَيْفَ أُرْضِعُهُ؟ وَهُوَ رَجُلٌ كَبِيرٌ، فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ: قَدْ عَلِمْتُ أَنَّهُ رَجُلٌ كَبِيرٌ.

”آپ اسے دودھ پلا دیں، کہنے لگیں: دودھ کیسے پلا دوں، وہ تو بڑے ہو گئے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ مسکرائے، فرمایا: مجھے معلوم ہے کہ وہ بڑے ہو چکے ہیں۔“

(صحیح مسلم: 1453، المُنتقیٰ لابن الجارود: 690)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اسلامی احکام کی رو سے، یہ حدیث بالکل صحیح اور ثابت ہے،اس میں دورائے نہیں، کیونکہ عمومی قاعدہ دودھ نہ پلانے کا سہی، لیکن کسی ایک شخص کو استثنا دے دینا رسول اللہ ﷺ کا اختیار ہے،سو آپ نے اپنا اختیار استعمال کیا اور یہ اللہ کی اجازت سے ہوا۔

❁ قوام السنہ اصبہانی رحمہ اللہ (۵۳۵ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا الْحَدِيثُ مَخْصُوصٌ، وَالدَّلِيلُ عَلٰى خُصُوصِهٖ إِجْمَاعُ الْعُلَمَاءِ أَنَّ رَضَاعَ الْكَبِيرِ لَا يُحَرِّمُ.

”سہلہ بنت سہیل رضی اللہ عنہا کی یہ حدیث (سالم رضی اللہ عنہ کے ساتھ) خاص ہے، اس کے خاص ہونے کی دلیل علما کا اجماع ہے کہ رضاعت کبیر سے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔“

(التّحرير في شرح مسلم، ص 287)

حدیث سہلہ رضی اللہ عنہا کی سند بھی صحیح ہے، بیان کرنے والے سچے ہیں، ائمہ ہیں، ان کو جھوٹ بولتے نہیں دیکھا گیا، بلکہ بعداز تحقیق بسیار ان کو سچا پایا گیا، پھر قرآنی حکم کے مطابق ان کی دی ہوئی خبر کو قبول کرلیا گیا، یہ حدیث عقل اور منطق کے کسی ایک تقاضے کے مخالف نہیں، رسول اللہ ﷺ سے اس کا ثبوت قطعی ہے۔

لیکن ملحدین، منکرین حدیث اور عقل پرستوں نے اپنی عادت کے مطابق اس حدیث پر مختلف طریقوں سے اعتراضات وارد کر رکھے ہیں، ملحدین کو یہ چیز شرم وحیا کے منافی نظر آتی ہے، حالانکہ یہ وہی لوگ ہیں، جن کے نزدیک سرے سے شادی کی ضرورت تک محسوس نہیں کی جاتی، مردوزن کے ہمہ جہتی تعلقات ان کا من پسند موضوع ہیں، اس سلسلہ میں اسلام کو ہدف تنقید بھی بناتے رہتے ہیں، لیکن یہاں آن کر ان کو شرم وحیا یاد آجاتی ہے!

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح جدید منکرین حدیث کا معاملہ ہے، جو کلی طور پر احادیث کے انکار کی جرأت نہیں پاتے، لیکن کچھ نہ کچھ احادیث کے مضمون کو سمجھے بغیر ان پر رد کرنا اپنا فرض منصبی سمجھ لیتے ہیں، وہ اسے اپنے ایمان کا تقاضہ بھی قرار دیتے ہیں، و لے حیرت، کہ ان کا ایمان پوری امت سے بڑھ گیا ہے؟ کیا یہ لوگ بخاری، مسلم اور احمد بن حنبل کیسے ائمہ سنت سے زیادہ غیور واقع ہوئے ہیں، پوری امت نے قرن ہا قرن اس حدیث کو تلقی بالقبول سے نوازا ہے، فقہا نے اس حدیث پر اختلافات کی بنیاد رکھی ہے، استنباط و استدلالات کئے ہیں، لیکن کسی ایک نے بھی نہیں کہا کہ مذکورہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں ہوسکتی، یا عقل کے تقاضے اس سے ابا کرتے ہیں۔

وہ لوگ اصول تحقیق اور عقل و منطق سے اچھی طرح واقف تھے، وہ اسلام کے مزاج کو بھی سمجھتے تھے، اسی لئے ان کو اس حدیث میں قابل اعتراض چیز نظر نہیں آئی، وہ قبول کرتے آئے، محدثین، شارحین حدیث، فقہا، متکلمین اور خطبا اس پر اپنے استدلال کی بنیادیں رکھتے رہے۔

بجا کہ ایک خاتون ایک مرد کو دودھ نہیں پلا سکتی، لیکن کسی کا استثنا بھی تو ہوسکتا ہے، یہ ویسا ہی استثنا سمجھ لیجئے، جیسا استثنا عمومی حالات میں ہوتا ہے، ایک خاتون عام مردوں کے سامنے برہنہ نہیں ہوسکتی، لیکن اپنے خاوند کے ساتھ بعد از برہنگی معاملات بھی طے کرتی ہے، اس کو کوئی بھی بے حیائی اور بے شرمی نہیں کہتا، بلکہ اس کو ضروری امر قرار دیا جاتا ہے، جب ان معاملات میں ایک خاتون کے لئے ایک مرد کا استثنا ثابت ہوجانے سے وہ بے حیا نہیں ہوجاتے، تو ایک منہ بولے بیٹے کو بڑی عمر میں دودھ پلا دینے سے ایک ماں بے حیا کیوں کر ہوگئی؟ یا اس میں حیا کے منافی پہلو کون سے آ گئے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

امت کے ایک خاص ماں بیٹے کا معاملہ تھا، سالم کو منہ بولے بیٹے سے رضاعی بیٹا بنانا تھا، اس کے لئے مذکورہ فعل سے بہتر کوئی راستہ موجود نہیں تھا، سو یہی راستہ اختیار کر لیا گیا۔

یہ ایک صحابی کے لئے رخصت ہے کہ اس کا پریشان رہنا اللہ کو منظور نہ تھا، وہ تو وہ لوگ تھے، اللہ پر قسم اٹھا لیتے تھے، تو اللہ ان کی قسموں کی لاج رکھ لیا کرتا تھا، ایک صحابی کی گواہی کو دو کے برابر قرار دے دیا جاتا تھا، ان کو اگر قربانی کا مطلوب جانور نہیں ملتا تھا، تو ان کو کھیرے جانور کی قربانی کی اجازت دے دی جاتی تھی، بعینہ یہ رخصت بھی دے دی گئی تھی۔

اب یہاں کوئی اعتراض اٹھا سکتا ہے کہ سالم نے اس عورت کو چھوا بھی ہوگا، جبکہ چھونا حرام ہے، اس اعتراض کا جواب مگر صدیوں پہلے دیا جا چکا ہے۔

❀ شارح صحیح مسلم، حافظ نووی (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

قَالَ الْقَاضِي : لَعَلَّهَا حلَبَتْهُ ثُمَّ شَرِبَهُ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَمَسَّ ثَدْيَهَا وَلَا الْتَقَتْ بَشَرَتَاهُمَا وَهٰذَا الَّذِي قَالَهُ الْقَاضِي حَسَنٌ وَيَحْتَمِلُ أَنَّهُ عُفِيَ عَنْ مَسِّهِ لِلْحَاجَةِ كَمَا خُصَّ بِالرَّضَاعَةِ مَعَ الْكِبَرِ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

”قاضی عیاض رحمہ اللہ کہتے ہیں: ممکن ہے کہ سیدہ سہلہ رضی اللہ عنہا نے سالم کو دودھ نکال کر دے دیا ہو اور انہوں نے پی لیا ہو، سینے کو نہ چھوا ہو، دونوں کے جسم آپس میں نہ ملے ہوں، قاضی رحمہ اللہ کی یہ بہت خوب صورت توجیہ ہے۔ یہاں ایک دوسری صورت بھی ممکن ہے، وہ یوں کہ جب ایک شخص کو خاص طور پر دودھ پینے کی اجازت دی جا سکتی ہے، اسے چھونے میں بھی عام قاعدے سے استثنا مل سکتا ہے۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(شرح صحیح مسلم : 10/31)

آخر میں ہم اسی مسئلہ کے ایک اہم جزو کی طرف اشارہ کریں گے کہ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور متاخرین میں سے حافظ ابن حزم رحمہ اللہ وغیرہ نے رضاعت کبیر کو جائز قرار دیا ہے اور اسی حدیث کو بنیاد بنایا ہے، شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور علامہ شوکانی رحمہ اللہ بحالت مجبوری اس چیز کے جواز کے قائل تھے، یعنی یہ بزرگ اور خود ہماری ماں، اس حدیث کو صحیح تسلیم کرتی تھیں، تب ہی تو اس سے استدلال بھی جائز سمجھتی تھیں، وگرنہ اس سے استدلال لینے کی کوئی وجہ نہ تھی۔ وہ الگ بات کہ ان بزرگوں کا مذکورہ استدلال درست نہیں، کیونکہ خود دیگر ازواج مطہرات نے ماں جی عائشہ رضی اللہ عنہا سے اختلاف کیا تھا۔

❀ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

أَبٰی سَائِرُ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُدْخِلْنَ عَلَيْهِنَّ أَحَدًا بِتِلْكَ الرَّضَاعَةِ، وَقُلْنَ لِعَائِشَةَ : وَاللّٰهِ مَا نَرٰى هٰذَا إِلَّا رُخْصَةً أَرْخَصَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِسَالِمٍ خَاصَّةً، فَمَا هُوَ بِدَاخِلٍ عَلَيْنَا أَحَدٌ بِهٰذِهِ الرَّضَاعَةِ، وَلَا رَائِينَا .

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام بیویوں نے اس سے انکار کیا کہ کوئی اس طرح رضاعت کا رشتہ ثابت کرلے، وہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرماتی تھیں کہ بخدا! یہ چیز ایک رخصت تھی، جو سیدنا سالم رضی اللہ عنہ کے ساتھ خاص تھی، اس قسم کی رضاعت کی بنا پر کوئی شخص ہمارے پاس نہ آئے اور نہ ہم کو دیکھے۔“

(صحیح مسلم : 1454)

اس پر بھی غور کیجیے کہ امہات المومنین نے بھی ہرگز اس روایت سے انکار نہیں کیا، بلکہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

انہوں نے بھی اس کو رخصت سے تعبیر کیا، لیکن آج کچھ بد بخت شاید امت کی ماؤں سے بھی زیادہ غیور واقع ہوئے ہیں، تف ہے ان کی اس سوچ پر!

سوال: کیا عید کی رات پیدا ہونے والے بچے پر صدقہ فطر ہے؟

جواب: عید کا چاند طلوع ہونے کے بعد پیدا ہونے والے بچے پر صدقہ فطر نہیں ہے، کیونکہ صدقہ فطر رمضان کی صدقہ ہے اور عید کا چاند طلوع ہوتے ہی رمضان کا اختتام ہو جاتا ہے اور شوال کا آغاز ہو جاتا ہے۔ دراصل صدقہ رمضان کی ادائیگی کے لیے یہ حکم ہے کہ یکم شوال کو عید کے لیے نکلنے سے پہلے پہلے ادا کیا جائے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

فَرَضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَةَ رَمَضَانَ عَلَى الْحُرِّ وَالْعَبْدِ، وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثٰى صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ، أَوْ صَاعًا مِّنْ شَعِيرٍ.

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان میں صدقہ فطر فرض کیا ہے، جو ہر مسلمان آزاد، غلام، مرد، عورت پر کھجور یا جو کا ایک صاع ہے۔“

(صحيح البخاري: 1504، صحيح مسلم: 984)

سوال: درج ذیل حدیث کا مفہوم کیا ہے؟

❁ سیدنا معاویہ بن حکم سُلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

قُلْتُ: وَمِنَّا قَوْمٌ يَّخُطُّونَ، قَالَ: كَانَ نَبِيٌّ يَّخُطُّ فَمَنْ وَافَقَ خَطَّهٗ فَذَاكَ.

”میں نے عرض کیا: (اللہ کے رسول!) ہم میں سے کچھ لوگ خط (لکیریں) کھینچتے ہیں؟ فرمایا: ایک نبی خط کھینچا کرتے تھے، پس جس کا خط اُن کے موافق

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ہو گیا، وہ تو درست ہے۔“

(صحیح مسلم : 537)

(جواب): لکیریں کھینچ کر کہانت لینا حرام ہے۔ متعدد احادیث میں اس سے منع کیا گیا ہے، کیونکہ غیب اور مستقبل کی خبر صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔

حدیث میں کسی نبی کے لکیریں کھینچنے کا ذکر کیا گیا ہے، بعید نہیں کہ وہ نبی وحی یا الہام کی روشنی میں لکیریں کھینچتے تھے، یا یہ ان کا معجزہ ہو سکتا ہے، پھر رسول اللہ ﷺ نے لکیریں کھینچنے کے جواز کو اس شرط سے معلق کیا کہ وہ اس نبی کی کھینچی گئی لکیروں کے موافق ہو۔ اب چونکہ نبی کی لکیروں کا کسی کو علم نہیں، لہٰذا اُن سے یقینی موافق بھی ممکن نہیں، یوں لکیریں کھینچ کر کہانت کرنے کے لیے اس حدیث کو دلیل نہیں بنایا جا سکتا، بلکہ یہ کہانت کے عدم جواز کی دلیل ہے، کیونکہ کسی کے پاس یقینی علم نہیں کہ اس کی لکیریں اس نبی کی لکیروں کے موافق ہیں۔

(سوال): درج ذیل حدیث کا مفہوم کیا ہے؟

❀ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ، إِلَّا وَقَدْ وُكِّلَ بِهِ قَرِينُهُ مِنَ الْجِنِّ قَالُوا : وَإِيَّاكَ؟ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ : وَإِيَّايَ، إِلَّا أَنَّ اللّٰهَ أَعَانَنِي عَلَيْهِ فَأَسْلَمَ، فَلَا يَأْمُرُنِي إِلَّا بِخَيْرٍ .

”ہر ایک کے ساتھ ایک جن (شیطان) مقرر کیا گیا ہے، صحابہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! کیا آپ کے ساتھ بھی ہے؟ فرمایا: جی ہاں، میرے ساتھ بھی ہے، مگر اللہ تعالیٰ نے اس پر میری مدد کی ہے، وہ مطیع ہو گیا ہے، اب وہ مجھے صرف خیر کا ہی حکم دیتا ہے۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

(صحيح مسلم : 2814)

جواب: ہر انسان کے ساتھ مؤکل جن ہوتا ہے، جو اسے گناہ پر ابھارتا ہے، نبی کریم ﷺ کے ساتھ بھی تھا، مگر اللہ تعالیٰ کی مدد سے وہ جن مطیع ہو گیا تھا، وہ نبی کریم ﷺ کو کبھی بھی گناہ کی دعوت نہیں دیتا تھا، بلکہ خیر و بھلائی کا ہی کہتا تھا۔

اس کا معنی یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وہ جن مسلمان ہو گیا تھا۔ ان دونوں صورتوں میں «فَأَسْلَمَ» (میم پر زبر) ہوگا۔

«فَأَسْلَمُ» (میم پر پیش) کی صورت میں معنی یہ ہوگا کہ اللہ کی مدد سے میں اس جن سے محفوظ ہو گیا ہوں۔

سوال: درج ذیل حدیث کا مفہوم کیا ہے؟

سیدنا اغر مزنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّهُ لَيُغَانُ عَلٰى قَلْبِي، وَإِنِّي لَأَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ فِي الْيَوْمِ مِائَةَ مَرَّةٍ.

''میرے دل پر ہلکی کی جھلی بن جاتی ہے اور میں (اسے زائل کرنے کے لیے) دن میں سو مرتبہ اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہوں۔''

(صحيح مسلم : 2702)

جواب: نبی کریم ﷺ استغفار کی فضیلت بیان فرما رہے ہیں کہ میں اللہ کا نبی ہونے کے باوجود دن میں سو مرتبہ استغفار کرتا ہوں، کیونکہ اگر میں استغفار نہ کروں تو میرے بھی دل پر پردہ سا چھا جائے، تو جب میرے لیے استغفار ضروری ہے، تو اُمتیوں کے لیے بالاولیٰ ضروری ہے۔

❀ امام ابو عبید رحمہ اللہ (۲۲۴ھ) فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

يَعْنِي أَنَّهُ يَتَغَشَّى الْقَلْبَ مَا يُلْبِسُهُ .

''اس حدیث سے مراد یہ ہے کہ دل پر ایسی چیزیں چھا جاتی ہیں، جو اسے ڈھانک لیتی ہیں۔''

(غريب الحديث : 137/1)

سوال : اس حدیث کا کیا مطلب ہے؟

❀ سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الَّذِي تَدْعُونَهُ أَقْرَبُ إِلٰى أَحَدِكُمْ مِنْ عُنُقِ رَاحِلَةِ أَحَدِكُمْ .

''جس (معبود) کو آپ پکارتے ہیں، وہ آپ سے آپ کی سواری کی گردن سے زیادہ قریب ہے۔''

(صحيح البخاري : 2992، صحيح مسلم : 2704، واللّفظ لهٗ)

جواب : اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کی قربت سے مراد اس کا علم ہے۔ اللہ تعالیٰ کا علم جمیع مخلوقات کو محیط ہے۔ اسے علمی معیت کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ذات کے اعتبار سے عرش پر مستوی ہے، جیسا کہ اس کے شایان شان ہے۔ اس پر اہل سنت والجماعت کا اجماع ہے۔

❀ امام ترمذی رحمہ اللہ یہ حدیث بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

مَعْنٰی قَوْلِهٖ : بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ رُؤُوسِ رِحَالِكُمْ، إِنَّمَا يَعْنِي عِلْمَهُ وَقُدْرَتَهُ .

''اس فرمان نبوی کی مراد یہ ہے کہ اللہ کا علم اور قدرت تمہارے ساتھ ہے۔''

(سنن التّرمذي، تحت الحديث : 3374)

❀ علامہ ابن رجب رحمہ اللہ (۷۹۵ھ) فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لَمْ يَكُنْ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْهَمُونَ مِنْ هٰذِهِ النُّصُوصِ غَيْرَ الْمَعْنَى الصَّحِيحِ الْمُرَادِ بِهَا، يَسْتَفِيدُونَ بِذٰلِكَ مَعْرِفَةَ عَظَمَةِ اللّٰهِ وَجَلَالِهٖ، وَإِطْلَاعِهٖ عَلٰى عِبَادِهٖ وَإِحَاطَتِهٖ بِهِمْ، وَقُرْبِهٖ مِنْ عَابِدِيهِ، وَإِجَابَتِهٖ لِدُعَائِهِمْ، فَيَزْدَادُونَ بِهٖ خَشْيَةً لِّلّٰهِ وَتَعْظِيمًا وَّإِجْلَالًا وَّمُهَابَةً وَّمُرَاقَبَةً وَّاسْتِحْيَاءً، وَّيَعْبُدُونَهٗ كَأَنَّهُمْ يَرَوْنَهٗ، ثُمَّ حَدَثَ بَعْدَهُمْ مَنْ قَلَّ وَرَعُهٗ، وَسَاءَ فَهْمُهٗ وَقَصْدُهٗ، وَضَعُفَتْ عَظْمَةُ اللّٰهِ وَهَيْبَتُهٗ فِي صَدْرِهٖ، وَأَرَادَ أَنْ يُّرِيَ النَّاسَ امْتِيَازَهٗ عَلَيْهِمْ بِدِقَّةِ الْفَهْمِ وَقُوَّةِ النَّظْرِ، فَزَعَمَ أَنَّ هٰذِهِ النُّصُوصَ تَدُلُّ عَلٰى أَنَّ اللّٰهَ بِذَاتِهٖ فِي كُلِّ مَكَانٍ، كَمَا يُحْكٰى ذٰلِكَ عَنْ طَوَائِفَ مِنَ الْجَهْمِيَّةِ وَالْمُعْتَزِلَةِ وَمَنْ وَّافَقَهُمْ، تَعَالَى اللّٰهُ عَمَّا يَقُولُونَ عُلُوًّا كَبِيرًا، وَهٰذَا شَيْءٌ مَّا خَطَرَ لِمَنْ كَانَ قَبْلَهُمْ مِنَ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ، وَهٰؤُلَاءِ مِمَّنْ يَّتَّبِعُ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهٖ، وَقَدْ حَذَّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمَّتَهٗ مِنْهُمْ فِي حَدِيثِ عَائِشَةَ الصَّحِيحِ الْمُتَّفَقِ عَلَيْهِ، وَتَعَلَّقُوا أَيْضًا بِمَا فَهِمُوهُ بِفَهْمِهِمُ الْقَاصِرِ مَعَ قَصْدِهِمُ الْفَاسِدِ بِآيَاتٍ فِي كِتَابِ اللّٰهِ، مِثْلَ قَوْلِهٖ تَعَالٰى : ﴿وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ﴾(الحديد : ٤)،

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

وَقَوْلِهِ : ﴿مَا يَكُونُ مِنْ نَجْوٰى ثَلَاثَةٍ إِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ﴾(المجادلة : ٧)، فَقَالَ مَنْ قَالَ مِنْ عُلَمَاءِ السَّلَفِ حِينَئِذٍ : إِنَّمَا أَرَادَ أَنَّهُ مَعَهُمْ بِعِلْمِهِ، وَقَصَدُوا بِذٰلِكَ إِبْطَالَ مَا قَالَهُ أُولٰئِكَ، مِمَّا لَمْ يَكُنْ أَحَدٌ قَبْلَهُمْ قَالَهُ وَلَا فَهِمَهُ مِنَ الْقُرْآنِ .

”رسول اکرم ﷺ کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین ان آیات سے یہاں مراد صحیح معنی کے علاوہ کچھ نہیں سمجھتے تھے، وہ ان آیات سے اللہ کی عظمت وجلال، اپنے بندوں پر اطلاع، ان کے احاطہ، اپنے عبادت گزاروں سے قرب اور ان کی دعاؤں کی قبولیت کی معرفت حاصل کرتے تھے، پھر وہ اللہ کے ڈر، تعظیم، ہیبت، خیال اور حیا میں بڑھ جاتے تھے اور اس کی عبادت ایسے کرتے تھے، جیسے اسے دیکھ رہے ہوں۔ پھر ان کے بعد ایسے لوگ پیدا ہوئے جن کا تقویٰ کم ہو گیا اور قصد وفہم برا ہو گیا اور ان کے سینے میں اللہ کی ہیبت اور عظمت مانند پڑ گئی، انہوں نے ارادہ کیا کہ لوگوں کو اپنی منفرد دقت فہم اور قوت استدلال دکھائیں، تو یہ دعویٰ کر دیا کہ اللہ اپنی ذات کے اعتبار سے ہر جگہ ہے، جیسا کہ جہمیہ، معتزلہ اور ان کے ہم نواؤں سے بیان کیا جاتا ہے۔ اللہ ان کی باتوں سے منزہ ومبرا ہیں۔ یہ بات ان سے پہلے صحابہ کو سمجھ نہیں آئی۔ یہی وہ لوگ ہیں جو قرآن میں سے متشابہ آیات کے پیچھے پڑتے ہیں تاکہ ان کے ذریعے لوگوں کو دھوکہ دیں اور ان میں تاویلات تلاش کریں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا ہے کہ نبی ﷺ نے ان لوگوں سے بچنے کا حکم دیا ہے۔“

(فتح الباري لابن رجب : 331/2)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: درج ذیل حدیث کا معنی کیا ہے؟

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دعا پڑھا کرتے تھے:

...... أَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ، وَأَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُونَكَ شَيْءٌ ....

(صحيح مسلم : 2713)

جواب: اس حدیث کا معنی یہ ہے:

”(اے اللہ!) تو بلند ہے، تجھ سے کوئی چیز بلند نہیں، تو پوشیدہ چیزوں کو جانتا ہے، تجھ سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔“

❁ امام ابو بکر آجری رحمہ اللہ (۳٦٠ھ) فرماتے ہیں:

مِمَّا يَحْتَجُّ بِهِ الْحُلُولِيَّةُ مِمَّا يُلَبِّسُونَ بِهِ عَلٰى مَنْ لَّا عِلْمَ مَعَهٗ، يَقُولُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ : ﴿هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ﴾ (الحديد : ٣)، وَقَدْ فَسَّرَ أَهْلُ الْعِلْمِ هٰذِهِ الْآيَةَ : هُوَ الْأَوَّلُ قَبْلَ كُلِّ شَيْءٍ مِّنْ حَيَاةٍ وَّمَوْتٍ، وَّالْآخِرُ بَعْدَ كُلِّ شَيْءٍ بَعْدَ الْخَلْقِ، وَهُوَ الظَّاهِرُ فَوْقَ كُلِّ شَيْءٍ، يَعْنِي مَا فِي السَّمَاوَاتِ، وَهُوَ الْبَاطِنُ دُونَ كُلِّ شَيْءٍ يَّعْلَمُ مَا تَحْتَ الْأَرَضِينَ، وَدَلَّ عَلٰى هٰذَا آخِرُ الْآيَةِ : ﴿وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ﴾ (الحديد : ٣).

”حلولیہ کی ایک دلیل، جس سے جاہل لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں، یہ آیت کریمہ ہے: ﴿هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ﴾ (الحديد : ٣) ”وہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اوّل ہے، آخر ہے، ظاہر ہے اور باطن ہے۔'' حالانکہ اہل علم نے اس آیت کی تفسیر یہ کی ہے کہ اللہ کے اوّل ہونے سے مراد اس کا ہر چیز، یعنی زندگی اور موت سے پہلے ہونا ہے اور اس کے آخر ہونے سے مراد تمام مخلوقات کے ختم ہونے کے بعد باقی رہنا ہے۔ اس کے ظاہر ہونے سے مراد آسمانوں کی ہر مخلوق سے اوپر اور بلند ہونا ہے اور اس کے باطن ہونے سے مراد یہ ہے کہ وہ زمینوں کے نیچے موجود چیزوں کو بھی خوب جانتا ہے۔ اس کی دلیل اسی آیت کا آخری ٹکڑا ہے، فرمانِ الٰہی ہے: ﴿وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ﴾ (الحديد : ٣)

''وہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔''

(كتاب الشّريعة : 1100/3)

سوال: حدیث مسلم (۲۷۳۲) میں سیدہ اُم درداء رضی اللہ عنہا کے قول: حَدَّثَنِي سَيِّدِي سے کیا مراد ہے؟

جواب: اس سے مراد سیدہ اُم درداء رضی اللہ عنہا کے خاوند سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ ہیں۔ ''سید'' کا لفظ شوہر کے لیے بھی مستعمل ہے۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَأَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَى الْبَابِ﴾ (يوسف : ٢٥)

''ان دونوں نے عورت کے شوہر کو دروازے پر پایا۔''

سوال: کیا عدت طلاق میں عورت گھر سے باہر نکل سکتی ہے؟

جواب: عدت طلاق میں عورت گھر سے باہر نہیں نکل سکتی، البتہ شدید ضرورت کی صورت میں گنجائش ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿لَا تُخْرِجُوهُنَّ مِنْ بُيُوتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ﴾(الطّلاق : ١)

”(اے شوہرو!) تم انہیں (بیویوں کو) اُن کے گھر سے مت نکالو، نہ (عدت کے دوران) وہ خود گھر سے نکلیں۔“

❁ امام ابن شہاب زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں

الْمَبْتُوتَةُ لَا تَخْرُجُ مِنْ بَيْتِهَا، حَتّٰى تَحِلَّ، وَلَيْسَتْ لَهَا نَفَقَةٌ، إِلَّا أَنْ تَكُونَ حَامِلًا، فَيُنْفَقُ عَلَيْهَا حَتّٰى تَضَعَ حَمْلَهَا.

”طلاقِ بتہ والی عورت عدت ختم ہونے تک گھر سے باہر نہیں نکلے گی۔اس کے لیے نفقہ بھی نہیں ہوگا، ہاں حاملہ ہو، تو وضعِ حمل تک خرچہ شوہر کے ذمہ ہے۔“

(مؤطأ الإمام مالك : 837/4، وسندهٗ صحيحٌ)

سخت ضرورت یا عذر ہو، تو مطلقہ گھر سے باہر نکل سکتی ہے، رجعی اور بائن طلاق دونوں میں یہی حکم ہے۔

❁ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

طُلِّقَتْ خَالَتِي، فَأَرَادَتْ أَنْ تَجُدَّ نَخْلَهَا، فَزَجَرَهَا رَجُلٌ أَنْ تَخْرُجَ، فَأَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ : بَلٰى فَجُدِّي نَخْلَكِ، فَإِنَّكِ عَسٰى أَنْ تَصَدَّقِي، أَوْ تَفْعَلِي مَعْرُوفًا.

”میری خالہ کو طلاق ہوئی، انہوں نے (دوران عدت) اپنے باغ کی کھجوریں اُتارنے کا ارادہ کیا، تو ایک شخص نے انہیں باہر نکلنے سے سختی سے منع کیا، وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں، (باہر نکلنے کی اجازت مانگی)، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فرمایا: کیوں نہیں، آپ اپنے باغ کا پھل اتاریں، کیونکہ ہوسکتا ہے کہ آپ صدقہ کریں یا کوئی نیکی کا کام کریں۔" (صحیح مسلم:1483)

سوال: کیا گائے کے دودھ میں شفا ہے؟

جواب: گائے کے دودھ میں شفا ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ دَاءٍ إِلَّا وَقَدْ أَنْزَلَ لَهٗ شِفَاءً وَفِي أَلْبَانِ الْبَقَرِ شِفَاءٌ مِنْ كُلِّ دَاءٍ .

"اللہ تعالیٰ نے کوئی ایسی بیماری نہیں اتاری، جس کی شفا نازل نہ کی ہو۔ گائے کے دودھ میں ہر بیماری کے لیے شفا ہے۔"

(المستدرك للحاكم : 194/4، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام حاکم رحمہ اللہ نے مسلم کی شرط پر "صحیح" قرار دیا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے موافقت کی ہے۔

❁ مسند بزار (۳۰۰) اور السنن الکبری للنسائی (۷۵۶۸) کے الفاظ ہیں:

فِي أَلْبَانِ الْبَقَرِ شِفَاءٌ .

"گائیوں کے دودھ میں شفا ہے۔"

❁ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

عَلَيْكُمْ بِأَلْبَانِ الْبَقَرِ فَإِنَّهَا تَرِمُّ مِنْ كُلِّ شَجَرٍ، وَهُوَ شِفَاءٌ مِّنْ كُلِّ دَاءٍ .

"گائے کا دودھ ضرور پیا کریں، کیونکہ وہ ہر درخت چرتی ہے۔ اس کے دودھ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں ہر بیماری کی شفا ہے۔''

(المستدرك للحاكم : 403/4، وسندهٗ صحيحٌ)

اسے امام حاکم رحمہ اللہ نے ''صحیح الاسناد'' کہا ہے اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے۔

❀ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے کہا: اللہ کے رسول! کیا ہم دوائی استعمال کر سکتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

نَعَمْ، تَدَاوُوا، بِأَنَّ اللّٰهَ لَمْ يُنْزِلْ دَاءً إِلَّا أَنْزَلَ لَهٗ دَوَاءً، عَلَيْكُمْ بِأَلْبَانِ الْبَقَرِ، فَإِنَّهَا تَرِمُّ مِنَ الشَّجَرِ .

''جی ہاں، دوائی استعمال کیا کریں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کوئی ایسی بیماری نہیں اتاری، جس کی شفا نازل نہ کی ہو۔ آپ گائیوں کا دودھ ضرور استعمال کیا کریں، کیونکہ وہ (تمام) درختوں سے چرتی ہیں۔''

(الجَعديات لأبي القاسم البغوي : 2164، وسندهٗ حسنٌ)

سوال: کیا کتا نجس العین ہے؟

جواب: کتا نجس العین ہے۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا شَرِبَ الْكَلْبُ فِي إِنَاءِ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْسِلْهُ سَبْعًا .

''جب کتا کسی کے برتن سے پی جائے، تو اس برتن کو سات دفعہ دھوئیں۔''

(صحيح البخاري : 172، صحيح مسلم : 279)

اس حدیث سے علما ثابت کرتے ہیں کہ کتا نجس العین ہے، نجس العین کی خرید وفروخت جائز نہیں۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

✿ امام قوام السنہ، اصبہانی رحمہ اللہ (۵۳۵ھ) فرماتے ہیں:

نَحْنُ نَقُولُ: حَيَوَانٌ يُغْسَلُ الْإِنَاءُ مِنْ وُلُوغِهِ فَوَجَبَ أَنْ يَّكُونَ نَجِسَ الْعَيْنِ قِيَاسًا عَلَى الْخِنْزِيرِ .

”ہم کہتے ہیں: جس حیوان کے منہ ڈالنے سے برتن کو دھونا واجب ہو، ضروری ہے کہ خنزیر کی طرح وہ بھی نجس العین ہو۔“

(شرح صحيح البخاري: 4/99)

✿ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

فِيهِ دَلِيلٌ عَلٰى أَنَّهٗ لَا يَصِحُّ بَيْعُ الْكَلْبِ، مُعَلَّمًا كَانَ أَوْ غَيْرَ مُعَلَّمٍ؛ لِأَنَّهٗ نَجِسٌ، وَالنَّجِسُ لَا يَجُوزُ بَيْعُهٗ .

”یہ اس بات پر دلیل ہے کہ کتے کی بیع درست نہیں، چاہے وہ سکھایا ہوا کتا ہو یا سکھایا ہوا نہ ہو، کیوں کہ کتا نجس ہے اور نجس چیز کی بیع جائز نہیں۔“

(الإيجاز في شرح سنن أبي داود، ص 319)

سوال: کیا لڑکی منگنی کے لیے زیب و زینت اختیار کر سکتی ہے؟

جواب: جس لڑکی سے منگنی کا ارادہ ہو، اسے دیکھا جا سکتا ہے، نیز لڑکی بھی زیب و زینت اختیار کر سکتی ہے۔

✿ سبیعہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کے بارے میں ہے:

تَجَمَّلَتْ لِلْخُطَّابِ .

”آپ رضی اللہ عنہا نے منگنی کے لیے آنے والوں کے لیے زیب و زینت اختیار کی۔“

(صحيح البخاري: 3991)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۵۸)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: کیا اللہ تعالیٰ نے قرآن کو صوت و حروف سے کلام کیا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو صوت و حروف سے تکلم کیا ہے۔ قرآن اللہ تعالیٰ کا حقیقی کلام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے کلام کیا اور جبریل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے سنا اور جبریل سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا۔ اس کے الفاظ اور معانی دونوں اللہ تعالیٰ کے ہیں۔

❁ علامہ سجزی رحمہ اللہ (۴۴۴ھ) فرماتے ہیں:

اَلْإِجْمَاعُ مُنْعَقِدٌ بَیْنَ الْعُقَلَاءِ عَلٰی کَوْنِ الْکَلَامِ حَرْفًا وَصَوْتًا .

”علوم عقلیہ کے ماہرین کا اجماع ہے کہ کلام حروف اور صوت (آواز) پر مشتمل ہوتا ہے۔“

(رِسالة السّجزي، ص 118)

قرآن بھی اللہ کا کلام ہے، لہٰذا لامحالہ اللہ تعالیٰ نے اسے صوت و حروف سے کلام کیا ہے، ورنہ اسے کلام نہیں کہا جا سکتا۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا قَضَى اللّٰهُ الْأَمْرَ فِي السَّمَاءِ، ضَرَبَتِ الْمَلَائِكَةُ بِأَجْنِحَتِهَا خُضْعَانًا لِقَوْلِهِ .

”جب اللہ تعالیٰ آسمان میں کوئی فیصلہ کرتا ہے، تو فرشتے اللہ تعالیٰ کے فرمان کی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اطاعت گزاری میں اپنے پروں کو مارتے ہیں۔“

(صحيح البخاري :4701)

۞ امام بخاری رحمہ اللہ (۲۵۶ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يُنَادِي بِصَوْتٍ يَسْمَعُهُ مَنْ بَعُدَ كَمَا يَسْمَعُهُ مَنْ قَرُبَ ...... وَفِي هَذَا دَلِيلٌ أَنَّ صَوْتَ اللّٰهِ لَا يُشْبِهُ أَصْوَاتَ الْخَلْقِ، لِأَنَّ صَوْتَ اللّٰهِ جَلَّ ذِكْرُهُ يُسْمَعُ مِنْ بُعْدٍ كَمَا يُسْمَعُ مِنْ قُرْبٍ، وَأَنَّ الْمَلَائِكَةَ يُصْعَقُونَ مِنْ صَوْتِهِ .

”بے شک اللہ تعالیٰ آواز کے ساتھ ندا لگاتا ہے، جسے قریب وبعید والے سب سنتے ہیں۔......اس میں دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ کی آواز مخلوق کی آواز کے مشابہ نہیں ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی آواز کو قریب سے بھی سنا جاتا ہے اور دور سے بھی، نیز فرشتے اللہ تعالیٰ کی آواز سن کر بے ہوش ہو جاتے ہیں۔“

(خلق أفعال العباد، ص 98)

۞ امام قوام السنہ، اصبہانی رحمہ اللہ (۵۳۵ھ) فرماتے ہیں:

فِي الْحَدِيثِ دَلِيلٌ أَنَّ كَلَامَ اللّٰهِ قَوْلٌ يُسْمَعُ .

”یہ حدیث دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کلام ایسا قول ہے، جسے سنا جا سکتا ہے (یعنی اللہ تعالیٰ آواز کے ساتھ کلام کرتا ہے، جو حروف پر مشتمل ہوتی ہے)۔“

(شرح صحيح البخاري : 586/4)

۞ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

إِذَا تَكَلَّمَ اللّٰهُ بِالْوَحْيِ سَمِعَ أَهْلُ السَّمَاءِ .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”جب اللہ تعالیٰ وحی کے ساتھ کلام کرتا ہے، تو آسمان والے فرشتے سنتے ہیں۔“

(التّوحيد لابن خزيمة :351/1، وسندهٗ صحيحٌ)

جہمیہ، متکلمین میں سے معتزلہ، کلابیہ، اشاعرہ سارے کے سارے قرآن کریم کے حقیقی کلام ہونے میں گمراہ ہیں اور عقیدہ اہل سنت سے منحرف ہیں۔

سوال: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں کیا عقیدہ ہونا چاہیے؟

جواب: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بعد والوں پر فضیلت حاصل ہے، انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا شرف حاصل ہوا، تمام صحابہ جنتی ہیں، سب مغفور ومرحوم ہیں۔

❀ حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

جَمَاعَةُ أَهْلِ السُّنَّةِ وَهُمْ أَهْلُ الْفِقْهِ وَالْآثَارِ عَلٰى تَقْدِيمِ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَتَوَلِّي عُثْمَانَ وَعَلِيٍّ وَجَمَاعَةِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَذِكْرِ مَحَاسِنِهِمْ وَنَشْرِ فَضَائِلِهِمْ وَالْاِسْتِغْفَارِ لَهُمْ، وَهٰذَا هُوَ الْحَقُّ الَّذِي لَا يَجُوزُ عِنْدَنَا خِلَافُهٗ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ.

”اہل سنت والجماعت یعنی فقہا ومحدثین کا مذہب ہے کہ سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما کو تمام صحابہ پر مقدم کیا جائے، عثمان وعلی رضی اللہ عنہما اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت کی جائے، ان کے محاسن کو ذکر کیا جائے، فضائل کو نشر کیا جائے اور ان کے لیے استغفار کی جائے۔ یہی حق ہے، ہمارے نزدیک اس کی مخالف جائز نہیں، والحمد للہ!“

(الاستذكار : 110/5)

سوال: گناہوں کے بارے میں اہل سنت کا کیا مذہب ہے؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(جواب): اسلاف اُمت، صحابہ و تابعین کا متفقہ عقیدہ ہے کہ ایمان قول وعمل کا نام ہے، یہ بڑھتا گھٹتا ہے، نیکیوں سے اس میں اضافہ اور برائیوں سے اس میں کمی ہوتی ہے، البتہ ہر برائی سے کمی ایک جیسی نہیں ہوتی، بلکہ بعض گناہوں سے ایمان بالکل ختم ہو جاتا ہے، جیسے شرک، اللہ کو گالی دینا، نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخی وغیرہ، جبکہ بعض گناہوں سے ایمان بالکل ختم نہیں ہوتا، بلکہ اس میں کمی ہو جاتی ہے، ان میں سے بعض کبیرہ ہیں اور بعض صغیرہ، صغیرہ تو کبیرہ سے بچنے کی وجہ سے معاف ہو جاتے ہیں، لیکن کبیرہ کے لیے توبہ ضروری ہے۔ گناہ ہوتے تو کفر کے شعبہ جات ہی ہیں، لیکن ہر گناہ سے انسان کافر قرار نہیں دیا جا سکتا۔

✿ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

لٰكِنْ لَيْسَ كُلُّ مَنْ قَامَ بِهٖ شُعْبَةٌ مِنْ شُعَبِ الْكُفْرِ يَصِيرُ كَافِرًا الْكُفْرَ الْمُطْلَقَ، حَتّٰى تَقُومَ بِهٖ حَقِيقَةُ الْكُفْرِ، كَمَا أَنَّهٗ لَيْسَ كُلُّ مَنْ قَامَ بِهٖ شُعْبَةٌ مِنْ شُعَبِ الْإِيمَانِ يَصِيرُ مُؤْمِنًا حَتّٰى يَقُومَ بِهٖ أَصْلُ الْإِيمَانِ وَحَقِيقَتُهٗ.

”کفر کے ہر شعبہ کے ارتکاب سے آدمی کافر نہیں ہو جاتا، (بلکہ اس وقت تک کافر نہیں ہوگا) جب تک اس میں کفر کی حقیقت نہ پائی جائے، اسی طرح ہر شعبہ ایمان کی وجہ سے آدمی مومن نہیں بنتا، جب تک اس میں اصل ایمان اور اس کی حقیقت نہ پائی جائے۔“

(اقتضاء الصّراط المُستقیم: 237/1)

اہل سنت والجماعت کا اتفاق ہے کہ گناہوں میں سے بعض صغیرہ ہیں اور بعض کبیرہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔قرآن کریم اور احادیث صحیحہ اس پر شاہد ہیں۔گناہ کبیرہ کے مرتکب کے متعلق اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مشیت پر ہے، وہ چاہے، تو اپنے عدل کے ساتھ اسے عذاب دے اور چاہے، تو اپنے عفو وفضل کے ساتھ اسے معاف کر دے۔

❁ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

اَلذُّنُوبُ تَنْقَسِمُ إِلٰی صَغَائِرَ وَكَبَائِرَ بِنَصِّ الْقُرْآنِ وَالسُّنَّةِ، وَإِجْمَاعِ السَّلَفِ وَبِالْاِعْتِبَارِ .

”گناہوں کی صغائر وکبائر میں تقسیم قرآن، سنت، اجماع سلف اور قیاس سب دلائل سے ثابت ہے۔“

(مَدارج السّالكين :321/1)

❁ نیز فرماتے ہیں:

قَدْ دَلَّ الْقُرْآنُ وَالسُّنَّةُ وَإِجْمَاعُ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ بَعْدَهُمْ وَالْأَئِمَّةِ، عَلٰی أَنَّ مِنَ الذُّنُوبِ كَبَائِرَ وَصَغَائِرَ .

”قرآن، حدیث اور صحابہ، تابعین اور پوری امت کا اجماع ہے کہ گناہ صغائر اور کبائر میں تقسیم ہیں۔“

(الجواب الكافي :125/1)

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (۶۷۶ھ) فرماتے ہیں:

ذَهَبَ الْجَمَاهِيرُ مِنَ السَّلَفِ وَالْخَلَفِ مِنْ جَمِيعِ الطَّوَائِفِ إِلَی انْقِسَامِ الْمَعَاصِي إِلٰی صَغَائِرَ وَكَبَائِرَ وَهُوَ مَرْوِيٌّ أَيْضًا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَقَدْ تَظَاهَرَ عَلٰی ذٰلِكَ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

دَلَائِلُ مِنَ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَاسْتِعْمَالُ سَلَفِ الْأُمَّةِ وَخَلَفِهَا .

''جمہور متقدمین ومتاخرین گناہوں کی صغیرہ وکبیرہ پر تقسیم کے قائل ہیں، سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہی مروی ہے، اس پر کتاب وسنت کے دلائل اور سلف وخلف کی تصریحات واضح ہیں۔''

(شرح صحیح مسلم: 85/2)

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنْ تَجْتَنِبُوا كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُدْخَلًا كَرِيمًا﴾(النّساء: ٣١)

''اگر تم ان بڑے بڑے (گناہوں) سے بچو گے، جن سے تم کو منع کیا گیا ہے، تو ہم تم سے تمہاری برائیاں (صغیرہ گناہ) دور کر دیں گے اور تمہیں باعزت دخول (جنت) عطا کریں گے۔''

❁ نیز فرمایا:

﴿الَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كَبَائِرَ الْإِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ إِلَّا اللَّمَمَ﴾(النّجم: ٣٢)

''وہ لوگ جو بڑے بڑے گناہوں اور بے حیائی کے کاموں سے بچتے ہیں، ہاں صغیرہ (گناہ) ہو جاتے ہیں۔''

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ، وَالْجُمْعَةُ إِلَى الْجُمْعَةِ، وَرَمَضَانُ إِلَى رَمَضَانَ، مُكَفِّرَاتٌ مَا بَيْنَهُنَّ إِذَا اجْتَنَبَ الْكَبَائِرَ .

''جب کبیرہ گناہوں سے بچے، تو پانچ نمازیں، جمعہ سے جمعہ اور رمضان سے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

رمضان اپنے درمیان کے (صغیرہ) گناہوں کا کفارہ بن جاتے ہیں۔''

(صحیح مسلم : 233)

کبیرہ وصغیرہ کی تعریف:

❀ سب سے جامع تعریف یہ ہے:

''ہر وہ گناہ کبیرہ ہے، جن کے بارے میں اللہ نے اپنے غضب، لعنت، عذاب یا آگ کی وعید سنائی ہے۔''

یہی تعریف وہ قاعدہ وقانون بتاتی ہے جو ہر طرح کے اشکالات سے پاک ہے، کیونکہ اس کے تحت نصوص سے ثابت ہونے والے تمام کبیرہ گناہ آتے ہیں، نیز یہ سلف صالحین، صحابہ وتابعین اور ائمہ کرام سے منقول ہے۔

❀ سدی رحمہ اللہ فرمان الٰہی : ﴿نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ﴾ (النساء : ۳۱)

''ہم تم سے تمہاری برائیاں دور کردیں گے۔'' کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

الصَّغَائِرُ .

''ان برائیوں سے مراد صغیرہ گناہ ہیں۔''

(تفسير الطّبري : 658/6، وسندهٗ حسنٌ)

کبیرہ گناہوں کی تعداد:

اہل علم کا صرف کبیرہ گناہ کی تعریف ہی میں اختلاف نہیں، بلکہ ان کی تعداد میں بھی اختلاف ہے، کیا ان کی کوئی متعین تعداد ہے؟ اس بارے میں دو قول ہیں، بعض کے ہاں جن سے اللہ نے قرآن میں منع فرمادیا، وہ کبیرہ ہیں، جبکہ بعض کہتے ہیں، جن کی ممانعت کے ساتھ لعنت، غضب یا عذاب کی وعید موجود ہے، وہ کبیرہ ہیں، اور بعض کے نزدیک جن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پر دنیا میں حد یا آخرت میں وعید ہو، وہ کبیرہ ہیں۔

حاصل کلام یہ ہے کہ اہل علم کا اس پر تو اتفاق ہے کہ گناہ کبیرہ وصغیرہ دونوں طرح کے ہوتے ہیں، البتہ ان کی تعریف اور تعداد میں اختلاف ہے۔

❁ عوف بن ابی جمیلہ اعرابی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

قَامَ أَبُو الْعَالِيَةِ الرِّيَاحِيُّ عَلٰى حَلْقَةٍ أَنَا فِيهَا، فَقَالَ : إِنَّ نَاسًا يَقُولُونَ : الْكَبَائِرُ سَبْعٌ، وَقَدْ خِفْتُ أَنْ تَكُونَ الْكَبَائِرُ سَبْعِينَ أَوْ يَزِدْنَ عَلَى ذٰلِكَ .

''امام ابوالعالیہ ریاحی رحمہ اللہ لوگوں کی ایک جماعت کے پاس کھڑے ہوئے، میں بھی ان میں موجود تھا، آپ رحمہ اللہ نے فرمایا: لوگ کہتے ہیں کہ کبیرہ گناہ سات ہیں، لیکن مجھے ڈر ہے کہ وہ ستر یا اس سے بھی زیادہ ہوں گے۔''

(تفسير الطّبري : 651/6، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانُوا يَرَوْنَ أَنَّ الْكَبَائِرَ فِيمَا بَيْنَ أَوَّلِ هٰذِهِ السُّورَةِ (سُورَةِ النِّسَاءِ) إِلٰى هٰذَا الْمَوْضِعِ : ﴿إِنْ تَجْتَنِبُوا كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ﴾ (النساء : ٣١)

''صحابہ وتابعین سمجھتے تھے کہ کبیرہ گناہوں کا بیان سورہ النساء کے شروع سے لے کر آیت نمبر ۳۱ تک ہے۔''

(تفسير الطّبري : 642/6، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ زید بن اسلم رحمہ اللہ مذکورہ آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مِنَ الْكَبَائِرِ : الشِّرْكُ، وَالْكُفْرُ بِآيَاتِ اللّٰهِ وَرُسُلِهِ، وَالسِّحْرُ، وَقَتْلُ الْأَوْلَادِ، وَمَنْ دَعَا لِلّٰهِ وَلَداً أَوْ صَاحِبَةً، وَمِثْلُ ذٰلِكَ مِنَ الْأَعْمَالِ، وَالْقَوْلِ الَّذِي لَا يَصْلُحُ مَعَهُ عَمَلٌ، وَأَمَّا كُلُّ ذَنْبٍ يَصْلُحُ مَعَهُ دِينٌ، وَيُقْبَلُ مَعَهُ عَمَلٌ، فَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَغْفِرُ السَّيِّئَاتِ بِالْحَسَنَاتِ .

''کبیرہ گناہوں میں سے بعض یہ ہیں؛ شرک، اللہ کی آیات اور اس کے رسولوں کا انکار، جادو، اولاد کا قتل، اللہ کے لیے اولاد یا بیوی کا اثبات وغیرہ، نیز وہ اقوال جن کی وجہ سے عمل قبول نہیں ہوتا۔ البتہ جن گناہوں کے باوجود دین سلامت اور عمل قبول ہوتا ہے، ان کو اللہ تعالیٰ نیکیوں کے بدلے میں معاف کرتا رہتا ہے۔''

(تفسیر ابن أبي حاتم : 934/3، وسندهٗ حسنٌ)

❀ ابو العالیہ رحمہ اللہ فرمان الٰہی: ﴿بَلٰى مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَّأَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيئَتُهٗ﴾ (البقرة : ٨١) کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

الْكَبِيرَةُ الْمُوجِبَةُ .

''کبیرہ گناہ (جہنم کو) واجب کرنے والے ہوتے ہیں۔''

(تفسیر ابن أبي حاتم :159/1، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ سدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فرمان باری تعالیٰ: ﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذٰلِكَ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

لِمَنْ يَّشَآءُ﴾(النّساء : ٤٨) سے مراد کبیرہ گناہوں سے بچنے والے مسلمان ہیں۔

(تفسير الطّبري : 10434، وسندهٗ حسنٌ)

مرتکب کبیرہ کا حکم:

یہ ایسا موضوع ہے، جس میں بہت سے لوگوں کو ٹھوکر لگی ہے، ان کے اذہان مضطرب ہو گئے اور وہ ہدایت سے دور ہو گئے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے کتاب وسنت کو سمجھا نہیں اور اپنی خواہشات کی پیروی کرتے ہوئے ہدایت سے اعراض کر بیٹھے۔

✿ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

أَوَّلُ خِلَافٍ حَدَثَ فِي الْمِلَّةِ فِي الْفَاسِقِ الْمِلِّيِّ : هَلْ هُوَ كَافِرٌ أَوْ مُؤْمِنٌ؟ فَقَالَتِ الْخَوَارِجُ : إِنَّهٗ كَافِرٌ، وَقَالَتِ الْجَمَاعَةُ : إِنَّهٗ مُؤْمِنٌ، وَقَالَتْ طَائِفَةُ الْمُعْتَزِلَةِ : هُوَ لَا مُؤْمِنٌ وَلَا كَافِرٌ، مَنْزِلَةٌ بَيْنَ مَنْزِلَتَيْنِ، وَخَلَّدُوهُ فِي النَّارِ، وَاعْتَزَلُوا حَلَقَةَ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ وَأَصْحَابِهٖ، فَسُمُّوا مُعْتَزِلَةً، وَأَمَّا أَهْلُ السُّنَّةِ فَلَمْ يُخْرِجُوهُ مِنَ الْإِسْلَامِ، وَلَمْ يَحْكُمُوا عَلَيْهِ بِخُلُودٍ فِي النَّارِ، وَإِنَّمَا هُوَ فَاسِقٌ بِكَبِيرَتِهٖ مُؤْمِنٌ بِإِيمَانِهٖ، وَهُوَ تَحْتَ مَشِيئَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى .

”امت میں پہلا اختلاف کبیرہ گناہ کے مرتکب کے بارے میں ہوا کہ کیا وہ کافر ہے یا مومن، خوارج نے کہا: وہ کافر ہے، ایک جماعت (مرجیئہ) کے نزدیک وہ مومن ہے، جبکہ معتزلہ نے کہا کہ وہ نہ کافر ہے نہ مومن، بلکہ منزلہ بین المنزلتین ہے، انہوں نے اسے ہمیشہ جہنمی قرار دیا، اس طرح وہ حسن

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بصری رحمہ اللہ اور اُن کے تلامذہ کی مجلس سے علیحدہ ہو گئے، اس وجہ سے انہیں معتزلہ کہا جاتا ہے۔ اہل سنت والجماعت نے مرتکب کبیرہ کو نہ اسلام سے خارج کیا اور نہ ان کو ہمیشہ کا جہنمی بتایا، بلکہ وہ اپنے کبیرہ گناہ کی وجہ سے فاسق ہے اور اپنے ایمان کی وجہ سے مومن ہے، اللہ کی مشیت کے تحت ہے۔''

(مَجموع الفتاوی: 183/3، لوامع الأنوار البَهيّة للسّفاريني: 346/1)

❀ حافظ ابن رجب رحمہ اللہ (۷۹۵ھ) فرماتے ہیں:

هٰذِهِ الْمَسَائِلُ۔ أَعْنِي مَسَائِلَ الْإِسْلَامِ وَالْإِيمَانِ وَالْكُفْرِ وَالنِّفَاقِ۔ مَسَائِلُ عَظِيمَةٌ جِدًّا، فَإِنَّ اللّٰهَ عَلَّقَ بِهٰذِهِ الْأَسْمَاءِ السَّعَادَةَ وَالشَّقَاوَةَ، وَاسْتِحْقَاقَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ، وَالْاخْتِلَافُ فِي مُسَمَّيَاتِهَا أَوَّلُ اخْتِلَافٍ وَقَعَ فِي هٰذِهِ الْأُمَّةِ، وَهُوَ خِلَافُ الْخَوَارِجِ لِلصَّحَابَةِ، حَيْثُ أَخْرَجُوا عُصَاةَ الْمُوَحِّدِينَ مِنَ الْإِسْلَامِ بِالْكُلِّيَّةِ، وَأَدْخَلُوهُمْ فِي دَائِرَةِ الْكُفْرِ، وَعَامَلُوهُمْ مُعَامَلَةَ الْكُفَّارِ، وَاسْتَحَلُّوا بِذٰلِكَ دِمَاءَ الْمُسْلِمِينَ وَأَمْوَالَهُمْ، ثُمَّ حَدَثَ بَعْدَهُمْ خِلَافُ الْمُعْتَزِلَةِ وَقَوْلُهُمْ بِالْمَنْزِلَةِ بَيْنَ الْمَنْزِلَتَيْنِ، ثُمَّ حَدَثَ خِلَافُ الْمُرْجِئَةِ، وَقَوْلُهُمْ: إِنَّ الْفَاسِقَ مُؤْمِنٌ كَامِلُ الْإِيمَانِ.

''یہ (اسلام، ایمان، کفر اور نفاق کے مسائل) بہت عظیم مسائل ہیں، اللہ تعالیٰ نے سعادت و شقاوت اور جنت و جہنم کو انہی ناموں کے ساتھ معلق کر رکھا ہے،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان کی حقیقت میں اختلاف اس امت میں پہلا اختلاف تھا، خوارج نے صحابہ کرام سے یہ اختلاف کیا کہ گناہ گار موحدین کو اسلام سے بالکل خارج کر دیا اور دائرہ کفر میں لے گئے، ان سے کفار جیسا معاملہ کیا، اس طرح انہوں نے مسلمانوں کا مال و جان لوٹنا حلال قرار دیا۔ اس کے بعد معتزلہ کا اختلاف سامنے آیا، انہوں نے ''منزلہ بین المنزلتین'' کی نئی منطق پیش کی، پھر مرجئہ کی نئی بات رونما ہوئی کہ فاسق کامل مومن ہے۔''

(جامع العُلوم والحِکَم :114/1)

اسلاف اُمت کا راستہ ہمیشہ کی طرح اس بارے میں درمیانہ ہے، انہوں نے نہ تو خوارج کی طرح گناہ گار کو اسلام سے خارج کیا اور نہ ہی مرجئہ کی طرح اسے کامل مومن کہا، اس طرح انہوں نے تمام نصوص شرعیہ پر عمل کیا۔

✿ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَذْهَبُ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ : أَنَّ فُسَّاقَ أَهْلِ الْمِلَّةِ لَيْسُوا مُخَلَّدِينَ فِي النَّارِ، كَمَا قَالَتْ الْخَوَارِجُ وَالْمُعْتَزِلَةُ، وَلَيْسُوا كَامِلِينَ فِي الدِّينِ وَالْإِيمَانِ وَالطَّاعَةِ، بَلْ لَهُمْ حَسَنَاتٌ وَسَيِّئَاتٌ، يَسْتَحِقُّونَ بِهٰذَا الْعِقَابَ، وَبِهٰذَا الثَّوَابَ .

''خوارج اور معتزلہ کے برخلاف اہل سنت والجماعت کا مذہب یہ ہے کہ مسلمان گناہ گار ہمیشہ جہنم میں نہیں رہیں گے، نہ ہی وہ دین، ایمان اور اطاعت میں کامل ہیں، بلکہ ان کی نیکیاں بھی ہیں اور برائیاں بھی۔ نیکیوں کی وجہ سے ثواب اور برائیوں کی وجہ سے عذاب کے حق دار ہوں گے۔''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

(مَجموع الفتاوٰی: 679/7)

✿ نیز فرماتے ہیں:

يَنْبَغِي أَنْ يُعْرَفَ أَنَّ الْقَوْلَ الَّذِي لَمْ يُوَافِقْ الْخَوَارِجَ وَالْمُعْتَزِلَةَ عَلَيْهِ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ السُّنَّةِ هُوَ الْقَوْلُ بِتَخْلِيدِ أَهْلِ الْكَبَائِرِ فِي النَّارِ، فَإِنَّ هٰذَا الْقَوْلَ مِنْ الْبِدَعِ الْمَشْهُورَةِ، وَقَدِ اتَّفَقَ الصَّحَابَةُ وَالتَّابِعُونَ لَهُمْ بِإِحْسَانٍ، وَسَائِرُ أَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ عَلٰى أَنَّهٗ لَا يُخَلَّدُ فِي النَّارِ أَحَدٌ مِمَّنْ فِي قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ إِيمَانٍ، وَاتَّفَقُوا أَيْضًا عَلٰى أَنَّ نَبِيَّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَشْفَعُ فِيمَنْ يَأْذَنُ اللّٰهُ لَهٗ بِالشَّفَاعَةِ فِيهِ مِنْ أَهْلِ الْكَبَائِرِ مَنْ أُمَّتِهٖ .

”یہ بات معلوم ہونی چاہیے کہ اہل سنت والجماعت نے جس بات میں خوارج ومعتزلہ کی مخالفت کی ہے، وہ اہل کبائر کو ہمیشہ جہنمی کہنا ہے، اس نظریے کا بدعی ہونا معروف ہے۔ صحابہ، تابعین اور باقی ائمہ دین کا اجماع ہے کہ جس کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہوا، وہ جہنم میں ہمیشہ نہیں رہے گا، نیز اس بات پر بھی ان کا اتفاق ہے کہ ہمارے نبی ﷺ اپنی اُمت کے ان کبیرہ گناہوں کا ارتکاب کرنے والوں کی شفاعت کریں گے، جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ اجازت دے گا۔“

(مَجموع الفتاوٰی: 222/7)

اس مسئلہ میں سلف صالحین نے بہت سے نصوص شرعیہ سے استدلال کیا ہے، چند دلائل ملاحظہ ہوں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ﴾

(النّساء : ٤٨)

”بلاشبہ اللہ تعالیٰ شرک کو معاف نہیں کرے گا، اس کے علاوہ جو چاہے گا، جسے چاہے گا، معاف فرما دے گا۔“

❁ امام طبری رحمہ اللہ (۳۱۰ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ أَبَانَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ أَنَّ كُلَّ صَاحِبِ كَبِيرَةٍ فَفِي مَشِيئَةِ اللّٰهِ إِنْ شَاءَ عَفَا عَنْهُ، وَإِنْ شَاءَ عَاقَبَهٗ عَلَيْهِ مَا لَمْ تَكُنْ كَبِيرَةً شِرْكًا بِاللّٰهِ .

”اس آیت نے واضح کر دیا کہ شرک کے علاوہ ہر گناہِ کبیرہ کا مرتکب اللہ تعالیٰ کی مرضی پر ہوگا، چاہے گا تو اسے معاف کر دے گا اور چاہے گا، تو اسے سزا دے گا۔“

(تفسير الطّبري : 122/7)

❁ سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ ثَوْبٌ أَبْيَضُ، وَهُوَ نَائِمٌ، ثُمَّ أَتَيْتُهٗ وَقَدِ اسْتَيْقَظَ، فَقَالَ : مَا مِنْ عَبْدٍ قَالَ : لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، ثُمَّ مَاتَ عَلٰى ذٰلِكَ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ، قُلْتُ : وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ؟ قَالَ : وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ قُلْتُ : وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ؟ قَالَ : وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ قُلْتُ : وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

قَالَ : وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ، عَلٰى رَغْمِ أَنْفِ أَبِي ذَرٍّ .

”میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا، آپ ﷺ پر سفید کپڑا تھا، آپ سوئے ہوئے تھے، میں دوبارہ آپ ﷺ کے پاس آیا، تو آپ ﷺ بیدار ہو چکے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: جو (صدق دل سے) لا الہ الا اللہ پڑھتا ہے، پھر اسی پر مر جاتا ہے، تو وہ ضرور جنت میں داخل ہوگا۔ عرض کیا: اگرچہ وہ زنی کرے اور چوری کرے؟ فرمایا: ہاں! اگرچہ زنا کرے اور چوری کرے۔ تین مرتبہ یہ الفاظ دہرائے۔ (تیسری بار بطور محاورہ یہ بھی فرمایا:) خواہ ابوذر کا ناک خاک آلود ہو۔“

(صحيح البخاري : 5827، صحيح مسلم : 94)

✿ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا قَوْلُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ، فَهُوَ حُجَّةٌ لِمَذْهَبِ أَهْلِ السَّنَةِ : أَنَّ أَصْحَابَ الْكَبَائِرِ لَا يُقْطَعُ لَهُمْ بِالنَّارِ، وَأَنَّهُمْ إِنْ دَخَلُوهَا أُخْرِجُوا مِنْهَا، وَخُتِمَ لَهُمْ بِالْخُلُودِ فِي الْجَنَّةِ .

”فرمان نبوی: ”اگرچہ وہ زنا کرے اور چوری کرے۔“ اہل سنت والجماعت کی دلیل ہے کہ کبیرہ گناہوں کا ارتکاب کرنے والے ہمیشہ جہنم میں نہیں رہیں گے، بلکہ وہ جہنم میں داخل ہوں گے، پھر نکال لیے جائیں گے، بالآخر وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جنت میں داخل ہو جائیں گے۔“

(شرح مسلم : 97/2)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

❀ سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَجْلِسٍ، فَقَالَ: تُبَايِعُونِي عَلٰى أَنْ لَا تُشْرِكُوا بِاللّٰهِ شَيْئًا، وَلَا تَزْنُوا، وَلَا تَسْرِقُوا، وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ، فَمَنْ وَفَى مِنْكُمْ فَأَجْرُهُ عَلَى اللّٰهِ، وَمَنْ أَصَابَ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ فَعُوقِبَ بِهٖ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهُ، وَمَنْ أَصَابَ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ فَسَتَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ، فَأَمْرُهُ إِلَى اللّٰهِ، إِنْ شَاءَ عَفَا عَنْهُ، وَإِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ.

”ہم ایک مجلس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آپ مجھ سے بیعت کریں کہ اللہ کے ساتھ شرک، زنا، چوری اور ناحق قتل نہ کریں گے، جس نے یہ عہد پورا کیا، اس کا اجر اللہ پر ہے اور جو اس میں سے کسی جرم تک پہنچ گیا، پھر اسے اس کی (دنیا میں حد کی صورت میں) سزا دے دی گئی، تو وہ اس کا کفارہ بن جائے گی اور جس نے اس میں کسی گناہ کا ارتکاب کیا، پھر اللہ نے اس کا جرم چھپا لیا، تو معاملہ اللہ کے سپرد ہے، چاہے تو معاف کر دے گا اور چاہے تو اسے سزا دے۔“

(صحيح بخاري: 7213، صحيح مسلم: 1709)

❀ امام محمد بن نصر مروزی رحمہ اللہ (۲۹۴ھ) فرماتے ہیں:

فِي هٰذَا الْحَدِيثِ دَلَالَتَانِ عَلٰى أَنَّ السَّارِقَ وَالزَّانِي وَمَنْ ذُكِرَ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ غَيْرُ خَارِجِينَ مِنَ الْإِيمَانِ بِأَسْرِهٖ: إِحْدَاهُمَا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

: قَوْلُهُ : «فَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَعُوقِبَ فِي الدُّنْيَا، فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهُ»، وَالْحُدُودُ لَا تَكُونُ كَفَّارَاتٍ إِلَّا لِلْمُؤْمِنِينَ، أَلَا تَرٰى قَوْلَهُ : «وَمَن سَتَرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَأَمْرُهُ إِلَى اللّٰهِ، إِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُ، وَإِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ»، فَإِذَا غَفَرَ لَهُ أَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ، وَلَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنَ الْبَالِغِينَ الْمُكَلَّفِينَ إِلَّا مُؤْمِنٌ، وَقَوْلُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : «إِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُ وَإِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ» هُوَ نَظِيرُ قَوْلِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى : ﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾، وَأَخْبَرَ أَنَّهُ يَغْفِرُ مَا دُونَ الشِّرْكِ لِمَنْ يَشَاءُ يَعْنِي لِمَنْ أَتٰى مَا دُونَ الشِّرْكِ، فَلَقِيَ اللّٰهَ غَيْرَ تَائِبٍ مِنْهُ ...... وَلَا جَائِزَ أَنْ يَغْفِرَ لَهُ وَيُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ إِلَّا وَهُوَ مُؤْمِنٌ.

’’اس حدیث میں دوطرح سے اس بات پر دلالت موجود ہے کہ چوراور زانی وغیرہ ایمان سے بالکل خارج نہیں ہوتے، ایک تو یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جوان گناہوں میں سے کسی گناہ کا مرتکب ہوگیا اور دنیا میں اسے سزا دے دی گئی، تو وہ اس کے لیے کفارہ بن جائے گی۔‘‘ اورحدود تو صرف مومنوں کے لیے کفارہ بنتی ہیں، کیا آپ دیکھتے نہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ’’جس کی اللہ ستر پوشی کرلے، اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے، وہ چاہے تو ان کو معاف کر دے اور چاہے تو عذاب دے۔‘‘ جب اللہ تعالیٰ معاف کردے گا، تو جنت میں داخل کردے گا اور اللہ تعالیٰ جنت میں بالغ اور مکلّف لوگوں میں سے صرف

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مومنوں کو داخل کرتا ہے۔ نیز آپ ﷺ کا فرمان: ''اگر چاہے تو معاف کر دے اور چاہے تو عذاب کرے۔'' یہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی طرح ہے: ''اللہ تعالیٰ شرک کو معاف نہیں کرے گا اور اس کے علاوہ جسے چاہے جو چاہے معاف کر دے گا۔'' اس آیت میں اللہ نے خبر دی ہے کہ شرک کے علاوہ جو گناہ اللہ جسے چاہے گا معاف فرما دے گا۔ یعنی شرک کے علاوہ گناہ کیا اور اللہ کو بغیر توبہ کے ملا...... ایسا ممکن نہیں کہ وہ مومن نہ ہو اور اللہ اسے معاف فرما کر جنت میں داخل کر دے۔''

(تعظیم قدر الصّلاۃ: 2/616)

کئی قرآنی آیات، احادیث صحیحہ اور اجماع سلف سے یہی پتا چلتا ہے کہ کبیرہ گناہ کا مرتکب اپنے ایمان کی وجہ سے مومن اور اپنے کبیرہ گناہ کی وجہ سے فاسق ہے اور آخرت میں اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کی مشیت پر ہے۔

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فاسق کے بارے میں معتزلہ وخوارج کے اقوال ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

هٰؤُلَاءِ يَقُولُونَ : إنَّ أَهْلَ الْكَبَائِرِ يُخَلَّدُونَ فِي النَّارِ وَإِنَّ أَحَدًا مِنْهُمْ لَا يَخْرُجُ مِنْهَا، وَهٰذَا مِنْ مَقَالَاتِ أَهْلِ الْبِدَعِ الَّتِى دَلَّ الْكِتَابُ وَالسُّنَّةُ وَإِجْمَاعُ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ لَهُمْ بِإِحْسَانٍ عَلٰى خِلَافِهَا .

''یہ (خوارج ومعتزلہ) کہتے ہیں کہ کبیرہ گناہوں کا ارتکاب کرنے والے ہمیشہ جہنم میں رہیں گے، ان میں سے کوئی آگ سے نکل نہ پائے گا، یہ اہل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بدعت کی وہ باتیں ہیں، جن کے خلاف کتاب وسنت اور اجماع صحابہ وتابعین کے دلائل موجود ہیں۔‘‘

(مَجموع الفتاوٰی: 670/7)

❀ ہشام بن حسان رحمہ اللہ کہتے ہیں:

كُنَّا عِنْدَ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: ﴿مَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا﴾(النّساء: ٩٣) حَتّٰى خَتَمَ الْآيَةَ، قَالَ: فَغَضِبَ مُحَمَّدٌ وَقَالَ: أَيْنَ أَنْتَ مِنْ هٰذِهِ الْآيَةِ: ﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾ (النّساء: ٤٨) قُمْ عَنِّي، اخْرُجْ عَنِّي، قَالَ: فَأُخْرِجَ.

’’ہم محمد بن سیرین رحمہ اللہ کے پاس تھے، ایک آدمی نے آپ کے سامنے یہ آیت پڑھی: ﴿مَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا﴾ (النّساء: ٩٣) ’’جو کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرتا ہے، اس کی جزا ہمیشہ کے لیے جہنم ہے......۔‘‘ (وہ آیت سے یہ ثابت کرنا چاہتا تھا کہ کبیرہ گناہ کا مرتکب ابدی جہنمی ہے۔) آپ رحمہ اللہ سخت غصے ہوئے اور فرمایا: تجھے یہ آیت نظر نہیں آتی: ﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾(النّساء: ٤٨) ’’بلا شبہ اللہ تعالیٰ شرک معاف نہیں کرے گا، اس کے علاوہ جو چاہے گا جسے چاہے گا معاف کر دے گا۔‘‘ پھر فرمایا: اٹھ جا میرے پاس سے، مجھ سے دور ہو۔ چنانچہ اسے باہر نکال دیا گیا۔‘‘

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(البَعث والنُّشور للبيهقي : 43، وسندهٗ حسنٌ)

❁ عاصم بن بہدلہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ابو وائل شقیق بن سلمہ رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ مومن بھی آگ میں جائیں گے، تو آپ رحمہ اللہ نے فرمایا:

لَعَمْرُكَ وَاللّٰهِ إِنَّ حَشْوُهَا غَيْرُ الْمُؤْمِنِينَ .

''اللہ کی قسم! وہ اندر سے مومن نہیں ہوں گے۔''

(مصنف ابن أبي شيبة : 50/11، الإيمان لابن أبي شيبة : 139، وسندهٗ حسنٌ)

❁ حجاج بن ابی زینب رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے ابو عثمان نہدی رحمہ اللہ کو یہ کہتے ہوئے سنا:

مَا فِي الْقُرْآنِ آيَةٌ أَرْجٰى عِنْدِي لِهٰذِهِ الْأُمَّةِ مِنْ قَوْلِهٖ : ﴿وَآخَرُونَ اعْتَرَفُوا بِذُنُوبِهِمْ خَلَطُوا عَمَلًا صَالِحًا وَّآخَرَ سَيِّئًا﴾(التوبة : ١٠٦)

''میرے خیال میں اس امت کے لیے اس آیت مبارکہ سے زیادہ پر امید کوئی آیت نہیں: ﴿وَآخَرُونَ اعْتَرَفُوا بِذُنُوبِهِمْ خَلَطُوا عَمَلًا صَالِحًا وَّآخَرَ سَيِّئًا﴾(التوبة : ١٠٦) ''وہ لوگ، جنہوں نے اپنے گناہوں کا اعتراف کیا، نیک اور بد ملے جلے اعمال کیے۔''

(مصنف ابن أبي شيبة : 548/13، وسندهٗ حسنٌ)

❁ حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

إِنْ مَاتَ صَاحِبُ الْكَبِيرَةِ فَمَصِيرُهٗ إِلَى اللّٰهِ إِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهٗ وَإِنْ شَاءَ عَذَّبَهٗ فَإِنْ عَذَّبَهٗ فَبِجُرْمِهٖ وَإِنْ عَفَا عَنْهُ فَهُوَ أَهْلُ الْعَفْوِ وَأَهْلُ الْمَغْفِرَةِ وَإِنْ تَابَ قَبْلَ الْمَوْتِ وَقَبْلَ حُضُورِهٖ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

وَمُعَايَنَتِهٖ وَنَدِمَ وَاعْتَقَدَ أَنْ لَا يَعُودَ وَاسْتَغْفَرَ وَوَجِلَ كَانَ كَمَنْ لَمْ يُذْنِبْ وَبِهٰذَا كُلِّهِ الْآثَارُ الصِّحَاحُ عَنِ السَّلَفِ قَدْ جَاءَ تْ وَعَلَيْهِ جَمَاعَةُ عُلَمَاءِ الْمُسْلِمِينَ .

”اگر کبیرہ کا ارتکاب کرنے والا (بغیر توبہ کیے) مر گیا، تو اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے، وہ چاہے تو اسے معاف کر دے، چاہے تو عذاب دے، اگر اسے عذاب دے گا، تو اس کے جرم کی وجہ سے دے گا اور اگر معاف کر دے، تو وہ عفو مغفرت والا ہے۔ اگر اس نے موت سے پہلے اور اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہونے سے پہلے توبہ کر لی اور اپنے گناہوں پر نادم ہوا اور آئندہ نہ کرنے کا عزم کیا، معافی مانگی اور ڈر گیا، تو ایسا ہو جائے گا کہ گویا اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔ اس مکمل بحث پر سلف کے صحیح آثار وارد ہوئے ہیں، نیز اس پر علمائے مسلمین کا اجماع بھی ہے۔“

(التّمھید : 49/4)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۵۹)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: کیا جادو کی حقیقت ثابت ہے؟

جواب: جادو کی حقیقت قرآن وحدیث اور اجماع سے ثابت ہے۔قرآن کریم کی سورت فلق (۴)،سورت بقرہ (۱۰۲)،سورت یونس (۸۰)اورسورت اعراف (۱۱۶) میں اس کا ثبوت موجود ہے۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُحِرَ، حَتّٰى كَانَ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهٗ صَنَعَ شَيْئًا وَّلَمْ يَصْنَعْهُ.

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو ہوا، یہاں تک کہ آپ کو خیال گزرتا کہ آپ نے کوئی کام کیا،مگر وہ کیا نہیں ہوتا تھا۔“

(صحيح البخاري : 3175)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ علامہ مازری رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں:

أَنْكَرَ بَعْضُ الْمُبْتَدِعَةُ هٰذَا الْحَدِيثَ وَزَعَمُوا أَنَّهٗ يَحُطُّ مَنْصِبَ النُّبُوَّةِ وَيُشَكِّكُ فِيهَا، قَالُوا : وَكُلُّ مَا أَدّٰى إِلٰى ذٰلِكَ فَهُوَ بَاطِلٌ وَزَعَمُوا أَنَّ تَجْوِيزَ هٰذَا يَعْدِمُ الثِّقَةَ بِمَا شَرَعُوهُ مِنَ الشَّرَائِعِ إِذْ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

يُحْتَمَلُ عَلٰى هٰذَا أَنْ يُخَيَّلَ إِلَيْهِ أَنَّهُ يَرٰى جِبْرِيلَ وَلَيْسَ هُوَ ثَمَّ وَأَنَّهُ يُوحِي إِلَيْهِ بِشَيْءٍ وَلَمْ يُوحَ إِلَيْهِ بِشَيْءٍ، قَالَ الْمَازِرِيُّ: وَهٰذَا كُلُّهُ مَرْدُودٌ لِأَنَّ الدَّلِيلَ قَدْ قَامَ عَلٰى صِدْقِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا يُبَلِّغُهُ عَنِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَعَلٰى عِصْمَتِهٖ فِي التَّبْلِيغِ، وَالْمُعْجِزَاتُ شَاهِدَاتٌ بِتَصْدِيقِهٖ فَتَجْوِيزُ مَا قَامَ الدَّلِيلُ عَلٰى خِلَافِهٖ بَاطِلٌ وَأَمَّا مَا يَتَعَلَّقُ بِبَعْضِ أُمُورِ الدُّنْيَا الَّتِي لَمْ يُبْعَثْ لِأَجْلِهَا وَلَا كَانَتِ الرِّسَالَةُ مِنْ أَجْلِهَا فَهُوَ فِي ذٰلِكَ عُرْضَةٌ لِمَا يَعْتَرِضُ الْبَشَرَ كَالْأَمْرَاضِ فَغَيْرُ بَعِيدٍ أَنْ يُخَيَّلَ إِلَيْهِ فِي أَمْرٍ مِّنْ أُمُورِ الدُّنْيَا مَا لَا حَقِيقَةَ لَهُ مَعَ عِصْمَتِهٖ عَنْ مِثْلِ ذٰلِكَ فِي أُمُورِ الدِّينِ قَالَ: وَقَدْ قَالَ بَعْضُ النَّاسِ إِنَّ الْمُرَادَ بِالْحَدِيثِ أَنَّهُ كَانَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهُ وَطِيءَ زَوْجَاتِهٖ وَلَمْ يَكُنْ وَطِأَهُنَّ وَهٰذَا كَثِيرًا مَّا يَقَعُ تَخَيُّلُهُ لِلْإِنْسَانِ فِي الْمَنَامِ فَلَا يَبْعُدُ أَنْ يُخَيَّلَ إِلَيْهِ فِي الْيَقْظَةِ.

''بعض بدعتی لوگوں نے اس حدیث کا انکار کر دیا ہے، ان کا کہنا ہے کہ یہ حدیث مقامِ نبوت کو گراتی اور اس میں شکوک وشبہات پیدا کرتی ہے، ان کے بقول ہر وہ چیز جو اس طرف لے جائے، وہ باطل ہے اور انھوں نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ انبیا پر جادو کو ممکن سمجھنا، ان کی بیان کردہ شریعتوں پر سے اعتماد کو ختم کر دیتا ہے، کیونکہ احتمال ہے کہ وہ جبریل کو دیکھنے کا گمان کریں، حالانکہ وہاں جبریل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہ ہو، نیز اس کی طرف وحی کی جائے اور وہ یہ سمجھے کہ اس کی طرف کوئی وحی نہیں آئی۔ یہ سب شبہات مردود ہیں، کیونکہ اللہ کی طرف سے نبی کریم ﷺ کے اپنی تبلیغ میں سچے اور غلطی سے معصوم ہونے کی دلیل آ چکی ہے، پھر آپ ﷺ کے معجزات اس پر شاہد ہیں، لہٰذا جو بات دلیل سے ثابت ہو چکی ہو، اس کے خلاف امکانات پیش کرنا باطل ہے، رہے وہ معاملات جو دنیا سے تعلق رکھتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو ان کے لیے مبعوث ہی نہیں فرمایا، نہ ہی رسالت کا ان سے تعلق ہے، لہٰذا نبی کریم ﷺ بھی ان معاملات سے عام انسانوں کی طرح دوچار ہوتے ہیں، جیسا کہ بیماریاں ہیں، لہٰذا دنیاوی معاملات میں کسی بے حقیقت چیز کا آپ کو خیال آ جانا کوئی بعید بات نہیں ہے، جبکہ آپ ﷺ دینی معاملات میں اس سے بالکل محفوظ ہیں، بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ حدیث کی مراد یہ ہے کہ آپ کو یہ خیال آتا تھا کہ میں نے اپنی بیویوں سے مباشرت کی ہے، حالانکہ ایسا ہوا نہ ہوتا تھا، یہ بات تو اکثر انسانوں کو خواب میں بھی لاحق ہوتی رہتی ہے، اس صورتِ حال کا آپ ﷺ کو بیداری میں پیش آ جانا کوئی بعید بات نہیں۔"

(فتح الباري: 10/226-227)

❀ امام ابوالحسن اشعری رحمہ اللہ (۳۲۴ھ) اہل سنت کا عقیدہ بیان کرتے ہیں:

يُصَدِّقُونَ بِأَنَّ فِي الدُّنْيَا سَحَرَةً وَأَنَّ السَّاحِرَ كَافِرٌ كَمَا قَالَ اللّٰهُ وَأَنَّ السِّحْرَ كَائِنٌ مَوْجُودٌ فِي الدُّنْيَا .

"اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ دنیا میں جادوگر موجود ہیں اور جادوگر کافر ہوتا ہے،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ نیز (اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ) دنیا میں جادو موجود ہے۔“

(مَقالات الإسلاميّين، ص 296)

❁ قاضی عیاض رحمہ اللہ (۵۴۴ھ) فرماتے ہیں:

أَهْلُ السُّنَّةِ وَجُمْهُورُ الْعُلَمَاءِ مِنَ الْأُمَّةِ عَلٰى إِثْبَاتِ السِّحْرِ، وَأَنَّ لَهٗ حَقِيقَةً كَحَقَائِقِ غَيْرِهٖ مِنَ الْأَشْيَاءِ الثَّابِتَةِ، خِلَافًا لِّمَنْ أَنْكَرَهُ وَنَفٰى حَقِيقَتَهٗ وَأَضَافَ مَا يُتَّفَقُ مِنْهُ إِلٰى خَيَالَاتٍ بَاطِلَةٍ لَّا حَقَائِقَ لَهَا، وَقَدْ ذَكَرَ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ فِي كِتَابِهِ الْعَزِيزِ، وَذَكَرَ أَنَّهٗ مِمَّا يُتَعَلَّمُ، وَذَكَرَ مَا يُشِيرُ إِلٰى أَنَّهٗ مِمَّا يُكَفَّرُ بِهٖ، وَأَنَّهٗ يُفَرَّقُ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ، وَهٰذَا كُلُّهٗ لَا يُمْكِنُ أَنْ يَّكُونَ فِيمَا لَا حَقِيقَةَ لَهٗ، وَكَيْفَ يُتَعَلَّمُ مَا لَا حَقِيقَةَ لَهٗ وَهٰذَا الْحَدِيثُ فِيهِ أَيْضًا إِثْبَاتُهٗ، وَأَنَّهٗ أَشْيَاءُ دُفِنَتْ وَأُخْرِجَتْ، وَهٰذَا كُلُّهٗ يُبْطِلُ مَا قَالُوهُ ...... وَقَدْ قَالَ بَعْضُ النَّاسِ، إِنَّمَا الْمُرَادُ بِالْحَدِيثِ، أَنَّهٗ كَانَ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهٗ وَطِئَ زَوْجَاتِهٖ وَلَيْسَ بِوَاطِئٍ، وَقَدْ يَتَخَيَّلُ فِي الْمَنَامِ لِلْإِنْسَانِ مِثْلُ هٰذَا الْمَعْنٰى، وَلَا حَقِيقَةَ لَهٗ، فَلَا يَبْعُدُ أَنْ يَّكُونَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَخَيَّلُهٗ فِي الْيَقْظَةِ وَإِنْ لَّمْ يَكُنْ حَقِيقَةً، وَقَالَ بَعْضُ أَصْحَابِنَا: يُمْكِنُ أَنْ يَكُونَ تَخَيَّلَ إِلَيْهِ الشَّيْءُ أَنَّهٗ فَعَلَهٗ وَمَا فَعَلَهٗ،

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

وَلٰكِنْ لَّا يَعْتَقِدُ مَا تَخَيَّلَهُ أَنَّهُ صَحِيحٌ، فَتَكُونُ اعْتِقَادَاتُهُ كُلُّهَا عَلَى السَّدَادِ، فَلَا يَبْقٰى لِاعْتِرَاضِ الْمُلْحِدَةِ طَرِيقٌ .

''اہل سنت اور امت کے جمہور اہل علم کا کہنا ہے کہ جادو برحق ہے، دیگر ثابت شدہ باتوں کی طرح اس کی بھی حقیقت ہے۔ اس کے برعکس بعض لوگوں نے جادو کا انکار کیا، اس کی حقیقت کی نفی کی۔ اس اتفاقی عقیدے میں باطل اور بے حقیقت خیالات داخل کیے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے جادو کا ذکر قرآن میں کیا ہے، فرمایا ہے کہ اسے سیکھا جا سکتا ہے، اس کے سیکھنے والے کی تکفیر کی طرف اشارہ کیا اور اس سے میاں بیوی کے مابین جدائی کروائی جاتی ہے۔ یہ سب کچھ ایک بے حقیقت چیز سے نہیں ہو سکتا۔ کوئی شخص ایسا علم کیوں کر سیکھے گا، جس کی کوئی حقیقت ہی نہ ہو۔ اس حدیث میں بھی جادہ کا اثبات ہے، جادو کچھ اشیا کو دفن کر کے کیا گیا، جنہیں بعد میں نکالا گیا۔ یہ ساری باتیں جادو کے منکرین پر رد ہیں...... بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ حدیث کی مراد یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کو یہ خیال گزرتا تھا کہ میں نے اپنی بیویوں سے مباشرت کی ہے، حالانکہ ایسا ہوا نہ ہوتا تھا، یہ بات تو اکثر انسانوں کو خواب میں بھی لاحق ہوتی رہتی ہے، اس بے حقیقت کیفیت کا آپ ﷺ کو بیداری میں پیش آجانا کوئی بعید نہیں۔ ہمارے بعض اصحاب نے کہا ہے کہ ممکن ہے کہ آپ ﷺ کو کسی کام کا خیال آتا تھا کہ آپ نے وہ کیا ہے، جبکہ کیا نہ ہوتا، لیکن آپ ﷺ اپنے اس خیال کے صحیح ہونے کا اعتقاد نہیں رکھتے تھے، لہٰذا (جادو کے دوران بھی) آپ ﷺ کے تمام اعتقادات درست رہے، یوں ملحدین کے لیے اعتراض کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کوئی راستہ نہ بچا۔“

(إكمال المُعلِم بفوائد مسلم : 7/86-87، شرح صحيح البخاري لابن بطّال : 359/5، التّوضيح لابن الملقن : 630/18، 610/23)

سوال: اُصول حدیث کی اصطلاح ”المزید فی متصل الاسانید“ سے کیا مراد ہے؟

جواب: صحیح متصل سند کے کسی طریق میں وہم وخطا کی بنا پر کسی راوی کا واسطہ زائد ہو جائے، تو اسے ”المزید فی متصل الاسانید“ کہتے ہیں۔

مثال کے طور پر؛

❁ سیدنا ابو مرثد غنوی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَجْلِسُوا عَلَى الْقُبُورِ، وَلَا تُصَلُّوا إِلَيْهَا .

”قبروں پر مت بیٹھو اور نہ (بغیر اُوٹ) ان کی طرف رخ کر کے نماز پڑھو۔“

(صحيح مسلم : 972)

یہ حدیث بسر بن عبید اللہ عن واثلہ بن اسقع کی سند سے مروی ہے۔ یہ سند متصل صحیح ہے، بسر کا سیدنا واثلہ سے سماع ثابت ہے۔ اکثر راویان حدیث بسر عن واثلہ ہی بیان کرتے ہیں، جبکہ عبد اللہ بن مبارک کو اس سند میں وہم ہوا، تو انہوں نے بسر اور واثلہ کے درمیان ابو ادریس خولانی کا واسطہ ذکر کیا، جیسا کہ امام ابو حاتم رازی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے۔

(عِلَل الحديث : 57/2)

جس روایت میں ابو ادریس کا واسطہ ذکر نہیں، وہ متصل ہے، جس سند میں عبد اللہ بن مبارک نے وہم کی وجہ سے ابو ادریس خولانی کا واسطہ ذکر کر دیا، اسے ”المزید فی متصل الاسانید“ کہیں گے۔

سوال: قالین پر سجدہ کرنا کیسا ہے؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جواب: قالین پر سجدہ جائز ہے، ممانعت پر کوئی دلیل نہیں، مٹی پر سجدہ کرنا ضروری نہیں، نبی کریم ﷺ چٹائی پر سجدہ کر لیتے تھے، قالین بھی چٹائی کی طرح ہے۔

سوال: بغیر ترتیب کے نماز پڑھی، یعنی پہلے سجدہ کر لیا، پھر رکوع، کیا حکم ہے؟

جواب: نماز میں ترتیب فرض اور ضروری ہے۔

❁ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي .

''میری طرح نماز پڑھیں۔''

(صحيح البخاري :631)

کتب احادیث میں نبی کریم ﷺ کی مرتب نماز ثابت ہے، لہٰذا جس نے بے ترتیب نماز پڑھی، وہ دوبارہ نماز پڑھے۔ جان بوجھ کر ایسا کرنا نماز کا استہزاء ہے، جو کہ کفر ہے، البتہ بھول کر ایسا کر لیا، تو گناہ گار نہیں، مگر نماز دوبارہ پڑھی جائے گی۔

سوال: کیا نماز کی پہلی دو رکعتوں میں سورت فاتحہ کے بعد والی قرأت واجب ہے؟

جواب: سورت فاتحہ واجب ہے، اس کے بغیر نماز نہیں، البتہ سورت فاتحہ کی بعد والی قرأت رہ گئی، تو نماز مکمل ہے، اعادہ کی ضرورت نہیں۔

سوال: سورت فاتحہ اور قرأت کے درمیان کچھ دیر وقفہ کیا، کیا سجدہ سہو ہے؟

جواب: نماز میں کچھ دیر خاموش رہنے سے سجدہ سہو لازم نہیں آتا۔

سوال: کیا نبی کریم ﷺ کو نماز میں بھول ہوئی؟

جواب: نبی کریم ﷺ تبلیغ دین میں غلطی اور بھول سے پاک ہیں، البتہ جن شرائع کی تبلیغ فرما دی، ان میں بھول ہو سکتی ہے، نبی کریم ﷺ کو بھی نماز کی قرأت، رکعتوں کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تعداد میں سہو ہوا، یہ بشری تقاضا ہے، جس کا اظہار خود رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے نماز پڑھائی، ابراہیم (راوئ حدیث) کہتے ہیں کہ معلوم نہیں کہ آپ ﷺ نے (بھول کر نماز میں) کمی کی یا زیادتی کی، جب آپ ﷺ نے سلام پھیرا، تو عرض کیا گیا: اللہ کے رسول! کیا نماز کے بارے میں کوئی نیا حکم آ گیا ہے؟ فرمایا: وہ کیا؟ عرض کیا: آپ نے ایسے ایسے نماز ادا فرمائی ہے، تو آپ ﷺ نے اپنے پاؤں کو دوہرا کیا، قبلہ کی طرف رخِ انور پھیرا:

سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ، ثُمَّ سَلَّمَ .

''دوسجدے کیے، پھر سلام پھیرا۔''

جب ہماری طرف متوجہ ہوئے، تو فرمایا: اگر نماز میں کوئی نیا حکم آتا، تو میں آپ کو آگاہ کرتا، لیکن میں بشر ہوں، جیسے آپ بھول جاتے ہیں، ایسے میں بھی بھول جاتا ہوں، جب میں بھول جاؤں، تو مجھے یاد کروادیا کریں، جب کسی کو نماز میں شک پڑ جائے، تو درستی کے لیے سوچ بچار کرے اور اس کے مطابق نماز پوری کرلے۔

ثُمَّ يُسَلِّمُ، ثُمَّ يَسْجُدُ سَجْدَتَيْنِ .

''سلام پھیرے، دوسجدے کرلے۔''

(صحيح البخاري :601)

❁ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے فرمایا:

إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ، أَنْسٰى كَمَا تَنْسَوْنَ، فَإِذَا نَسِيتُ فَذَكِّرُونِي .

''میں آپ جیسا بشر ہوں، آپ ہی کی طرح بھول جاتا ہوں، تو جب میں بھول جاؤں، مجھے یاد کروادیا کریں۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(صحيح البخاري :401، صحيح مسلم : 572)

سوال: کیا تکبیر تحریمہ کے لیے عورت کندھوں تک ہاتھ اٹھائے گی؟

جواب: نماز کا جو طریقہ مردوں کے لیے ثابت ہے، وہی عورتوں کے لیے بھی ہے، بغیر دلیل عورتوں کے لیے الگ طریقہ بیان کرنا جائز نہیں۔ مردوں کے لیے کندھوں یا کانوں کے برابر تک رفع الیدین جائز ہے، تو عورتوں کے لیے بھی جائز ہے، کیونکہ عورتوں کے لیے کانوں تک ہاتھ اٹھانے کی ممانعت یا کراہت ثابت نہیں، لہٰذا مردوں کی طرح عورتیں بھی کانوں تک ہاتھ اٹھا سکتی ہیں۔

❁ فرمانِ نبوی ہے:

صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي .

”میری طرح نماز پڑھیں۔“ (صحيح البخاري :631)

آپ ﷺ کا یہ فرمان عام ہے۔ ہر مرد و عورت کو شامل ہے۔ کسی صحیح مرفوع یا موقوف روایت سے بھی مرد و عورت کے طریقہ نماز میں فرق ثابت نہیں ہے۔ شریعت نے نماز کے بعض مسائل میں عورتوں کے لیے مخصوص احکام بیان کیے ہیں، مثلاً : لباس، امام کو لقمہ دینے کے لیے ہاتھ پر ہاتھ مارنا، امامت کی صورت میں صف کے درمیان میں کھڑے ہونا، صف کے پیچھے اکیلے کھڑے ہونا، وغیرہ وغیرہ، لیکن یہ صورتیں شرعی دلائل کی روشنی میں مستثنیٰ کی گئی ہیں، نیز یہ بات بھی ذہن نشین رکھنی چاہیے کہ ان کا طریقہ نماز سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ مرد و عورت کے رفع الیدین میں کوئی فرق نہیں۔

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

لَمْ يَرِدْ مَا يَدُلُّ عَلَى التَّفْرِقَةِ فِي الرَّفْعِ بَيْنَ الرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”ایسی کوئی روایت نہیں، جو مرد و زن کے رفع الیدین میں فرق پر دلالت کرے۔“

(فتح الباري : 222/2)

تنبیہ:

❁ فتاویٰ عالمگیری میں لکھا ہے:

اَلْمَرْأَةُ تَرْفَعُ الْيَدَ كَمَا يَرْفَعُ الرَّجُلُ فِي رِوَايَةِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ .

”حسن بن زیاد (متہم بالکذب) نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے روایت کی ہے کہ عورت مردوں کی طرح ہی ہاتھ اٹھائے گی۔“

(فتاویٰ قاضي خان : 61/1)

سوال: کتنی بار دودھ پینے سے رضاعت ثابت ہوتی ہے؟

جواب: مدتِ رضاعت، یعنی دو سال کے اندر اندر کم از کم پانچ دفعہ سیر ہو کر دودھ پینے سے رضاعت و حرمت ثابت ہوتی ہے۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تُحَرِّمُ الْمَصَّةُ وَلَا الْمَصَّتَانِ .

”ایک یا دو دفعہ دودھ پینے سے رضاعت ثابت نہیں ہوتی۔“

(صحيح مسلم : 1450)

❁ دوسری روایت ہے:

لَا تُحَرِّمُ الْإِمْلَاجَةُ وَالْإِمْلَاجَتَانِ .

”ایک یا دو دفعہ پستان منہ میں دینے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔“

(صحيح مسلم : 1451)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❁ ایک روایت میں ہے:

لَا تُحَرِّمُ الرَّضْعَةُ وَالرَّضْعَتَانِ .

”ایک یا دو دفعہ دودھ پلانا رضاعت ثابت نہیں کرتا۔“

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے، اس وقت میرے پاس ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: یہ کون ہے؟ عرض کیا: یہ میرا رضاعی بھائی ہے، فرمایا: پہچان لیں کہ آپ کے بھائی کون ہیں، رضاعت تب ثابت ہوتی ہے، جب دودھ ہی بچے کی غذا ہوتی ہے۔“

(صحيح البخاري : 2647، صحيح مسلم : 1455)

❁ سیدہ امِ فضل رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

”بنو عامر بن صَعصَعہ کے ایک آدمی نے عرض کیا: اللہ کے رسول! کیا ایک دفعہ دودھ پینے سے حرمت ثابت ہو جاتی ہے؟ فرمایا: نہیں۔“

(صحيح مسلم :1451)

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

كَانَ فِيمَا أُنْزِلَ مِنَ الْقُرْآنِ عَشْرُ رَضَعَاتٍ مَّعْلُومَاتٍ يُّحَرِّمْنَ، ثُمَّ نُسِخْنَ بِخَمْسٍ مَّعْلُومَاتٍ، فَتُوُفِّيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهِيَ فِيمَا يُقْرَأُ مِنَ الْقُرْآنِ .

”پہلے قرآنِ مجید میں یہ حکم نازل ہوا تھا کہ دس دفعہ دودھ پلانے سے رضاعت ثابت ہوتی ہے، پھر یہ حکم منسوخ ہو گیا اور پانچ دفعہ دودھ پلانے سے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

رضاعت ثابت ہونے کا حکم نازل ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات (کے بہت قریب) تک قرآنِ کریم میں اسی طرح پڑھا جاتا تھا۔''

(صحيح مسلم : 1452)

اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ اگر بچہ پانچ سے کم دفعہ کسی عورت کا دودھ پی لے، تو رضاعت ثابت نہیں ہوگی۔ اگرچہ پانچ دفعہ والی آیت کی قرأت اب قرآنِ کریم میں نہیں ہوتی، لیکن حکم باقی ہے۔

❀ اس کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سیدنا ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کے غلام سالم کے متعلق ان کی بیوی، سہلہ بنت سہیل رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

أَرْضِعِيهِ خَمْسَ رَضَعَاتٍ، فَكَانَ بِمَنْزِلَةِ وَلَدِهِ مِنَ الرَّضَاعَةِ .

''اسے پانچ دفعہ دودھ پلا دیں، وہ رضاعت کی بنا پر ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کی اولاد کی طرح ہو جائے گا۔''

(الموطّأ للإمام مالك : 605/2، وأصله في صحيح البخاري : 5088، مسند الإمام أحمد : 201/6، 271، والسياق لهٗ)

ان احادیث سے ثابت ہوا کہ پانچ ادنیٰ حد ہے، اس سے کم میں حرمت ثابت نہیں ہوتی۔ قرآنِ کریم : ﴿وَأُمَّهَاتُكُمُ اللَّاتِي أَرْضَعْنَكُمْ﴾(النّساء : ٢٣)''تمہاری وہ مائیں (بھی تم پر حرام ہیں) جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا ہے۔'' اور حدیث: يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ ''رضاعت سے بھی وہ رشتے حرام ہو جاتے ہیں، جو نسب سے حرام ہوتے ہیں۔'' میں یہ بات مطلق بیان ہوئی ہے۔ اس مطلق کی تقیید مذکورہ بالا روایات نے کر دی ہے کہ مراد کم از کم پانچ دفعہ دودھ پینا ہے۔ اس کی مثال ایسی ہی ہے،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جیسے قرآنِ کریم میں ہے:

﴿يَآ أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا﴾(الحجّ : ٧٧)

''ایمان والو! رکوع اور سجدہ کرو۔''

اس آیت میں مطلق سجدہ کرنے، یعنی پیشانی کو زمین پر لگانے کا ذکر ہے، لیکن حدیث نے بیان کر دیا ہے کہ رکوع ایک ہی ہے اور سجدے دو ہیں۔ بالکل اسی طرح رضاعت کے مسئلہ کو سمجھ لینا چاہیے۔

بعض ایک بار دودھ پلانے سے رضاعت ثابت کرتے ہیں، ان کے دلائل کا مختصر جائزہ پیش خدمت ہے:

① سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ، قَلِيلُهُ وَكَثِيرُهُ .

''رضاعت تھوڑی ہو یا زیادہ اس سے وہ رشتے حرام ہو جاتے ہیں، جو نسب سے حرام ہوتے ہیں۔''

(جامع مسانيد الإمام أبي حنيفة للخوارزمي : 97/2)

جھوٹی روایت ہے:

۱۔ صاحبِ کتاب محمد بن محمود بن محمد بن حسن، ابوالمؤید (593ھ) کی توثیق معلوم نہیں۔

۲۔ ابومحمد، عبداللہ بن محمد بن یعقوب، حارثی ''متروک'' اور ''کذاب'' ہے۔

۳۔ ابراہیم بن جراح کی سوائے امام ابن حبان رحمہ اللہ (الثقات: 69/8) کے کسی نے توثیق نہیں کی، لہٰذا یہ مجہول الحال ہے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

۴۔ احمد بن عبداللہ، کندی کو حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے صاحبِ مناکیر کہا ہے۔

(ديوان الضُّعفاء : 62)

❁ امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَهٗ مَنَاكِيرُ بَوَاطِيلُ.

"اس نے منکر اور باطل روایات بیان کی ہیں۔"

(لسان الميزان لابن حَجَر : 199/1)

❁ امام دارقطنی رحمہ اللہ نے "ضعیف" قرار دیا ہے۔

(لسان الميزان : 199/1)

اس کا ثقہ ہونا ثابت نہیں۔

۵۔ حکم بن عتیبہ "مدلس" ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

۶۔ قاضی ابو یوسف جمہور محدثین کے نزدیک "ضعیف" ہیں۔

۷۔ ان کے استاذ باتفاقِ محدثین "ضعیف" ہیں۔

② سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے سامنے کسی نے حدیث : «لَا تُحَرِّمُ الرَّضْعَةُ وَلَا الرَّضْعَتَانِ» "ایک دو دفعہ دودھ پینے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔" پیش کی، تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

قَدْ كَانَ ذَاكَ، فَأَمَّا الْيَوْمَ، فَالرَّضْعَةُ الْوَاحِدَةُ تُحَرِّمُ.

"پہلے ایسا ہی تھا، لیکن آج کے دور میں ایک دفعہ دودھ پینے سے ہی رضاعت ثابت ہو جاتی ہے۔"

(أحكام القرآن للجَصّاص : 125/2)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

سخت ''ضعیف'' ہے:

۱۔ ابوخالد احمر ''مدلس'' ہے، سماع کی تصریح نہیں کی۔

۲۔ حجاج بن ارطاۃ جمہور ائمہ محدثین کے نزدیک ''ضعیف'' اور ''سیء الحفظ'' ہے، نیز ''مدلس'' بھی ہے۔

۳۔ حبیب بن ابی ثابت ''مدلس'' ہے، سماع کی تصریح نہیں کی۔

③ سیدنا علی بن ابو طالب اور سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کہتے تھے:

يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ، قَلِيلِهِ وَكَثِيرِهِ.

''رضاعت تھوڑی ہو یا زیادہ، حرمت ثابت ہو جاتی ہے۔''

(سنن النّسائي : 3313)

سند ''ضعیف'' ہے۔ سعید بن ابی عروبہ ''مدلس'' ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔ مسلم اصول ہے کہ صحیح بخاری و مسلم کے علاوہ ثقہ مدلس کا عنعنہ مقبول نہیں ہوتا۔

تنبیہ:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما (مصنف عبد الرزاق : 466/7، ح : 13911، وسندهٗ صحیح)، طاؤس بن کیسان (مصنف عبد الرزاق : 467/7، ح : 13918، وسندهٗ صحیح) اور عطاء بن ابو رباح رحمہ اللہ (مصنف عبد الرزاق : 466/7، وسندهٗ صحیح) کے نزدیک ایک بار دودھ پلانے سے رضاعت ثابت ہو جاتی ہے، لیکن صحیح احادیث کے مقابلہ میں یہ اقوال مرجوح ہیں۔

سوال: عذاب قبر کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

جواب: عذاب قبر حق ہے، اس پر ایمان واجب ہے۔ قرآن کریم، احادیث متواترہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور اجماع امت اس پر دلیل ہیں۔

❀ امام قوام السنہ اصبہانی رحمہ اللہ (۵۳۵ھ) فرماتے ہیں:

أَهْلُ السُّنَّةِ مُجْمِعُونَ عَلَى الْإِيمَانِ بِهِ وَالتَّصْدِيقِ، وَلَا يُنْكِرُهُ إِلَّا مُبْتَدِعٌ.

''اہل سنت اس (عذاب قبر) پر ایمان لانے اور تصدیق کرنے پر متفق ہیں۔ اس کا منکر بدعتی ہی ہو سکتا ہے۔''

(شرح صحيح البخاري: 94/3)

❀ نیز فرماتے ہیں:

فِي الْأَحَادِيثِ تَثْبِيتُ عَذَابِ الْقَبْرِ وَدَلَالَةٌ عَلٰى أَنَّ الْمُؤْمِنَ مُثَابٌ فِي الْآخِرَةِ وَالْكَافِرَ مُعَذَّبٌ، وَدَلَالَةٌ [عَلٰى] أَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يُعَذِّبُ الْمُجْرِمَ بِمَا شَاءَ مِنْ أَنْوَاعِ عَذَابِهٖ فِي الْقَبْرِ وَخَارِجَ الْقَبْرِ، وَإِنْ شَاءَ رَدَّ الرُّوحَ إِلَى الْجَسَدِ، فَعَذَّبَهُمَا مَعًا، وَإِنْ شَاءَ عَذَّبَ كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مُفْرَدًا، وَالْإِيمَانُ بِذٰلِكَ كُلِّهٖ وَاجِبٌ.

''احادیث مبارکہ میں عذاب قبر کا اثبات ہے، یہ احادیث دلیل ہیں کہ آخرت میں مومن کو اجر و ثواب اور کافر کو عذاب دیا جائے گا، نیز یہ دلیل ہیں کہ اللہ تعالیٰ قبر کے اندر یا قبر سے باہر مجرم کو جس قسم کا عذاب چاہتا ہے، دیتا ہے۔ اگر اللہ چاہے، تو روح کو جسم میں لوٹا کر دونوں کو اکٹھا عذاب دے اور چاہے تو دونوں کو الگ الگ عذاب دے۔ ان سب عقائد پر ایمان لانا واجب ہے۔''

(التّحرير في شرح صحيح مسلم، ص 656)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

❁ **حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:**

إِنَّ مَذْهَبَ أَهْلِ السُّنَّةِ إِثْبَاتُ عَذَابِ الْقَبْرِ وَقَدْ تَّظَاهَرَتْ عَلَيْهِ دَلَائِلُ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ، قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿النَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا﴾ الْآيَةَ، تَظَاهَرَتْ بِهِ الْأَحَادِيثُ الصَّحِيحَةُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ رِّوَايَةِ جَمَاعَةٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ فِي مَوَاطِنَ كَثِيرَةٍ وَّلَايَمْتَنِعُ فِي الْعَقْلِ أَنْ يُّعِيدَ اللّٰهُ تَعَالَى الْحَيَاةَ فِي جُزْءٍ مِّنَ الْجَسَدِ وَيُعَذِّبُهٗ وَإِذَا لَمْ يَمْنَعْهُ الْعَقْلُ وَوَرَدَ الشَّرْعُ بِهٖ وَجَبَ قَبُولُهٗ وَاعْتِقَادُهٗ وَقَدْ ذَكَرَ مُسْلِمٌ هُنَا أَحَادِيثَ كَثِيرَةً فِي إِثْبَاتِ عَذَابِ الْقَبْرِ وَسَمَاعِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَوْتَ مَنْ يُعَذَّبُ فِيهِ وَسَمَاعِ الْمَوْتٰى قَرْعَ نِعَالِ دَافِنِيهِمْ وَكَلَامِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَهْلِ الْقَلِيبِ وَقَوْلِهٖ مَا أَنْتُمْ بِّأَسْمَعَ مِنْهُمْ وَسُؤَالِ الْمَلَكَيْنِ الْمَيِّتَ وَإِقْعَادِهِمَا إِيَّاهُ وَجَوَابِهٖ لَهُمَا وَالْفَسْحِ لَهٗ فِي قَبْرِهٖ وَعَرْضِ مَقْعَدِهٖ عَلَيْهِ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ وَسَبَقَ مُعْظَمُ شَرْحِ هٰذَا فِي كِتَابِ الصَّلَاةِ وَكِتَابِ الْجَنَائِزِ وَالْمَقْصُودُ أَنَّ مَذْهَبَ أَهْلِ السُّنَّةِ إِثْبَاتُ عَذَابِ الْقَبْرِ كَمَا ذَكَرْنَا خِلَافًا لِّلْخَوَارِجِ وَمُعْظَمِ الْمُعْتَزِلَةِ وَبَعْضِ الْمُرْجِئَةِ .

”اہل سنت عذاب قبر کا اثبات کرتے ہیں۔ اس پر کتاب وسنت سے واضح

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

دلائل موجود ہیں۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:﴿النَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا﴾ ''وہ صبح وشام جہنم پر پیش کیے جاتے ہیں۔'' اثبات عذاب قبر کی روایات بہت سی کتابوں میں بہت سے علاقوں میں موجود صحابہ سے مروی ہیں۔اللہ بدن کے کسی جزء میں زندگی لٹانے اور اس کو عذاب دینے پر قادر ہے، اس میں کوئی عقلی بُعد نہیں، جب بُعد نہیں اور نصوص شریعت بھی اس کی مؤید ہیں،تو عذاب قبر کا عقیدہ رکھنا واجب ہوا۔امام مسلم رحمہ اللہ عذاب قبر کے بارے میں بہت سی روایات لائے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کا صاحب قبر کی آواز سننا، جب اسے عذاب دیا جا رہا تھا،مردوں کا دفنانے والوں کے قدموں کی چاپ سننا، نبی کریم ﷺ کا اہل قلیب سے گفتگو کرنا اور یہ فرمانا کہ اب یہ آپ سے زیادہ سن رہے ہیں،فرشتوں کا مرنے والے سے سوال کرنا،اسے بٹھانا، میت کا سوالات کے جوابات دینا،قبر کا کشادہ ہونا،صبح وشام اس کا ٹھکانہ دکھایا جانا، یہ سب کچھ شریعت میں موجود ہے۔جن پر تفصیلی بحث کتاب الصلاۃ اور کتاب الجنائز میں گزر چکی ہے۔حاصل کلام یہ ہے کہ عذاب قبر کا اثبات اہل سنت کا مذہب ہے،جبکہ خوارج،اکثر معتزلہ اور بعض مرجیہ اس کے منکر ہیں۔''

(شرح صحيح مسلم : 17/200-201، طرح التّثريب للعِراقي : 3/306، عمدة القاري للعيني : 3/118)

سوال: درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❁ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

أَوْلَى النَّاسِ بِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَكْثَرُهُمْ عَلَيَّ صَلَاةً .

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

”مجھ پر بہ کثرت درود پڑھنے والا روزِ قیامت میرے سب سے زیادہ قریب ہوگا۔“

(سنن التّرمذي : 484)

جواب: اس کی سند حسن ہے۔ اسے امام ترمذی اور حافظ بغوی رحمہ اللہ (شرح السنّة : 686) نے ”حسن غریب“، اور امام ابن حبان رحمہ اللہ (911) نے ”صحیح“ قرار دیا ہے۔

سوال: کیا نفاس کے دنوں میں نکاح ہوسکتا ہے؟

جواب: حیض کی طرح نفاس بھی مانع عقد نکاح نہیں۔

❀ سُبَیعہ بنت حارث رضی اللہ عنہا حاملہ تھیں، ان کے شوہر وفات پا گئے۔ چند دن بعد ان کے ہاں بچے کی ولادت ہوئی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں نیا نکاح کرنے کی اجازت دے دی۔

(صحيح البخاري : 5318، 6906، صحيح مسلم : 1485)

❀ امام ترمذی رحمہ اللہ (۲۷۹ھ) فرماتے ہیں:

الْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ، مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وغَيْرِهِمْ، أَنَّ الْحَامِلَ الْمُتَوَفّٰى عَنْهَا زُوْجُهَا إِذَا وَضَعَتْ، فَقَدْ حَلَّ لَهَا التَّزْوِيجُ، وَإِنْ لَّم تَكُنِ انْقَضَتْ عِدَّتُهَا .

”اکثر اہل علم کا اس حدیث پر عمل ہے، جن میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام بھی شامل ہیں کہ جس عورت کا خاوند فوت ہو جائے اور وہ حاملہ ہو، تو بچے کی ولادت کے بعد اس کے لیے نکاح کرنا جائز ہے، خواہ اس کی عدت کا عرصہ ابھی نہ گزرا ہو۔“

(سنن التّرمذي، تحت الحديث : 1193)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: نماز میں سلام پھیرتے وقت ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ'' کے بجائے ''علیکم السلام ورحمۃ اللہ'' کہنا کیسا ہے؟

جواب: جائز نہیں۔ سلام کے جو الفاظ ثابت ہیں، وہی کہنے چاہییں۔

سوال: نماز میں پہلے بائیں طرف سلام پھیرنا کیسا ہے؟

جواب: جائز نہیں۔ دائیں طرف ہی پہلے سلام پھیرا جائے گا۔

سوال: کیا بچے کی شرمگاہ دھونے سے ماں کا وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

جواب: وضو نہیں ٹوٹے گا، وضو کا نہ ٹوٹنا اصل ہے، ٹوٹنے پر دلیل چاہیے۔

سوال: کیا روزے دار کے لیے دن کے کسی حصہ میں مسواک کرنا مکروہ ہے؟

جواب: روزے دار دن کے جس حصہ میں چاہے، مسواک کر سکتا ہے۔ اس کے لیے کوئی وقت مکروہ نہیں۔

سوال: کیا روزے دار جسم کو ٹھنڈا کرنے کے لیے نہا سکتا ہے؟

جواب: نہا سکتا ہے۔

سوال: حالت روزہ میں خوشبو سونگھنا کیسا ہے؟

جواب: روزہ میں خوشبو سونگھنا جائز ہے، مکروہ یا ممنوع نہیں۔

سوال: کیا زکوٰۃ قیمت میں ادا کی جا سکتی ہے؟

جواب: ادا کی جا سکتی ہے، اس میں آسانی بھی ہے، روپے، پیسے یا چاندی وغیرہ بھی زکوٰۃ میں ادا کی جا سکتی ہے۔

❀ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خط میں لکھا، جس میں وہ احکام تھے، اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیے تھے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مَنْ بَلَغَتْ صَدَقَتُهُ بِنْتَ مَخَاضٍ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ، وَعِنْدَهُ بِنْتُ لَبُونٍ فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ وَيُعْطِيهِ الْمُصَدِّقُ عِشْرِينَ دِرْهَمًا أَوْ شَاتَيْنِ .

''جس (کے اونٹوں) کی زکوٰۃ بنت مخاض (جس اونٹنی کی عمر ایک سال پوری ہوچکی ہو اور دوسرے سال میں داخل ہوچکی ہو اور اس کی ماں حاملہ ہو) بنتی ہو اور وہ اس کے پاس نہ ہو، بلکہ بنت لبون (جس اونٹنی کی عمر دو سال پوری ہوچکی ہو اور وہ تیسرے سال میں داخل ہو جائے) ہو، تو اس سے وہی قبول کر لی جائے گی اور صدقہ وصول کرنے والا مالک کو دس درہم یا دو بکریاں دے گا۔''

(صحيح البخاري : 1448)

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ زکوٰۃ میں قیمت کا لین دین کیا جا سکتا ہے۔

کئی اہل علم نے فطرانہ میں قیمت ادا کرنے کو جائز قرار دیا ہے، فطرانہ بھی زکوٰۃ ہے۔

❁ عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ کا یہی موقف ہے۔

(مصنّف ابن أبي شيبة : 173/3، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ یہی مذہب امام بخاری رحمہ اللہ کا بھی ہے۔

(صحيح البخاري، باب العرض في الزّكوة)

❁ امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ بِهِ بَأْسٌ أَنْ يُعْطَى زَكَاةُ رَمَضَانَ فِضَّةً .

''صدقہ فطر میں چاندی بھی ادا کی جا سکتی ہے، اس میں حرج نہیں۔''

(تاريخ ابن معين : 2326، 2765)

❁❁❁❁❁❁❁

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۶۰)

غلام مصطفی ظہیر امن پوری

سوال: شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) کا کلام «اَلْحَوَادِثُ لَا أَوَّلَ لَهَا» کی کیا توضیح ہے؟

جواب: کئی اہل علم شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا یہ کلام سمجھنے سے قاصر رہے ہیں، جس وجہ سے انہوں نے آپ رحمہ اللہ پر انگشت نمائی کی۔

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) لکھتے ہیں:

هِيَ مِنْ مُسْتَشْنَعِ الْمَسَائِلِ الْمَنْسُوبَةِ لِابْنِ تَيْمِيَّةَ.

”یہ علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے منسوب ان مسائل میں سے ہے، جن کی بنا پر انہیں طنز و تشنیع کا نشانہ بنایا گیا ہے۔“

(فتح الباري : 410/13)

اصل مسئلہ یہ ہے کہ «اَلْحَوَادِثُ لَا أَوَّلَ لَهَا» کہ حوادث کی ابتدا نہیں ہے۔ معترض کہتا ہے کہ حادث وہ ہے، جو عدم سے وجود میں آئے۔ جب کوئی چیز عدم سے وجود میں آئے، تو یہی اس کی ابتدا ہوتی ہے۔ اس بنا پر یہ کہنا کیسے درست ہوگا کہ حوادث کی کوئی ابتدا نہیں ہوتی؟

جبکہ یہاں علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ حوادث سے مراد مخلوق کے حوادث نہیں، بلکہ آپ کی مراد اللہ تعالیٰ کے حوادث ہیں، جنہیں باری تعالیٰ کی فعلی صفات کہتے ہیں، آپ رحمہ اللہ یہ بتانا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی صفات فعلیہ کی ابتدا نہیں ہے، وہ ہمیشہ سے ہمیشہ ان صفات سے متصف ہے، اللہ تعالیٰ کا حدث مخلوق کے حدث کی طرح نہیں ہے۔ ہر حدث مخلوق نہیں، البتہ ہر مخلوق حدث ہے۔ اللہ تعالیٰ کی صفات فعلیہ کی نوع قدیم ہے اور اس کے آحاد حوادث ہیں۔ یہی اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے۔ اسی اُصول اور ضابطہ کے تحت علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے جہمیہ، معتزلہ اور جبریہ کا رد کیا ہے۔ ان کے رد میں امام بخاری رحمہ اللہ نے یہی اُصول استعمال کیا ہے۔

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿مَا يَأْتِيهِم مِّن ذِكْرٍ مِّن رَّبِّهِم مُّحْدَثٍ إِلَّا اسْتَمَعُوهُ وَهُمْ يَلْعَبُونَ﴾

(الأنبياء: ٢)

''ان کے پاس ان کے رب کی طرف سے جو بھی نیا ذکر آیا، انہوں نے اسے بادل ناخواستہ سنا اور ہنستے کھیلتے رہے (یعنی اس کی پرواہ نہیں کی)۔''

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿لَعَلَّ اللَّهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذَٰلِكَ أَمْرًا﴾(الطّلاق: ١)

''شاید اللہ تعالیٰ اس کے بعد کوئی نیا حکم نازل فرما دے۔''

❀ نیز فرمان الٰہی ہے:

﴿كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ﴾(الرّحمٰن: ٢٩)

''اللہ تعالیٰ ہر وقت کسی نہ کسی کام میں ہے۔''

❀ ان آیات کے بعد امام بخاری رحمہ اللہ نے فرماتے ہیں:

إِنَّ حَدَثَهُ لَا يُشْبِهُ حَدَثَ الْمَخْلُوقِينَ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

’’اللہ تعالیٰ کا حدث، مخلوق کے حدث جیسا نہیں ہے۔‘‘

(صحيح البخاري، قبل الحديث: 7522)

اللہ تعالیٰ کے لیے ’’حدث‘‘ ثابت ہے اور مخلوق کے لیے بھی ثابت ہے۔ معتزلہ کہتے ہیں کہ جو قرآن میں ’’محدث‘‘ کا لفظ آیا ہے، وہ مخلوق ہے، لہٰذا قرآن بھی مخلوق ہے۔ تو امام بخاری رحمہ اللہ مذکورہ بالا آیات سے معتزلہ کا رد کرنا چاہتے ہیں کہ اللہ کے حدث سے اس کا فعل مراد ہے، اللہ کا فعل مخلوق کے حدث (فعل) کے مشابہ نہیں ہے، جیسا کہ فرمان الٰہی ہے:

﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ﴾ (الشوریٰ: ۱۱)

’’اللہ تعالیٰ جیسی کوئی شے نہیں۔‘‘

جس طرح باقی صفات باری تعالیٰ میں مخلوق سے مشابہت نہیں، مثلاً صفت نزول، صفت سمع اور صفت بصر وغیرہ، اسی طرح خالق کا حدث (فعل) بھی مخلوق کے حدث کے مشابہ نہیں۔ اس لیے کہ مخلوق کا جو ’’حدث‘‘ ہے، وہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے، مگر اللہ تعالیٰ کا حدث (فعل) مخلوق نہیں، بلکہ اس کی فعلی صفت ہے۔ تو حوادث سے مراد اللہ تعالیٰ کی صفات فعلیہ ہیں، جب ان کے لیے «اَلْحَوَادِثُ لَا أَوَّلَ لَهَا» کہیں گے، تو مراد یہ ہوگی کہ اللہ تعالیٰ اپنے افعال میں دائمی اور ازلی فاعل ہے۔

جیسا کہ صفت کلام ہے۔ صفت کلام کے بارے اہل علم فرماتے ہیں کہ صفت کلام ایک اعتبار سے ذاتی ہے اور دوسرے اعتبار سے فعلی ہے، ایک اعتبار سے ازلی اور قدیم ہے اور دوسرے اعتبار سے حادث بھی ہے۔ یعنی اللہ کی صفات فعلیہ کی نوع قدیم ہے اور اس کے آحاد حوادث ہیں۔ اس لیے ہر مخلوق حادث ہے، لیکن ہر حادث مخلوق نہیں۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ بھی یہی بتانا چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی صفات فعلیہ دائمی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ہیں، وہ ازل سے ان کے ساتھ متصف ہے اور ان کی ابتدا نہیں ہے، ابن تیمیہ رحمہ اللہ مخلوق کے حوادث کی بات نہیں کر رہے، بلکہ اللہ تعالیٰ کی صفات فعلیہ کو حوادث کہہ رہے ہیں کہ جن کی ابتدا نہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے ہے اور اس کی تمام صفات بھی ہمیشہ سے ہیں۔

سوال: لڑکی سے زنا کیا، کیا اس لڑکی کی ماں سے نکاح ہو سکتا ہے؟

جواب: جس لڑکی سے زنا کیا، اس کی ماں سے نکاح ہو سکتا ہے، کیونکہ زنا سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوتی، کوئی حرام کام حلال کو حرام نہیں کرتا۔

❀ امام قوام السنہ اصبہانی رحمہ اللہ (۵۳۵ھ) فرماتے ہیں:

لَا تَحْرُمُ بِالزِّنَا أُمُّهَا وَابْنَتُهَا، وَلَا تَحْرُمُ هِيَ عَلٰى أَبِيهِ، وَلَا عَلَى ابْنِهٖ .

”زنا سے زانیہ کی ماں اور بیٹی حرام نہیں ہوتی، نہ ہی زانیہ خود زانی کے باپ اور بیٹے پر حرام ہوتی ہے۔“

(شرح صحيح البخاري : 35/5)

❀ نیز فرماتے ہیں:

إِنْ لَاطَ بِغُلَامٍ لَمْ تَحْرُمْ عَلَيْهِ أُمُّهٗ وَلَا بِنْتُهٗ .

”اگر کوئی شخص کسی لڑکے سے لواطت کرے، تو اس لڑکے کی ماں اور بیٹی اس پر حرام نہیں ہوگی۔“

(شرح صحيح البخاري : 35/5)

سوال: دوسری رکعت کے لیے اٹھنے کا کیا طریقہ ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

﴿وَأَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ﴾(البقرة : ٤٣)

’’نماز قائم کرو۔‘‘

یہ ایک اجمالی حکم ہے۔اس کی تفصیل کیا ہے؟نماز کس طرح قائم ہوگی؟اس اجمال کی تفصیل نبی اکرم ﷺ کے اس فرمانِ گرامی میں موجود ہے:

صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي .

’’میرے طریقہ کے مطابق نماز پڑھیں۔‘‘

(صحيح البخاري :631)

✿ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (751ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ لَا يُعْبَدُ إِلَّا بِمَا شَرَعَهٗ عَلٰى أَلْسِنَةِ رُسُلِهٖ، فَإِنَّ الْعِبَادَةَ حَقُّهٗ عَلٰى عِبَادِهٖ، وَحَقُّهُ الَّذِي أَحَقَّهٗ هُوَ، وَرَضِيَ بِهٖ، وَشَرَعَهٗ .

’’اللہ تعالیٰ کی عبادت کا صرف وہی طریقہ ہے، جو اس نے اپنے رسولوں کی زبانی بیان کر دیا۔عبادت بندوں پر اللہ تعالیٰ کا حق ہے اور اس کا حق وہی ہوسکتا ہے، جو اس نے خود مقرر کیا ہو، اس پر وہ راضی بھی ہو اور اس کا طریقہ بھی اس نے خود بیان کیا ہو۔‘‘

(إعلام الموقّعين :344/1)

معلوم ہوا کہ عبادت کی قبولیت تب ہوگی، جب اسے سنت طریقے سے ادا کیا جائے۔ سنت کا علم صرف ’’صحیح‘‘ حدیث کے ذریعے ہوتا ہے۔ جہالت اور عناد کی بنا پر ’’صحیح‘‘ احادیث کو چھوڑ کر ’’ضعیف‘‘ روایات کے ذریعے عبادات کے طریقے مقرر کرنا جائز نہیں۔ چونکہ نماز بھی ایک عبادت، بلکہ ایسا ستون ہے، جس پر اسلام کی پوری عمارت کھڑی ہوتی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ہے، لہٰذا اس کی ادائیگی میں بھی سنت طریقے کو ملحوظ رکھنا انتہائی ضروری ہے۔

جلسہ استراحت اور تشہد کے بعد کیسے اٹھیں؟

نماز کی پہلی اور تیسری رکعت میں دونوں سجدوں کے بعد اگلی رکعت کے لیے اٹھنے سے پہلے تھوڑی دیر کے لیے اطمینان سے بیٹھنا جلسۂ استراحت کہلاتا ہے۔ اس جلسہ کے بعد اور درمیانے تشہد کے بعد اگلی رکعت کے لیے اٹھنا ہوتا ہے۔

❀ ایوب سختیانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، قَالَ: جَاءَ نَا مَالِكُ بْنُ الْحُوَيْرِثِ، فَصَلّٰى بِنَا فِي مَسْجِدِنَا هٰذَا، فقَالَ: إِنِّي لَأُصَلِّي بِكُمْ، وَمَا أُرِيدُ الصَّلَاةَ، وَلٰكِنْ أُرِيدُ أَنْ أُرِيكُمْ كَيْفَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي، قَالَ أَيُّوبُ: فَقُلْتُ لِأَبِي قِلَابَةَ: وَكَيْفَ كَانَتْ صَلَاتُهُ؟ قَالَ: مِثْلَ صَلَاةِ شَيْخِنَا هٰذَا ـيَعْنِي عَمْرَو بْنَ سَلِمَةَـ قَالَ أَيُّوبُ: وَكَانَ ذٰلِكَ الشَّيْخُ يُتِمُّ التَّكْبِيرَ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ عَنِ السَّجْدَةِ الثَّانِيَةِ جَلَسَ وَاعْتَمَدَ عَلَى الْأَرْضِ، ثُمَّ قَامَ.

''ابو قلابہ رحمہ اللہ (تابعی) نے بتایا: ہمارے پاس سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ تشریف لائے، ہماری مسجد میں ہمیں نماز پڑھائی اور فرمانے لگے: میں آپ کے سامنے نماز پڑھنے لگا ہوں، حالانکہ نماز پڑھنا میرا مقصد نہیں۔ دراصل میں چاہتا ہوں کہ آپ کو یہ بتاؤں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیسے نماز پڑھا کرتے تھے۔ میں نے ابو قلابہ رحمہ اللہ سے پوچھا کہ سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کی نماز کیسی تھی؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انہوں نے بتایا: ہمارے شیخ عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ کی طرح۔ عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ تکبیر کہتے، جب دوسرے سجدے سے سر اٹھاتے، تو بیٹھ جاتے اور زمین پر ٹِک جاتے، پھر کھڑے ہوتے۔" (صحيح البخاري : 824)

امام محمد بن ادریس، شافعی رحمہ اللہ (204ھ) فرماتے ہیں:

بِهٰذَا نَأْخُذُ، فَنَأْمُرُ مَنْ قَامَ مِنْ سُجُودٍ، أَوْ جُلُوسٍ فِي الصَّلَاةِ أَنْ يَّعْتَمِدَ عَلَى الْأَرْضِ بِيَدَيْهِ مَعًا، اتِّبَاعًا لِّلسُّنَّةِ، فَإِنَّ ذٰلِكَ أَشْبَهُ لِلتَّوَاضُعِ، وَأَعْوَنُ لِلْمُصَلِّي عَلَى الصَّلَاةِ، وَأَحْرٰى أَنْ لَّا يَنْقَلِبَ، وَلَا يَكَادُ يَنْقَلِبُ، وَأَيُّ قِيَامٍ قَامَهٗ سِوٰى هٰذَا كَرِهْتُهٗ لَهٗ .

"ہم اسی حدیث کے مطابق فتویٰ دیتے ہیں اور جو شخص نماز میں سجدے یا تشہد سے (اگلی رکعت کے لیے) اٹھے، اسے حکم دیتے ہیں کہ سنت پر عمل کرتے ہوئے وہ اپنے دونوں ہاتھوں کو زمین پر ٹیکے۔ یہ عمل عاجزی کے قریب تر ہے، نمازی کے لیے مفید بھی ہے اور گرنے سے بچنے کا ذریعہ بھی ہے۔ اس کے علاوہ اٹھنے کی کوئی بھی صورت میرے نزدیک مکروہ ہے۔"

(كتاب الأمّ : 101/1)

سید الفقہاء، امام بخاری رحمہ اللہ (256ھ) نے یوں باب قائم کیا ہے:

بَابٌ : كَيْفَ يَعْتَمِدُ عَلَى الْأَرْضِ إِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَةِ .

"اس بات کا بیان کہ نمازی (پہلی اور تیسری) رکعت سے اٹھتے ہوئے زمین کا سہارا کیسے لے گا۔"

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (852ھ) لکھتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الْغَرَضُ مِنْهُ هُنَا ذِكْرُ الِاعْتِمَادِ عَلَى الْأَرْضِ عِنْدَ الْقِيَامِ مِنَ السُّجُودِ أَوِ الْجُلُوسِ .

''امام بخاری رحمہ اللہ کی مراد یہ ہے کہ سجدے اور تشہد سے اٹھتے ہوئے ہاتھوں کو زمین پر ٹیکنا چاہیے۔''

(فتح الباري : 303/2)

❁ ازرق بن قیس رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ يَنْهَضُ فِي الصَّلَاةِ، وَيَعْتَمِدُ عَلٰى يَدَيْهِ .

''میں نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو نماز میں اٹھتے اور اپنے دونوں ہاتھوں کا سہارا لیتے ہوئے دیکھا۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة :394/1، وسندہٗ صحيحٌ)

❁ خالد حذا رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

رَأَيْتُ أَبَا قِلَابَةَ وَالْحَسَنَ يَعْتَمِدَانِ عَلٰى أَيْدِيهِمَا فِي الصَّلَاةِ .

''میں نے ابوقلابہ اور حسن بصری رحمہما اللہ کو دیکھا کہ وہ نماز میں (اگلی رکعت کے لیے اٹھتے وقت) اپنے دونوں ہاتھوں کا سہارا لیتے تھے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة :395/1، وسندہٗ صحيحٌ إن صحّ سماع عبادة بن العوّام من خالد)

گھٹنوں کے بل اٹھنا؟:

بعض کہتے ہیں کہ نماز میں دو سجدوں اور تشہد کے بعد اگلی رکعت کے لیے گھٹنوں کے بل اٹھنا چاہیے۔ان کے دلائل ملاحظہ ہوں؛

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَّعْتَمِدَ الرَّجُلُ عَلٰى يَدَيْهِ إِذَا نَهَضَ فِي الصَّلَاةِ.

''رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ کوئی نماز میں اٹھتے وقت اپنے ہاتھوں کا سہارا لے۔'' (مسند الإمام أحمد: 147/2، سنن أبي داوٗد: 992)

یہ روایت ان الفاظ کے ساتھ ''شاذ'' ہے۔امام عبدالرزاق رحمہ اللہ سے بیان کرنے میں محمد بن عبدالملک غزال کو غلطی لگی ہے۔اس نے کئی ثقہ واوثق راویوں کی مخالفت میں یہ الفاظ بیان کیے ہیں۔

❁ امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا خَطَأٌ لِّمُخَالَفَتِهٖ سَائِرَ الرُّوَاةِ، وَكَيْفَ يَكُونُ صَحِيحًا؟

''یہ غلطی ہے، کیونکہ اس بیان میں محمد بن عبدالملک نے باقی تمام راویوں کی مخالفت کی ہے۔یہ صحیح کیسے ہوسکتی ہے؟''

(معرفة السّنن والآثار: 43/3)

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ نے اس روایت کو ''ضعیف'' اور ''شاذ'' قرار دیا ہے۔

(المَجموع: 445/3)

اس پر شواہد موجود ہیں کہ اس بیان میں محمد بن عبدالملک غزال کو وہم ہوا ہے،ملاحظہ فرمائیں:

① امام عبدالرزاق رحمہ اللہ سے امام احمد بن حنبل،احمد بن محمد بن شبویہ،محمد بن رافع،محمد بن سہل عسکر،حسن بن مہدی اور احمد بن یوسف سلمی نے یہ روایت ان الفاظ میں بیان کی ہے:

نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جَلَسَ الرَّجُلُ فِي الصَّلَاةِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

أَنْ يَّعْتَمِدَ عَلٰى يَدِهِ الْيُسْرٰى .

”نبی اکرم ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ کوئی نماز میں بیٹھے ہوئے بائیں ہاتھ پر ٹیک لگائے۔“

② سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک حدیث یوں بیان کی ہے:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى رَجُلًا، وَهُوَ جَالِسٌ، مُعْتَمِدًا عَلٰى يَدِهِ الْيُسْرٰى فِي الصَّلَاةِ، وَقَالَ : إِنَّهَا صَلَاةُ الْيَهُودِ .

”نبی اکرم ﷺ نے ایک آدمی کو نماز میں بائیں ہاتھ پر ٹیک لگا کر بیٹھنے سے منع کیا اور فرمایا: یہ تو یہود کی نماز ہے۔“

(المستدرك للحاكم : 272/1، السنن الكبرٰى للبيهقي : 136/2، وسندهٗ صحيحٌ)

امام حاکم رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ”بخاری ومسلم کی شرط پر صحیح“ قرار دیا ہے اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

③ نافع مولیٰ ابن عمر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

رَاٰى عَبْدُ اللّٰهِ رَجُلًا يُّصَلِّي، سَاقِطًا عَلٰى رُكْبَتَيْهِ، مُتَّكِئًا عَلٰى يَدِهِ الْيُسْرٰى، فَقَالَ : لَا تُصَلِّ هٰكَذَا، إِنَّمَا يَجْلِسُ هٰكَذَا الَّذِينَ يُعَذَّبُونَ .

”سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ نماز میں اپنے گھٹنوں کے بل گرا ہوا تھا اور اس نے اپنے بائیں ہاتھ پر ٹیک لگائی ہوئی تھی۔ تو انہوں نے اس سے فرمایا: ایسے نماز مت پڑھو۔ اس طرح تو وہ لوگ بیٹھتے ہیں، جن کو سزا دی جا رہی ہو۔“

(السّنن الكبرٰى للبيهقي : 136/2، وسندهٗ حسنٌ)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ان بیانات سے بھی یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ محمد بن عبد الملک نے مذکورہ روایت بیان کرتے ہوئے غلطی کی ہے، لہٰذا ثقہ و اوثق راویوں کی بیان کردہ صحیح حدیث ہی قابل عمل ہے، نہ کہ ایک راوی کا وہم۔

❀ سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَجَدَ وَضَعَ رُكْبَتَيْهِ قَبْلَ يَدَيْهِ، وَإِذَا نَهَضَ رَفَعَ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ.

''میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔آپ جب سجدہ کرتے،تو اپنے گھٹنوں کو ہاتھوں سے پہلے زمین پر رکھتے اور جب اٹھتے،تو ہاتھوں کو گھٹنوں سے پہلے اٹھاتے تھے۔''

(سنن أبي داوٗد : 828، سنن النسائي : 1090، سنن الترمذي : 268، وصحّحهٗ، سنن ابن ماجه : 883، وصحّحه ابن خزيمة : 629، وابن حبّان : 1909)

سند ''ضعیف'' ہے،شریک بن عبداللہ قاضی ''مدلس'' ہیں،سماع کی صراحت نہیں کی۔

❀ امام بیہقی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

(السنن الکبریٰ : 2/100)

❀ سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے:

إِذَا نَهَضَ؛ نَهَضَ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ، وَاعْتَمَدَ عَلٰى فَخِذَيْهِ.

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب اٹھتے،تو گھٹنوں کے بل اٹھتے اور اپنی رانوں کا سہارا لیتے تھے۔''

(سنن أبي داوٗد : 736، 839)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سند انقطاع کی وجہ سے ''ضعیف'' ہے۔عبد الجبار بن وائل نے اپنے والد سے سماع نہیں کیا۔

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

حَدِيثٌ ضَعِيفٌ، لِأَنَّ عَبْدَ الْجَبَّارِ بْنَ وَائِلٍ؛ اتَّفَقَ الْحُفَّاظُ عَلٰى أَنَّهٗ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ أَبِيهِ شَيْئًا، وَلَمْ يُدْرِكْهُ.

''یہ حدیث ضعیف ہے، کیونکہ محدثین کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ عبد الجبار بن وائل نے اپنے والد سے کوئی بھی حدیث نہیں سنی، نہ ہی اس کی اپنے والد سے (سن شعور میں) ملاقات ہے۔''

(المَجموع: 446/3)

❁ اس کی ایک متابعت بھی موجود ہے۔

(سنن أبي داوٗد: 839، مراسيل أبي داوٗد: 42)

مگر وہ سند بھی ''ضعیف'' ہے:

① کلیب بن شہاب تابعی براہ راست نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کر رہے ہیں، لہٰذا یہ ''مرسل'' ہے اور ''مرسل'' روایت ''ضعیف'' ہی کی ایک قسم ہے۔

② شقیق، ابولیث ''مجہول'' ہے۔

اسے امام طحاوی (شرح معانی الآثار: 255/1)، حافظ ذہبی (میزان الاعتدال: 279/2) اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (تقریب التہذیب: 2819) نے ''مجہول'' قرار دیا ہے۔ لہٰذا اس متابعت کا کوئی اعتبار نہیں کیا جا سکتا۔

❁ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

إِنَّ مِنَ السُّنَّةِ فِي الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ؛ إِذَا نَهَضَ الرَّجُلُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ، أَنْ لَّا يَعْتَمِدَ بِيَدَيْهِ عَلَى الْأَرْضِ، إِلَّا أَنْ يَّكُونَ شَيْخًا كَبِيرًا لَّا يَسْتَطِيعُ .

''یہ سنت طریقہ ہے کہ فرض نماز میں جب آدمی پہلی دو رکعتوں کے بعد اٹھے، تو زمین پر ہاتھ نہ ٹیکے۔ سوائے اس صورت کے کہ وہ بوڑھا ہو اور اس طرح اٹھنے کی طاقت نہ رکھتا ہو۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة :394/1، 395)

سند ''ضعیف'' ہے، عبدالرحمن بن اسحاق کوفی جمہور کے نزدیک ''ضعیف'' ہے۔

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هُوَ ضَعِيفٌ بِالِاتِّفَاقِ .

''یہ بالاتفاق ضعیف ہے۔''

(شرح صحيح مسلم :173/1)

❁ ابراہیم بن یزید نخعی رحمہ اللہ کے بارے میں ہے:

إِنَّهُ كَانَ يَكْرَهُ ذٰلِكَ إِلَّا أَنْ يَّكُونَ شَيْخًا كَبِيرًا أَوْ مَرِيضًا .

''آپ رحمہ اللہ بوڑھے یا مریض کے علاوہ (ہر ایک کے لیے) ہاتھوں کو زمین پر ٹیک کر اٹھنے کو مکروہ سمجھتے تھے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة :395/1)

سند ''ضعیف'' ہے، ہشیم بن بشیر واسطی ''مدلس'' ہیں سماع کی تصریح نہیں کی۔ بشرط صحت یہ اثر صحیح حدیث اور آثار سلف کے خلاف ہے، لہٰذا اس پر عمل نہیں ہو سکتا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حاصل کلام:

رسول اللہ ﷺ نماز میں جلسہ استراحت یا تشہد کے بعد اگلی رکعت کے لیے اٹھتے وقت دونوں ہاتھوں کا سہارا لے کر اٹھتے تھے۔ صحابیٔ رسول سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی آپ ﷺ کی پیروی میں یہی طریقہ اختیار کرتے تھے۔ پھر سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ نے بھی اسے نبوی طریقہ قرار دیا ہے۔ تابعین کرام نے ان سے یہ سنت سیکھ کر آگے منتقل کی۔ سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کے شاگرد ابو قلابہ رحمہ اللہ بھی اسی سنت کے قائل و فاعل تھے۔ ائمہ حدیث نے سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے یہی سمجھا، سمجھایا ہے اور اسی کو اختیار کیا ہے۔

سوال: نماز عشاء سے پہلے سونا کیسا ہے؟

جواب: نماز عشاء سے پہلے سونا مکروہ ہے، اگر نماز عشاء کے لیے اٹھنے کا اہتمام کر لیا جائے، تو نماز عشاء سے پہلے سونے میں حرج نہیں، البتہ نماز عشاء کی پرواہ کیے بغیر سو جانا اور جماعت ترک کر دینا ناجائز ہے۔ بہر صورت نماز عشاء سے پہلے سونے سے اجتناب کرنا چاہیے، کیونکہ اگر وہ عشاء کی جماعت کے لیے اُٹھ بھی جائے، تو بھی ہشاش بشاش ہو کر عشاء نہیں پڑھ سکتا، بلکہ اس پر سستی طاری رہے گی، اس لیے بہتر یہی ہے کہ نماز عشاء کے بعد سوئے، پہلے سونے سے گریزاں رہے۔

❁ سیدنا ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَكْرَهُ النَّوْمَ قَبْلَ الْعِشَاءِ وَالْحَدِيثَ بَعْدَهَا .

”رسول اللہ ﷺ نماز عشاء سے پہلے سونا اور اس کے بعد باتیں کرنا ناپسند

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کرتے تھے۔“

(صحيح البخاري : 568، صحيح مسلم : 647)

❁ اسلم مولیٰ عمر بن خطاب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كَتَبَ عُمَرُ؛ أَنْ لَا يَنَامَ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَهَا، فَمَنْ نَامَ فَلَا نَامَتْ عَيْنَاهُ .

”سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے (عاملین کو) خط لکھا کہ نماز عشاء سے پہلے کوئی نہ سوئے، جس نے سونا چاہا، (اللہ کرے) اس کی آنکھیں نہ سوسکیں۔“

(مؤطأ الإمام مالك : 6/1، مصنّف ابن أبي شيبة : 334/2، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ ابراہیم بن یزید نخعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كَانُوا يَكْرَهُونَ النَّوْمَ قَبْلَهَا، وَالْحَدِيثَ بَعْدَهَا .

”صحابہ وتابعین عشاء سے پہلے سونے اور اس کے بعد (غیر ضروری) باتیں کرنے کو ناپسند کرتے تھے۔“

(مصنف ابن أبي شيبة : 7187، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

قُلْتُ لَهٗ : أَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَنَامُ عَنْهَا؟، يَعْنِي الْعِشَاءَ، قَالَ : قَدْ كَانَ يَنَامُ وَيُوَكِّلُ مَنْ يُوقِظُهٗ .

”میں نے نافع رحمہ اللہ سے پوچھا: کیا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نماز عشاء سے پہلے سوتے تھے؟ فرمایا: کبھی کبھار عشاء سے پہلے سو جاتے اور کسی کے ذمہ لگا دیتے کہ وہ انہیں (نماز عشاء کے لیے) جگا دے۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(مصنّف ابن أبي شيبة : 7195، وسندهٗ صحيحٌ)

نماز عشاء سے پہلے سونا جائز ہے، بشرطیکہ کوئی جماعت کے لیے جگانے والا ہو، ورنہ ناجائز ہے، کیونکہ نماز عشاء کو با جماعت ادا کرنا واجب ہے۔

سوال: نماز عشاء کے بعد گپ شپ لگانا کیسا ہے؟

جواب: نماز عشاء کے بعد دیر تک گپ شپ لگانا ناپسندیدہ ہے، کیونکہ جو رات گئے تک گفتگو میں مصروف رہے گا، اس کا نماز فجر کے وقت جاگنا مشکل ہوگا، جاگ جائے، تو اس پر نیند کا غلبہ ہوگا، اس لیے بہتر یہی ہے کہ عشاء کے بعد جلدی سو جائے اور صبح جلد بیدار ہو۔

❀ سیدنا ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَكْرَهُ النَّوْمَ قَبْلَ الْعِشَاءِ وَالْحَدِيثَ بَعْدَهَا .

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز عشاء سے پہلے سونا اور اس کے بعد باتیں کرنا ناپسند کرتے تھے۔“

(صحيح البخاري : 568، صحيح مسلم : 647)

❀ سلمان بن ربیعہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مجھے فرمایا:

يَا سَلْمَانُ، إِنِّي أَذُمُّ لَكَ الْحَدِيثَ بَعْدَ صَلَاةِ الْعَتَمَةِ .

”سلمان! مجھے ناپسند ہے کہ آپ نماز عشاء کے بعد گپ شپ لگائیں۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة : 6679، وسندهٗ حسنٌ)

اگر گفتگو خیر و بھلائی اور علم و فقہ پر مشتمل ہو، تو نماز عشاء کے بعد بھی جاری رکھی جا سکتی ہے، کئی احادیث کا عموم اس پر شاہد ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❁ عکرمہ مولیٰ ابن عباس رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

سَمَرَ ابْنُ عَبَّاسٍ عِنْدَ مُعَاوِيَةَ حَتّٰى ذَهَبَ هَزِيعٌ مِنَ اللَّيْلِ .

”سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاں رات کو گفت وشنید کرتے رہے، یہاں تک کہ رات کا چوتھائی حصہ گزر گیا۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة : 6696، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ عروہ بن زبیر رحمہ اللہ کے بارے میں ہے:

إِنَّهٗ كَانَ يَسْمُرُ بَعْدَ الْعِشَاءِ حَتّٰى تَقُولَ عَائِشَةُ : قَدْ أَصْبَحْتُمْ .

”آپ رحمہ اللہ عشاء کے بعد گفتگو کرتے رہتے، یہاں تک کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتیں: صبح ہو چکی ہے۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة : 6695، وسندهٗ صحيحٌ)

سوال: صحابہ کرام میں سب سے زیادہ علم والے کون ہیں؟

جواب: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سب سے زیادہ علم والے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

❁ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ أَبُو بَكْرٍ أَعْلَمَنَا .

”سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ ہم (صحابہ) میں سب سے زیادہ علم والے تھے۔“

(صحيح البخاري : 466، صحيح مسلم : 2382)

❁ امام قوام السنہ اصبہانی رحمہ اللہ (۵۳۵ھ) فرماتے ہیں:

فِيهِ دَلَالَةٌ عَلٰى أَنَّهٗ أَعْلَمُ الصَّحَابَةِ لِأَنَّ أَبَا سَعِيدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ شَهِدَ لَهٗ بِذٰلِكَ بِحَضْرَةِ جَمَاعَتِهِمْ، وَلَمْ يُنْكِرْ ذٰلِكَ عَلَيْهِ أَحَدٌ .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”یہ حدیث دلیل ہے کہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ صحابہ میں سب سے زیادہ علم والے تھے، کیونکہ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے یہ بات صحابہ کی ایک جماعت کی موجودگی میں فرمائی ہے اور کسی نے ان کی اس بات کی تردید نہیں کی۔“

(شرح صحیح البخاري : 416/2)

❀ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) نقل کرتے ہیں:

إِجْمَاعُ عُلَمَاءِ السُّنَّةِ عَلٰی أَنَّ أَبَا بَكْرٍ أَعْلَمُ مِنْ عَلِيٍّ، وَمَا عَلِمْتُ أَحَدًا مِّنَ الْأَئِمَّةِ الْمَشْهُورِينَ يُنَازِعُ فِي ذٰلِكَ.

”علمائے اہل سنت کا اجماع ہے کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے زیادہ علم والے ہیں اور میں (ابن تیمیہ رضی اللہ عنہ) نہیں جانتا کہ کسی مشہور امام نے اس بارے میں کوئی اختلاف کیا ہو۔“

(الفتاوی الکبریٰ : 430/4، مجموع الفتاویٰ : 399/4، منهاج السّنة : 502/7)

سوال: شوہر کتنا وقت اپنی بیوی سے دور رہ سکتا ہے؟

جواب: شریعت نے اس بارے میں کوئی مدت مقرر نہیں کی، یہ شوہر اور بیوی کی رضا مندی پر منحصر ہے، دونوں جتنا وقت بغیر ملے گزارنا چاہیں، گزار سکتے ہیں۔ اس بارے میں سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے جو چار یا چھ مہینے کی مدت منقول ہے، ثابت نہیں، اس کی تمام سندیں ضعیف و غیر ثابت ہیں۔

سوال: کیا سوموار کے دن فوت ہونا باعث فضیلت ہے؟

جواب: سوموار کے دن فوت ہونے میں کوئی فضیلت نہیں، الا یہ کہ اس دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تھی، تو سوموار کے دن فوت ہونے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

موافقت ہو جائے گی، مگر اس موافقت سے کسی کے اچھے برے ہونے کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا، کیونکہ سوموار کو کفار اور بے دین لوگ بھی فوت ہوتے ہیں۔

البتہ ایسا شخص جو ساری زندگی نبی کریم ﷺ کی موافقت اور اتباع میں گزار دے، ہر چھوٹے بڑے معاملہ میں نبی کریم ﷺ کا انداز اپنائے اور خواہش کرے کہ مجھے بھی موت اسی طرح آئے، جس طرح رسول اللہ ﷺ کو آئی، تو ایسا شخص اگر سوموار کے دن فوت ہو جائے، تو اس کے حق میں یہ باعث فضیلت ہو سکتا ہے، واللہ اعلم!

سوال: کیا ریاض الجنہ میں نماز پڑھنا باعث فضیلت ہے؟

جواب: یقیناً ریاض الجنہ میں نماز پڑھنا باعث فضیلت ہے۔ پوری مسجد نبوی میں نماز پڑھنا باعث فضیلت ہے، مگر ریاض الجنہ، جو منبر اور قبر رسول ﷺ کا درمیانی ٹکڑا ہے، میں نماز پڑھنا زیادہ باعث فضیلت ہے، کیونکہ یہ جنت کا ٹکڑا ہے۔

❁ عبداللہ بن زید مازنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ .

”میرے گھر اور منبر کا درمیانی حصہ جنت کے باغیچوں میں سے ایک باغیچہ ہے۔“

(صحيح البخاري : 1195، صحيح مسلم : 1390)

سوال: کیا دوران نماز تھوک پھینک سکتا ہے؟

جواب: دوران نماز اگر تھوک یا بلغم آ جائے، تو اسے بائیں طرف پھینک دے، مسجد میں ایسا نہ کرے، بلکہ رومال، کپڑے یا ٹشو وغیرہ میں تھوک دے۔

سوال: دوران نماز اونچی سانس لینا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے، اس سے نماز میں کچھ خلل نہیں آتا۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: کیا نماز میں سلام کا جواب بول کر دیا جا سکتا ہے؟

جواب: اہل علم کا اجماع ہے کہ نماز میں سلام کا جواب بول کر نہیں دیا جا سکتا، اس سے نماز ٹوٹ جائے گی۔ البتہ سر، ہاتھ یا انگلی کے اشارے سے سلام کا جواب دیا جائے گا۔

❁ امام قوام السنہ اصبہانی رحمہ اللہ (۵۳۵ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ أَنَّ الْمُصَلِّي لَا يَرُدُّ السَّلَامَ مُتَكَلِّمًا ....

''اہل علم کا اجماع ہے کہ نمازی سلام کا جواب بول کر نہیں دے گا......۔''

(شرح صحيح البخاري : 198/3)

نمازی سلام کا جواب اشارے سے دے گا، اشارہ سے نماز نہیں ٹوٹتی۔

❁ نیز فرماتے ہیں:

قَدْ ثَبَتَتِ الْإِشَارَةُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصَّلَاةِ فِي آثَارٍ كَثِيرَةٍ .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت سی احادیث ثابت ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں اشارہ کیا۔''

(شرح صحيح البخاري : 199/3)

❁❁❁❁❁❁❁

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۶۱)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: روایت: «إِخْتِلَافُ أُمَّتِي رَحْمَةٌ» بلحاظ سند کیسی ہے؟

جواب: یہ بے اصل روایت ہے۔

❀ حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ (۸۰۴ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا الْحَدِيثُ لَمْ أَرَ مَنْ خَرَّجَهُ مَرْفُوعًا بَعْدَ الْبَحْثِ الشَّدِيدِ عَنْهُ .

”باوجود بسیار کوشش کے مجھے معلوم نہیں ہو سکا کہ اس حدیث کو کس محدث نے اپنی کتاب میں مرفوع ذکر کیا ہے۔“

(تذكرة المُحتاج : 62)

❀ حافظ سخاوی رحمہ اللہ (۹۰۲ھ) فرماتے ہیں:

زَعَمَ كَثِيرٌ مِنَ الْأَئِمَّةِ أَنَّهُ لَا أَصْلَ لَهُ .

”بہت سے ائمہ نے کہا ہے کہ یہ روایت بے اصل ہے۔“

(المَقاصد الحَسَنة : 39)

سوال: امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے منسوب مندرجہ ذیل قول کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

إِذَا صَحَّ الْحَدِيثُ فَهُوَ مَذْهَبِي .

”جب صحیح حدیث آ جائے، تو وہی میرا مذہب ہے۔“

(فتاویٰ شامی : 67/1)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(جواب): امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے یہ قول ثابت نہیں، البتہ اسی طرح کا قول امام شافعی رحمہ اللہ سے متواتر ثابت ہے۔

(إعلام المؤقعين لابن القيم : 201/2)

(سوال): کیا لنڈا استعمال کیا جا سکتا ہے؟

(جواب): لنڈا کا استعمال جائز ہے۔ کفار کی اشیا دھو کر استعمال کی جا سکتی ہیں۔

(سوال): کیا پانی پر دم کر کے مریض کو پلایا جا سکتا ہے؟

(جواب): پانی پر دم کرنا جائز ہے اور وہ پانی مریض کو پلایا جا سکتا ہے۔ یہ طریقہ علاج ہے، جس سے شریعت نے منع نہیں کیا۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے ایسا کرنا ثابت ہے۔

(مسائل أحمد برواية ابنه عبد اللّٰه : 1622)

(سوال): شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

(جواب): شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

اِبْنُ مَسْعُودٍ فِي الْعِلْمِ مِنْ طَبَقَةِ عُمَرَ وَعَلِيٍّ وَأُبَيٍّ وَمُعَاذٍ، وَهُوَ مِنَ الطَّبَقَةِ الْأُولَى مِنْ عُلَمَاءِ الصَّحَابَةِ؛ فَمَنْ قَدَحَ فِيهِ أَوْ قَالَ : هُوَ ضَعِيفُ الرِّوَايَةِ، فَهُوَ مِنْ جِنْسِ الرَّافِضَةِ الَّذِينَ يَقْدَحُونَ فِي أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَذٰلِكَ يَدُلُّ عَلٰى إِفْرَاطِ جَهْلِهِ بِالصَّحَابَةِ أَوْ زَنْدَقَتِهِ وَنِفَاقِهِ.

”سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ میدان علم میں سیدنا عمر، سیدنا علی، سیدنا اُبی اور سیدنا معاذ رضی اللہ عنہم کے ہم پلہ ہیں، آپ رضی اللہ عنہ اول درجہ کے علما صحابہ میں سے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ جس نے آپ رضی اللہ عنہ پر جرح کی یا آپ کو روایت میں ضعیف کہا، وہ اُن روافض کی جنس ہے، جو سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہم پر جرح کرتے ہیں، نیز یہ دلیل ہے کہ وہ مقامِ صحابہ سے بے بہرہ ہے یا زندیق اور منافق ہے۔''

(مَجموع الفَتاویٰ: 531/4)

سوال: ایمان کی تعریف ''الایمان قول'' کرنا کیسا ہے؟

جواب: اہل سنت والجماعت کا اجماع ہے کہ ایمان زبان کا اقرار، دل کی تصدیق اور اعضاء و جوارح کے ساتھ عمل کا نام ہے۔

❁ امام آجری رحمہ اللہ (۳۶۰ھ) فرماتے ہیں:

إِذَا كَمُلَتْ فِيهِ هٰذِهِ الثَّلَاثُ الْخِصَالِ، كَانَ مُؤْمِنًا دَلَّ عَلٰى ذٰلِكَ الْقُرْآنُ، وَالسُّنَّةُ، وَقَوْلُ عُلَمَاءِ الْمُسْلِمِينَ .

''جس شخص میں یہ تین خصلتیں (تصدیق، اقرار اور عمل) جمع ہو جائیں، وہ مؤمن ہے، اس پر قرآن، سنت اور علمائے مسلمین کا اجماع ہے۔''

(الشّریعة: 611/2)

❁ نیز فرماتے ہیں:

الْأَعْمَالُ رَحِمَكُمُ اللّٰهُ بِالْجَوَارِحِ، تَصْدِيقٌ عَنِ الْإِيمَانِ بِالْقَلْبِ وَاللِّسَانِ، فَمَنْ لَمْ يُصَدِّقِ الْإِيمَانَ بِعَمَلِهٖ وَبِجَوَارِحِهٖ مِثْلُ الطَّهَارَةِ، وَالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ، وَالصِّيَامِ وَالْحَجِّ وَالْجِهَادِ، وَأَشْبَاهُ لِهٰذِهٖ وَرَضِيَ مِنْ نَفْسِهٖ بِالْمَعْرِفَةِ وَالْقَوْلِ لَمْ يَكُنْ مُؤْمِنًا، وَلَمْ يَنْفَعْهُ الْمَعْرِفَةُ وَالْقَوْلُ، وَكَانَ تَرْكُهُ لِلْعَمَلِ تَكْذِيبًا مِّنْهُ لِإِيمَانِهٖ،

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

وَكَانَ الْعَمَلُ بِمَا ذَكَرْنَاهُ تَصْدِيقًا مِّنْهُ لِإِيمَانِهِ .

’’جوارح کے ساتھ عمل کرنا دل اور زبان کے ایمان کی تصدیق ہے، جس نے اپنے عمل وجوارح مثلاً طہارت، نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج اور جہاد وغیرہ کے ساتھ اپنے ایمان کی تصدیق نہ کی، دل کی معرفت اور زبان کے اقرار کو کافی سمجھا، تو وہ مؤمن نہیں ہے، اسے معرفت اور اقرار نفع نہ دیں گے، اس کا عمل کو ترک کرنا خود اپنے ایمان کی تکذیب ہوگا اور اس کے اعمال دراصل اس کی طرف سے اپنے ایمان کی تصدیق ہے۔‘‘

(الشّريعة : 614/2)

لہٰذا ’’الایمان قول‘‘ کہنا باطل ہے۔اس کے مطابق تمام منافقین مؤمن ٹھہریں گے، کیونکہ وہ زبان سے کلمہ کا اظہار کرتے تھے، مگر دل میں کفر رکھتے تھے۔

❁ امام ابومصعب احمد بن ابی بکر مدنی رحمہ اللہ (۲۴۲ھ) فرماتے ہیں:

مَنْ قَالَ : اَلْإِيمَانُ قَوْلٌ، يُسْتَتَابُ، فَإِنْ تَابَ، وَإِلَّا ضُرِبَتْ عُنُقُهُ .

’’جس نے یہ کہا کہ ایمان زبان سے اقرار کا نام ہے، اس سے توبہ کرائی جائے گی، توبہ کرلے، تو درست، ورنہ اس کی گردن ماردی جائے۔‘‘

(سنن التّرمذي، تحت الحديث : 2622)

سوال: کیا پیٹ کے کینسر کی وجہ سے فوت ہونے والا شہید ہے؟

جواب: پیٹ کے کینسر میں فوت ہونے والا بھی شہید ہے۔

❁ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلشُّهَدَاءُ خَمْسَةٌ، الْمَطْعُونُ، وَالْمَبْطُونُ، وَالْغَرِقُ، وَصَاحِبُ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

الْهَدْمِ، وَالشَّهِيدُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ .

”شہید پانچ قسم کے ہیں؛ ① طاعون سے فوت ہونے والا ② پیٹ کے مرض میں مبتلا ہو کر فوت ہونے والا ③ ڈوب کر فوت ہو جانے والا ④ دب کر فوت ہو جانے والا ⑤ اللہ کی راہ میں کٹ جانے والا۔“

(صحيح البخاري : 2829، صحيح مسلم : 1914)

سوال: کرونا وائرس کی وجہ سے والدہ کی وفات ہوئی، تو حکومت نے اظہار ہمدردی کرتے ہوئے کچھ رقم لواحقین کو دی، کیا اس رقم کا کیا کریں؟

جواب: اس رقم کو لینا جائز ہے اور اس کا استعمال بھی درست ہے۔

سوال: عورت کو حیض آنے کا آغاز کب ہوا؟

جواب: عورت میں حیض ابتدا سے ہی ہے، حیض عورت کی اصل خلقت میں شامل ہے، یہ فطرتی عمل ہے۔

❀ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

إِنَّ ذٰلِكِ شَيْءٌ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلٰى بَنَاتِ آدَمَ .

”اللہ نے حیض کو بنات آدم کی فطرت بنایا ہے۔“

(صحيح البخاري : 305، صحيح مسلم : 1211)

❀ اس حدیث کے تحت قوام السنہ اصبہانی رحمہ اللہ (۵۳۵ھ) فرماتے ہیں:

فِيهِ دَلَالَةٌ أَنَّ ذٰلِكَ مِنْ أَصْلِ خِلْقَتِهِنَّ .

”اس حدیث میں دلیل ہے کہ حیض عورتوں کی اصل خلقت میں سے ہے۔“

(شرح صحيح البخاري : 292/2)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: کیا حائضہ مصحف قرآنی کو چھو سکتی ہے؟

جواب: حائضہ اور جنبی قرآنی مصحف کو نہیں چھو سکتے، جب قرآن کو بغیر وضو نہیں چھوا جا سکتا ہے، تو حالت حیض یا جنابت میں تو بالا ولیٰ نہیں چھوا جا سکتا۔

❁ علامہ سجزی رحمہ اللہ (۴۴۴ھ) فرماتے ہیں:

اَلْفُقَهَاءُ مُجْمِعُونَ عَلٰى أَنَّ مَسَّ الْمُحْدِثِ إِيَّاهُ لَا يَجُوزُ .

”فقہا کا اجماع ہے کہ بے وضو شخص کا مصحف کو چھونا جائز نہیں۔“

(الرّدّ على من أنكر الحرف والصّوت، ص 308)

❁ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ فُقَهَاءُ الْأَمْصَارِ الَّذِينَ تَدُورُ عَلَيْهِمُ الْفَتْوٰى وَعَلٰى أَصْحَابِهِمْ بِأَنَّ الْمُصْحَفَ لَا يَمَسُّهٗ إِلَّا الطَّاهِرُ .

”تمام علاقوں کے فقہا اور ان کے اصحاب، جن کا فتویٰ چلتا ہے، کا اجماع ہے کہ مصحف کو صرف باوضو آدمی چھوئے۔“

(الاستذكار: 472/2)

❁ علامہ ابن قدامہ رحمہ اللہ (۶۲۰ھ) فرماتے ہیں:

لَا يَمَسُّ الْمُصْحَفَ إِلَّا طَاهِرٌ يَعْنِي طَاهِرًا مِّنَ الْحَدَثَيْنِ جَمِيعًا، رُوِيَ هٰذَا عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَالْحَسَنِ وَعَطَاءٍ وَّطَاوُسٍ وَالشَّعْبِيِّ وَالْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَهُوَ قَوْلُ مَالِكٍ وَالشَّافِعِيِّ وَأَصْحَابِ الرَّأْيِ، وَلَا نَعْلَمُ مُخَالِفًا لَهُمْ إِلَّا دَاوُدَ .

”مصحف کو وہی شخص چھوئے، جو دونوں حدثوں سے پاک ہو۔ یہ بات سیدنا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، حسن بصری، عطاء بن ابی رباح، طاؤس، شعبی اور قاسم بن محمد رحمہم اللہ سے مروی ہے، نیز امام مالک، امام شافعی رحمہ اللہ اور اصحاب رائے کا بھی یہی مؤقف ہے، ہمارے علم کے مطابق ان کی مخالفت صرف داؤد ظاہری رحمہ اللہ نے کی ہے (داؤد ظاہری رحمہ اللہ کی مخالفت اجماع کے لیے مضر نہیں)۔"

(المُغني :108/1)

❁ قوام السنہ اصبہانی رحمہ اللہ (۵۳۵ھ) فرماتے ہیں:

قَالَ جُمْهُورُ الْعُلَمَاءِ : لَا يَمَسُّ الْمُصْحَفَ حَائِضٌ وَلَا جُنُبٌ وَلَا يَحْمِلُهُ إِلَّا طَاهِرٌ غَيْرُ مُحْدِثٍ .

"جمہور اہل علما کا کہنا ہے کہ حائضہ اور جنبی مصحف کو نہیں چھو سکتے، نیز اسے باوضو شخص ہی ہاتھ میں اٹھا سکتا ہے۔"

(شرح صحيح البخاري : ٢٥٩٢)

سوال: جنت اور جہنم کے منکر کا کیا حکم ہے؟

جواب: اہل سنت والجماعت کا اتفاقی واجماعی عقیدہ ہے کہ جنت اور جہنم وجود میں آ چکی ہیں، دونوں ہمیشہ سے ہمیشہ باقی رہنے کے لیے ہیں، انہیں کبھی فنا نہیں۔ جنت وجہنم کے ثبوت پر قرآن، احادیث متواترہ اور اجماع اُمت دلیل ہیں۔ جنت اور جہنم کی حقیقت ہے، ان کا منکر بالاجماع کافر ہے۔

❁ امام ابورجاء قتیبہ بن سعید رحمہ اللہ (۲۴۰ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا قَوْلُ الْأَئِمَّةِ الْمَأْخُوذِ فِي الْإِسْلَامِ وَالسُّنَّةِ : ...... وَالْجَنَّةُ وَالنَّارُ مَخْلُوقَتَانِ وَلَا يَفْنَيَانِ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”یہ ائمہ اسلام اور اہل سنت کا اتفاقی واجماعی عقیدہ ہے کہ...... جنت اور جہنم پیدا ہو چکی ہیں اور یہ فنا نہیں ہوں گی۔“

(شِعار أصحاب الحديث للحاكم الكبير، ص 30، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ امام ابو حاتم (۲۷۷ھ) اور امام ابو زرعہ (۲۶۴ھ) رحمہما اللہ فرماتے ہیں:

أَدْرَكْنَا الْعُلَمَاءَ فِي جَمِيعِ الْأَمْصَارِ، حِجَازًا، وَّعِرَاقًا، وَّمِصْرًا، وَّشَامًا، وَّيَمَنًا، فَكَانَ مِنْ مَذْهَبِهِمْ: ...... أَنَّ الْجَنَّةَ حَقٌّ وَّالنَّارَ حَقٌّ، وَهُمَا مَخْلُوقَانِ لَا يَفْنِيَانِ أَبَدًا وَالْجَنَّةُ ثَوَابٌ لِّأَوْلِيَائِهِ وَالنَّارُ عِقَابٌ لِّأَهْلِ مَعْصِيَتِهِ إِلَّا مَنْ رَحِمَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ.

”ہم نے حجاز و عراق، مصر و شام اور یمن تمام علاقوں کے علما کو دیکھا ہے، سب کا عقیدہ تھا کہ...... جنت اور جہنم حق ہیں، دونوں پیدا ہو چکی ہیں اور کبھی فنا نہیں ہوں گی۔ جنت اللہ تعالیٰ کے اولیا کے لیے بطور ثواب ہوگی اور جہنم گناہ گاروں کے لیے بطور عقاب ہوگی، مگر جس پر اللہ عزوجل رحم فرما دے۔“

(عقيدة أبي حاتم الرازي وأبي زرعة الرازي للحدّاد، ص 201)

❁ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا الْإِقْرَارُ بِالْجَنَّةِ وَالنَّارِ فَوَاجِبٌ مُّجْتَمَعٌ عَلَيْهِ.

”جنت اور جہنم پر ایمان لانا واجب ہے، اس پر اجماع ہے۔“

(التّمهيد: 190/12)

❁ علامہ ابن حزم رحمہ اللہ (۴۵۶ھ) فرماتے ہیں:

اِتَّفَقُوا ...... أَنَّ الْجَنَّةَ حَقٌّ وَّأَنَّهَا دَارُ نَعِيمٍ أَبَدًا لَا تَفْنِي وَلَا يَفْنِي

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

أَهْلُهَا بِلَا نِهَايَةٍ وَأَنَّهَا أُعِدَّتْ لِلْمُسْلِمِينَ وَالنَّبِيِّينَ الْمُتَقَدِّمِينَ وَأَتْبَاعِهِمْ عَلٰى حَقِيقَةٍ كَمَا أَتَوا بِهٖ قَبْلَ أَنْ يَنْسَخَ اللّٰهُ تَعَالٰى أَدْيَانَهُمْ بِدِينِ الْإِسْلَامِ، وَأَنَّ النَّارَ حَقٌّ وَأَنَّهَا دَارُ عَذَابٍ أَبَدًا لَا تَفْنِي وَلَا يَفْنِي أَهْلُهَا أَبَدًا بِلَا نِهَايَةٍ وَأَنَّهَا أُعِدَّتْ لِكُلِّ كَافِرٍ مُخَالِفٍ لِدِينِ الْإِسْلَامِ وَلِمَنْ خَالَفَ الْأَنْبِيَاءَ السَّالِفِينَ قَبْلَ مَبْعَثِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالتَّسْلِيمُ .

''اہل علم کا اتفاق ہے کہ...... جنت حق ہے اور یہ نعمتوں کا گھر ہے، جو ہمیشہ ہمیشہ رہے گا، کبھی فنا نہ ہوگا، نہ اس میں رہنے والے کبھی فنا ہوں گے، اس کی کوئی انتہا نہیں، یہ مسلمانوں اور پہلے نبیوں کے لیے تیار کیا گیا ہے، نیز ان کے لیے بھی ہے، جنھوں نے دین اسلام کی آمد سے پہلے نبیوں کی لائی شریعتوں کا صحیح اتباع کیا۔ نیز (اس پر بھی اتفاق ہے کہ) جہنم حق ہے، یہ عذاب کا گھر ہے، یہ ہمیشہ ہمیشہ رہے گا، نہ اسے فنا ہے نہ اس میں رہنے والے (کافروں اور مشرکوں) کو فنا ہے، اس کی کوئی انتہا نہیں۔ یہ ہر اس کافر کے لیے تیار کی گئی ہے، جو دین اسلام کا مخالف ہوگا یا نبی کریم ﷺ کی بعثت سے پہلے انبیائے کرام علیہم السلام کا مخالف ہوگا۔''

(مراتب الإجماع، ص 173)

❁ قاضی عیاض رحمہ اللہ (۵۴۴ھ) فرماتے ہیں:

مَنْ أَنْكَرَ الْجَنَّةَ أَوِ النَّارَ أَوِ الْبَعْثَ أَوِ الْحِسَابَ أَوِ الْقِيَامَةَ فَهُوَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

كَافِرٌ بِإِجْمَاعٍ لِلنَّصِّ عَلَيْهِ وَإِجْمَاعِ الْأُمَّةِ عَلٰى صِحَّةِ نَقْلِهٖ مُتَوَاتِرًا وَكَذٰلِكَ مَنِ اعْتَرَفَ بِذٰلِكَ وَلٰكِنَّهٗ قَالَ : إِنَّ الْمُرَادَ بِالْجَنَّةِ وَالنَّارِ وَالْحَشْرِ وَالنَّشْرِ وَالثَّوَابِ وَالْعِقَابِ مَعْنًى غَيْرِ ظَاهِرِهٖ وَأَنَّهَا لِذَاتٍ رُوْحَانِيَّةٍ وَمَعَانٍ بَاطِنَةٍ كَقَوْلِ النَّصَارٰى وَالْفَلَاسِفَةِ وَالْبَاطِنِيَّةِ وَبَعْضِ الْمُتَصَوِّفَةِ .

”جو جنت، جہنم، بعث، حساب یا قیامت میں سے کسی چیز کا انکار کرے، وہ بالاجماع کافر ہے، کیونکہ ان کے ثبوت پر نص وارد ہے اور اس کے صحیح ہونے پر امت کا اجماع ہے۔ اسی طرح (وہ بھی کافر ہے،) جو ان سب اشیا کا اقرار تو کرے، مگر یہ کہے کہ جنت، جہنم، حشر، نشر، جزا و سزا سے مراد ظاہری ذاتی اشیا نہیں، بلکہ یہ روحانی اور باطنی اشیا کے نام ہیں، جیسا کہ نصاریٰ، فلاسفہ، باطنیہ اور بعض صوفیا کا نظریہ ہے۔“

(الشِّفا : 290/2)

❁ علامہ شوکانی رحمہ اللہ (۱۲۵۰ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّهُمْ مُجْمِعُونَ عَلٰى ذٰلِكَ لَا يُخَالِفُ مِنْهُم فِيهِ مُخَالِفٌ وَنُصُوصُ الْقُرْآنِ مِنْ فَاتِحَتِهٖ إِلٰى خَاتِمَتِهٖ مُصَرِّحَةٌ بِإِثْبَاتِ الْمَعَادِ الْجِسْمَانِيِّ وَإِثْبَاتِ تَنَعُّمِ الْأَجْسَامِ فِيهِ بِالْمَطْعَمِ وَالْمَشْرَبِ وَالْمَنْكَحِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ أَوْ تَعْذِيبِهَا بِمَا اشْتَمَلَ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ مِنْ تِلْكَ الْأَنْوَاعِ الْمَذْكُورَةِ فِيهِ وَهٰكَذَا النُّصُوصُ النَّبَوِيَّةُ الْمُحَمَّدِيَّةُ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مُصَرِّحَةٌ بِذٰلِكَ تَصْرِيحًا يَفْهَمُهُ كُلُّ عَاقِلٍ بِحَيْثُ لَوْ جُمِعَ مَا وَرَدَ فِي ذٰلِكَ مِنْهَا لَجَاءَ مُؤَلَّفًا بَسِيطًا .

”علمائے مسلمین کا اس (معادِ جسمانی کے اثبات) پر اجماع ہے، ان میں سے کوئی بھی مخالفت نہیں کرتا۔ قرآن کے شروع سے آخر تک تمام نصوص صراحت کرتی ہیں کہ معاد جسمانی ثابت ہے، نیز آخرت میں اجسام کھانے، پینے اور نکاح وغیرہ سے لذت اٹھائیں گے، اسی طرح اجسام کو ان تمام طرح کا عذاب بھی ہوگا، جن کا ذکر قرآن کریم میں موجود ہے۔ نیز اس بارے میں احادیث نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی نصوص اتنی واضح ہیں کہ اسے ہر عقل مند سمجھ سکتا ہے، اگر ان نصوص کو جمع کیا جائے، تو ایک ضخیم کتاب جمع ہو جائے گی۔“

(إرشاد الثّقات، ص 19)

❁ علامہ ابن نجیم حنفی رحمہ اللہ (۹۷۰ھ) فرماتے ہیں:

يَكْفُرُ ...... بِإِنْكَارِهِ الْقِيَامَةَ أَوِ الْبَعْثَ أَوِ الْجَنَّةَ أَوِ النَّارَ أَوِ الْمِيزَانَ أَوِ الْحِسَابَ أَوِ الصِّرَاطَ أَوِ الصَّحَائِفَ الْمَكْتُوبَ فِيهَا أَعْمَالُ الْعِبَادِ .

”جو قیامت، بعث، جنت، جہنم، میزان، صراط یا اعمال کے صحائف کا انکار کرے، وہ کافر ہے۔“

(البحر الرّائق : 132/5)

سوال: سجدہ تعظیمی کا کیا حکم ہے؟

جواب: سجدہ تعظیمی حرام ہے۔ پہلی شریعتوں میں اس کی اجازت تھی، مگر جس طرح اللہ رب العالمین کو سجدہ کیا جاتا ہے، مخلوق کے لیے اس طرح سجدہ کرنا شرک ہے، کیونکہ یہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مظہرِ عبادت ہے۔سجدہ تعظیمی سے مراد تعظیماً جھکنا تھا، نہ کہ معروف سجدہ۔

❀ علامہ ابن عطیہ رحمہ اللہ (۵۴۲ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ الْمُفَسِّرُونَ أَنَّ ذٰلِكَ السُّجُودَ، عَلٰى أَيِّ هَيْئَةٍ كَانَ، فَإِنَّمَا كَانَ تَحِيَّةً لَا عِبَادَةً .

”یہ سجدہ جس طرح بھی تھا، البتہ اس پر مفسرین کا اجماع ہے کہ یہ سجدہ تحیہ تھا، عبادت کے لیے نہ تھا۔“

(تفسير ابن عطية : 281/3)

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَوْ كُنْتُ آمِرًا أَحَدًا أَنْ يَسْجُدَ لِأَحَدٍ لَأَمَرْتُ الْمَرْأَةَ أَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا .

”اگر میں کسی کو سجدہ (تعظیمی) کا حکم دیتا، تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔“

(سنن التّرمذي : 1159، وسندهٗ حسنٌ، والحديث صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ”حسن“ کہا ہے، امام ابن حبان رحمہ اللہ (۴۱۶۲) نے ”صحیح“ قرار دیا ہے۔

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿لَا تَسْجُدُوا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوا لِلّٰهِ الَّذِي خَلَقَهُنَّ إِنْ كُنْتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ﴾(فُصِّلت : ۳۷)

”سورج چاند کو سجدہ مت کرو، بلکہ اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرو کہ جس نے انہیں (سورج چاند وغیرہ کو) تخلیق کیا ہے، اگر تم خالص اسی کی عبادت کرتے ہو۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اس آیت کی تفسیر میں حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

لَا تُشْرِكُوا بِهٖ فَمَا تَنْفَعُكُمْ عِبَادَتُكُمْ لَهٗ مَعَ عِبَادَتِكُمْ لِغَيْرِهٖ، فَإِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهٖ .

''اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک مت کرو، غیر اللہ کی عبادت کے ساتھ تمہیں اللہ کی عبادت بھی کچھ فائدہ نہیں دے گی، اللہ تعالیٰ شرک کو معاف نہیں کرے گا۔''

(تفسیر ابن کثیر : 182/7)

علامۃ الہند، نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ (۱۳۰۷ھ) فرماتے ہیں:

قَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي تَفْسِيرِ هٰذِهِ الْآيَةِ : إِنَّ مَنْ أَرَادَ أَنْ يَكُونَ عَبْدًا لِلّٰهِ خَالِصًا، فَلَا يَسْجُدُ إِلَّا لَهٗ سُبْحَانَهٗ، وَلَا يَسْجُدُ لِلشَّمْسِ وَالْقَمَرِ، نَبَّهَ بِهِمَا عَلٰى غَيْرِهِمَا مِنَ الْمَخْلُوقِ الْعُلْوِيِّ، فَالسُّفْلِيُّ مِنَ الْأَحْجَارِ وَالْأَشْجَارِ وَالضَّرَائِحِ، وَنَحْوِهَا بِالْأَوْلٰى، وَقَدْ دَلَّتْ هٰذِهِ الْآيَةُ عَلٰى أَنَّ دِينَنَا هُوَ أَنَّ السُّجُودَ حَقُّ الْخَالِقِ، فَلَا يُسْجَدُ لِمَخْلُوقٍ أَصْلًا، كَائِنًا مَا كَانَ، فَإِنَّ الْمَخْلُوقِيَّةَ يَتَسَاوٰى فِيهَا الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالْوَلِيُّ وَالنَّبِيُّ وَالْحَجَرُ وَالْمَدَرُ وَالشَّجَرُ وَنَحْوُهَا .

''بعض اہل علم نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے: جو شخص خالص اللہ کی عبادت کرنا چاہتا ہے، اسے چاہیے کہ اللہ سبحانہ کے علاوہ کسی کو سجدہ نہ کرے، نہ سورج چاند کو سجدہ کرے۔ اللہ تعالیٰ یہاں سورج و چاند کا ذکر کر کے دیگر آسمانی

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

مخلوق کے متعلق تنبیہ کر دی ہے، تو زمین مخلوق مثلاً پتھر، درخت اور دربار وغیرہ کو تو بالا ولیٰ سجدہ ممنوع ہے۔ بلاشبہ یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ ہمارے دین کے مطابق سجدہ صرف خالق کا حق ہے، لہٰذا کسی مخلوق کو سجدہ کرنا قطعاً جائز نہیں، خواہ وہ کوئی بھی ہو، کیونکہ مخلوق ہونے میں سورج، چاند، ولی، نبی، پتھر، اینٹ اور درخت وغیرہ سب برابر ہیں۔"

(الدين الخالص : 53/2)

❁ علامہ قرطبی رحمہ اللہ (۶۷۱ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا السُّجُودُ الْمَنْهِيُّ عَنْهُ قَدِ اتَّخَذَهٗ جُهَّالُ الْمُتَصَوِّفَةِ عَادَةً فِي سَمَاعِهِمْ وَعِنْدَ دُخُولِهِمْ عَلٰى مَشَايِخِهِمْ وَاسْتِغْفَارِهِمْ، فَيُرَى الْوَاحِدُ مِنْهُمْ إِذَا أَخَذَهُ الْحَالُ بِزَعْمِهٖ يَسْجُدُ لِلْأَقْدَامِ لِجَهْلِهٖ سَوَاءٌ أَكَانَ لِلْقِبْلَةِ أَمْ غَيْرِهَا جَهَالَةً مِنْهُ، ضَلَّ سَعْيُهُمْ وَخَابَ عَمَلُهُمْ.

"یہ ممنوعہ سجود جاہل صوفیا نے اختیار کر رکھے ہیں، وہ قوالیوں کے دوران، مشائخ کے پاس جاتے وقت اور ان سے معافی مانگتے وقت سجدہ کرتے ہیں۔ ان میں سے ایک کو دیکھا کہ جب اسے بزعم خود "حال" پڑتا ہے، تو اپنی جہالت کی وجہ سے (بزرگوں کے) پاؤں کو سجدہ کرتا ہے، خواہ اس کا رخ قبلہ کی طرف ہو یا غیر قبلہ، یہ اس کی جہالت ہے۔ ان کی سب محنتیں بے فائدہ اور اعمال رائیگاں ہیں۔"

(تفسير القرطبي :294/1)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

مِنْ أَنْوَاعِ الشِّرْكِ سُجُودُ الْمُرِيدِ لِلشَّيْخِ، فَإِنَّهُ شِرْكٌ مِنَ السَّاجِدِ وَالْمَسْجُودِ لَهُ، وَالْعَجَبُ أَنَّهُمْ يَقُولُونَ: لَيْسَ هٰذَا بِسُجُودٍ، وَإِنَّمَا هُوَ وَضْعُ الرَّأْسِ قُدَّامَ الشَّيْخِ احْتِرَامًا وَتَوَاضُعًا، فَيُقَالُ لِهٰؤُلَاءِ: وَلَوْ سَمَّيْتُمُوهُ مَا سَمَّيْتُمُوهُ، فَحَقِيقَةُ السُّجُودِ وَضْعُ الرَّأْسِ لِمَنْ يُسْجَدُ لَهُ، وَكَذٰلِكَ السُّجُودُ لِلصَّنَمِ، وَلِلشَّمْسِ، وَلِلنَّجْمِ، وَلِلْحَجَرِ، كُلُّهُ وَضْعُ الرَّأْسِ قُدَّامَهُ، وَمِنْ أَنْوَاعِهِ رُكُوعُ الْمُتَعَمِّمِينَ بَعْضِهِمْ لِبَعْضٍ عِنْدَ الْمُلَاقَاةِ، وَهٰذَا سُجُودٌ فِي اللُّغَةِ، وَبِهِ فُسِّرَ قَوْلُهُ تَعَالٰى: ﴿ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا﴾ (النّساء: ۱۵٤) أَيْ مُنْحَنِينَ، وَإِلَّا فَلَا يُمْكِنُ الدُّخُولُ بِالْجَبْهَةِ عَلَى الْأَرْضِ، وَمِنْهُ قَوْلُ الْعَرَبِ: سَجَدَتِ الْأَشْجَارُ، إِذَا أَمَالَتْهَا الرِّيحُ.

”شرک کی ایک صورت مرید کا اپنے پیر کو سجدہ کرنا ہے، یہ ساجد اور مسجود دونوں کا شرک ہے۔ تعجب ہے کہ یہ لوگ کہتے ہیں: یہ سجدہ نہیں ہے، یہ تو احترام اور تواضع میں پیر کے سامنے سر رکھا گیا ہے۔ ایسوں کو کہا جائے گا کہ اگر تم اپنے سجدے کو یہی نام دیتے ہو، تو سجدہ کا معنی بھی یہی ہے کہ سر کو مسجود کے لیے نیچے رکھا جائے، اسی طرح بت، سورج، ستارے اور پتھر کو سجدہ کیا جاتا ہے، سب میں ان کے سامنے سر ہی رکھا جاتا ہے۔ نیز بعض لوگوں کا ملاقات کے وقت

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ایک دوسرے کو رکوع کرنا بھی شرک کی ایک قسم ہے، لغوی سجدہ اسی کو کہتے ہیں، اس فرمان باری تعالیٰ کا یہی معنی ہے: ﴿ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا﴾ (النّساء: ۱۵۴) ''جھک کر دروازے سے داخل ہونا۔'' یعنی جھک کر، کیونکہ پیشانی زمین پر رکھ کر داخل ہونا تو ممکن ہی نہیں ہے۔ عرب کے ہاں جب درخت تیز ہوا سے ہلنے لگے، تو کہتے ہیں: سَجَدَتِ الْأَشْجَارُ۔''

(مَدارج السّالکین: 352/1)

❁ نیز فرماتے ہیں:

جَاءَ شُیُوخُ الضَّلَالِ ...... فَأَرَادُوا مِنْ مُرِیدِیهِمْ أَنْ یَتَعَبَّدُوا لَهُمْ، فَزَیَّنُوا لَهُمْ حَلْقَ رُؤُوسِهِمْ لَهُمْ، كَمَا زَیَّنُوا لَهُمُ السُّجُودَ لَهُمْ، وَسَمَّوْهُ بِغَیْرِ اسْمِهِ، وَقَالُوا: هُوَ وَضْعُ الرَّأْسِ بَیْنَ یَدَيِ الشَّیْخِ، وَلَعَمْرُ اللّٰهِ إِنَّ السُّجُودَ لِلّٰهِ هُوَ وَضْعُ الرَّأْسِ بَیْنَ یَدَیْهِ سُبْحَانَهٗ، وَزَیَّنُوا لَهُمْ أَنْ یَنْذُرُوا لَهُمْ، وَیَتُوبُوا لَهُمْ، وَیَحْلِفُوا بِأَسْمَائِهِمْ، وَهٰذَا هُوَ اتِّخَاذُهُمْ أَرْبَابًا وَآلِهَةً مِنْ دُونِ اللّٰهِ، قَالَ تَعَالٰی: ﴿مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ یُؤْتِیَهُ اللّٰهُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ یَقُولَ لِلنَّاسِ كُونُوا عِبَادًا لِّي مِنْ دُونِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُونُوا رَبَّانِیِّینَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُونَ الْكِتَابَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُونَ، وَلَا یَأْمُرَكُمْ أَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلَائِكَةَ وَالنَّبِیِّینَ أَرْبَابًا أَیَأْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ﴾ (آل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عمران : ٧٩ـ٨٠) وَأَشْرَفُ الْعُبُودِيَّةِ عُبُودِيَّةُ الصَّلَاةِ، وَقَدْ تَقَاسَمَهَا الشُّيُوخُ وَالْمُتَشَبِّهُونَ بِالْعُلَمَاءِ وَالْجَبَابِرَةُ، فَأَخَذَ الشُّيُوخُ مِنْهَا أَشْرَفَ مَا فِيهَا وَهُوَ السُّجُودُ، وَأَخَذَ الْمُتَشَبِّهُونَ بِالْعُلَمَاءِ مِنْهَا الرُّكُوعَ، فَإِذَا لَقِيَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا رَكَعَ لَهُ، كَمَا يَرْكَعُ الْمُصَلِّي لِرَبِّهِ سَوَاءً، وَأَخَذَ الْجَبَابِرَةُ مِنْهُمُ الْقِيَامَ فَيَقُومُ الْأَحْرَارُ وَالْعَبِيدُ عَلَى رُؤُوسِهِمْ، عُبُودِيَّةً لَهُمْ وَهُمْ جُلُوسٌ، وَقَدْ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ هٰذِهِ الْأُمُورِ الثَّلَاثَةِ، عَلَى التَّفْصِيلِ فَتَعَاطِيهَا مُخَالَفَةٌ صَرِيحَةٌ لَهُ فَنَهَى عَنِ السُّجُودِ لِغَيْرِ اللّٰهِ وَقَالَ : «لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يَسْجُدَ لِأَحَدٍ» ...... وَتَحْرِيمُ هٰذَا مَعْلُومٌ مِنْ دِينِهِ بِالضَّرُورَةِ، وَتَجْوِيزُ مَنْ جَوَّزَهُ لِغَيْرِ اللّٰهِ مُرَاغَمَةٌ لِلّٰهِ وَرَسُولِهِ، وَهُوَ مِنْ أَبْلَغِ أَنْوَاعِ الْعُبُودِيَّةِ، فَإِذَا جَوَّزَ هٰذَا الْمُشْرِكُ هٰذَا النَّوْعَ لِلْبَشَرِ، فَقَدْ جَوَّزَ الْعُبُودِيَّةَ لِغَيْرِ اللّٰهِ ......

وَأَيْضًا : فَالْانْحِنَاءُ عِنْدَ التَّحِيَّةِ سُجُودٌ، وَمِنْهُ قَوْلُهُ تَعَالَى : ﴿وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا﴾(البقرة : ٥٨) أَيْ مُنْحَنِينَ، وَإِلَّا فَلَا يُمْكِنُ الدُّخُولُ عَلَى الْجِبَاهِ ...... وَالْمَقْصُودُ أَنَّ النُّفُوسَ الْجَاهِلَةَ الضَّالَّةَ أَسْقَطَتْ عُبُودِيَّةَ اللّٰهِ سُبْحَانَهُ، وَأَشْرَكَتْ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فِيهَا مَنْ تُعَظِّمُهُ مِنَ الْخَلْقِ، فَسَجَدَتْ لِغَيْرِ اللّٰهِ، وَرَكَعَتْ لَهُ، وَقَامَتْ بَيْنَ يَدَيْهِ قِيَامَ الصَّلَاةِ، وَحَلَفَتْ بِغَيْرِهٖ، وَنَذَرَتْ لِغَيْرِهٖ، وَحَلَقَتْ لِغَيْرِهٖ، وَذَبَحَتْ لِغَيْرِهٖ، وَطَافَتْ لِغَيْرِ بَيْتِهٖ ...... وَسَوَّتْ مَنْ تَعْبُدُهُ مِنَ الْمَخْلُوقِينَ بِرَبِّ الْعَالَمِينَ، وَهٰؤُلَاءِ هُمُ الْمُضَادُّونَ لِدَعْوَةِ الرُّسُلِ، وَهُمُ الَّذِينَ بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُونَ، وَهُمُ الَّذِينَ يَقُولُونَ ...... : ﴿تَاللّٰهِ إِنْ كُنَّا لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ، إِذْ نُسَوِّيكُمْ بِرَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ (الشُّعَراء: ٩٧-٩٨)

''گمراہی کے علمبردار پیدا ہوئے......انھوں نے اپنے مریدوں سے چاہا کہ وہ ان کی عبادت بجا لائیں، انہیں قائل کیا کہ وہ ان کے لیے اپنے سر کے بال منڈوائیں، انہیں سجدے کریں، اس سجدے کو وہ کوئی دوسرا نام دیتے ہیں اور کہتے ہیں: یہ تو پیر کے سامنے سر رکھنا ہے۔ حالانکہ اللہ کی قسم! اللہ کو سجدہ کرنا بھی اس کے سامنے سر رکھنا ہی ہے۔ ان پیروں نے اپنے مریدوں کو قائل کیا کہ وہ ان کی نذر مانیں، ان سے توبہ کریں اور ان کے ناموں کی قسمیں اٹھائیں، یہ مریدوں کا پیروں کو رب اور معبود بنانا ہی تو ہے، فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُولَ لِلنَّاسِ كُونُوا عِبَادًا لِّي مِنْ دُونِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُونُوا رَبَّانِيِّينَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُونَ الْكِتَابَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُونَ، وَلَا يَأْمُرَكُمْ أَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلَائِكَةَ وَالنَّبِيِّينَ أَرْبَابًا أَيَأْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنْتُمْ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

مُسْلِمُونَ﴾(آل عمران : ۷۹۔۸۰) ’’کسی بشر کے لیے یہ ممکن نہیں کہ اللہ تعالیٰ اسے کتاب وحکمت اور نبوت سے سرفراز کرے، تو وہ لوگوں سے کہنے لگے کہ تم اللہ کو چھوڑ کر میرے بندے بن جاؤ، بلکہ وہ کہے گا کہ رب والے بن جاؤ، کیونکہ تم اس کتاب کی تعلیم دیتے ہو اور خود بھی اسے پڑھتے ہو اور وہ تمہیں اس بات کا حکم نہیں دے گا کہ تم فرشتوں اور نبیوں کو ربّ بنالو، کیا وہ تمہیں کفر کا حکم دے گا جبکہ تم مسلمان ہو چکے ہو؟‘‘ سب سے اعلیٰ عبادت نماز ہے، ان پیروں، ملاؤں اور متکبر لوگوں نے نماز کو باہم اپنے لیے تقسیم کرلیا ہے۔ ان میں سے پیروں نے نماز کے سب سے اعلیٰ رکن یعنی سجدہ کو اپنے لیے اختیار کرلیا ہے اور ملاؤں نے اپنے لیے رکوع کرنے کو اختیار کیا ہے کہ جب کوئی ان سے ملتا ہے، تو اس کے لیے بالکل اسی طرح رکوع کرتا ہے، جس طرح نماز پڑھنے والا اپنے رب کے لیے رکوع کرتا ہے۔ ان میں سے متکبروں نے اپنے لیے قیام کا انتخاب کیا ہے، تمام آزاد اور غلام لوگ ان کے سروں کے پاس غلام بن کر کھڑے ہوتے ہیں اور یہ بیٹھے ہوتے ہیں، جبکہ رسول اللہ ﷺ نے مختلف مقامات پر ان تینوں اُمور سے منع فرمایا ہے، یہ رسول اللہ ﷺ کی صریح مخالفت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے غیر اللہ کے لیے سجدہ کرنے سے بھی منع فرمایا ہے: ’’کسی کے لیے جائز نہیں کہ وہ کسی کو سجدہ کرے۔‘‘

اس کا حرام ہونا دین کی بنیادی باتوں میں سے ہے، اسے غیر اللہ کے لیے جائز قرار دینا اللہ اور اس کے رسول سے دشمنی ہے۔ نماز عبادت کی سب سے اعلیٰ قسم ہے، تو جب یہ مشرک عبادت کی اس قسم کو بشر کے لیے جائز قرار دے رہا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ہے،تو درحقیقت وہ غیر اللہ کی عبادت کو جائز قرار دے رہا ہے۔

پھر یہ بھی کہ ملاقات کے وقت جھکنے کو سجدہ کہتے ہیں،جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے:﴿ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا﴾(النّساء : ١٥٤) ''جھک کر دروازے سے داخل ہونا۔''یعنی جھک کر،ورنہ پیشانی کے بل تو داخل ہونا ممکن ہی نہیں ہے۔

مقصد یہ کہ جاہل اور گمراہ لوگوں نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عبادت کو ساقط کر دیا ہے اور اس میں مخلوق کو شریک کر لیا ہے، وہ غیر اللہ کو سجدے کرتے ہیں، ان کے سامنے رکوع کرتے ہیں،ان کے سامنے اسی طرح کھڑے ہوتے ہیں، جس طرح نماز میں (اللہ کے لیے) کھڑے ہوتے ہیں، غیر اللہ کے نام کی قسمیں اٹھاتے ہیں،نذر مانتے ہیں،ان کے لیے سر کے بال منڈواتے ہیں، ان کے نام پر جانور ذبح کرتے ہیں اور ان کے گھروں کا طواف کرتے ہیں۔

......جس مخلوق کی یہ عبادت کرتے ہیں،اسے رب العالمین کے برابر کر دیتے ہیں،یہی وہ لوگ ہیں، جو رسولوں کی دعوت کے مخالف ہیں،انہوں نے مخلوق کو رب تعالیٰ کے برابر کر دیا،یہی وہ لوگ ہیں، جو (روز قیامت اپنے معبودوں سے) کہیں گے:......﴿تَاللّٰهِ إِنْ كُنَّا لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ، إِذْ نُسَوِّيكُمْ بِرَبِّ الْعَالَمِينَ﴾(الشُّعَراء : ٩٧ـ٩٨) ''اللہ کی قسم! یقیناً ہم کھلی گمراہی میں تھے،جب ہم نے (شرک کر کے) تمہیں رب العالمین کے برابر کر دیا تھا۔''

(زاد المَعاد : 4/146-148)

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (٧٢٨ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا وَضْعُ الرَّأْسِ عِنْدَ الْكُبَرَاءِ مِنَ الشُّيُوخِ وَغَيْرِهِمْ أَوْ تَقْبِيلُ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

الْأَرْضِ وَنَحْوُ ذٰلِكَ فَإِنَّهٗ مِمَّا لَا نِزَاعَ فِيهِ بَيْنَ الْأَئِمَّةِ فِي النَّهْيِ عَنْهُ بَلْ مُجَرَّدُ الْاِنْحِنَاءِ بِالظَّهْرِ لِغَيْرِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ مَنْهِيٌّ عَنْهُ .

''بزرگوں اور پیروں کے سامنے سر رکھنا یا زمین کو بوسہ دینا اور اس طرح کے دیگر اُمور ائمہ کے نزدیک بلا اختلاف ممنوع ہیں، بلکہ غیر اللہ کے سامنے (تعظیماً وتحیۃً واکراماً) جھکنا بھی ممنوع ہے۔''

(مَجموع الفَتاوىٰ : 92/27)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۶۲)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: کیا جمعہ کے دن سورت کہف پڑھنے کی فضیلت ثابت ہے؟

جواب: جمعہ کے دن سورت کہف پڑھنے کی فضیلت ثابت نہیں۔ اس بارے میں حدیث ضعیف ہے۔

❁ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ مَنْ قَرَأَ سُورَةَ الْكَهْفِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَضَاءَ لَهُ مِنَ النُّورِ مَا بَيْنَ الْجُمُعَتَيْنِ .

”جس نے جمعہ کے دن سورت کہف کی تلاوت کی، اللہ تعالیٰ اس کے لیے دو جمعوں کے درمیان نور روشن فرما دیتا ہے۔“

(المستدرك للحاكم : 368/2)

❁ سنن دارمی (۳۴۵۰) میں یہی روایت موقوف آئی ہے۔

سند ضعیف ہے۔ ہشیم بن بشیر واسطی نے یہ حدیث ابو ہاشم رمانی سے نہیں سنی۔

❁ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَمْ يَسْمَعْهُ هُشَيْمٌ مِنْ أَبِي هَاشِمٍ .

”یہ روایت ہشیم نے ابو ہاشم سے نہیں سنی۔“

(العِلَل ومعرفة الرجال برواية عبد اللّٰه : 251/2)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جس سند میں ہشیم کے "حدثنا" کہنے کا ذکر ہے، وہ کسی راوی کا وہم ہے یا ہشیم نے خود ایسا کہا ہے، مگر انہوں نے یہ حدیث ابو ہاشم سے نہیں سنی، جیسا کہ امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا ہے، ہشیم ان روایات میں بھی "حدثنا" کہہ دیتے تھے، جو انہوں نے اپنے شیوخ سے نہیں سنی ہوتی تھیں، جس کا اقرار وہ خود بھی کرتے ہیں، ملاحظہ ہو۔

❁ امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

سَمِعْتُ هُشَيْمًا يُحَدِّثُ يَوْمًا فَقَالَ : حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ زَيْدٍ ثُمَّ ذَكَرَ أَنَّهُ لَمْ يَسْمَعْهُ مِنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ ....

"میں نے ہشیم کو سنا وہ ایک دن حدیث بیان کر رہے تھے: حدثنا علی بن زید، پھر فرمانے لگے کہ میں نے یہ حدیث علی بن زید سے نہیں سنی......۔"

(تاريخ ابن معين برواية الدوري : 4921)

❁ امام ابن معین رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں:

أَخْطَأَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ يَوْمًا فَقَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ : حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ وَلَمْ يَكُنْ هُشَيْمٌ سَمِعَهُ مِنْ مَنْصُورٍ .

"ایک دن عبدالرحمٰن بن مہدی رحمہ اللہ نے (حدیث بیان کرنے میں) خطا کی، کہنے لگے: حدثنا ہشیم قال: حدثنا منصور۔ جبکہ ہشیم نے اس روایت میں منصور سے سماع نہیں کیا۔"

(تاريخ ابن معين برواية الدوري : 3620)

معلوم ہوا کہ جمعہ کے دن سورت کہف پڑھنے کے بارے میں حدیث ثابت نہیں، کیونکہ ہشیم بن بشیر نے اس روایت میں ابو ہاشم رمانی سے سماع نہیں کیا، جیسا کہ امام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

احمد رحمہ اللہ نے فرمایا ہے اور جہاں "حدثنا" ہے، وہ سماع کی صراحت نہیں۔

سوال: کیا سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ لیلۃ الجن کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے؟

جواب: لیلۃ الجن کو سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ یا کوئی صحابی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہیں تھے۔

❁ علقمہ بن قیس نخعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

أَنَا سَأَلْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ فَقُلْتُ : هَلْ شَهِدَ أَحَدٌ مِنْكُمْ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْجِنِّ؟ قَالَ : لَا .

"میں نے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا لیلۃ الجن کو آپ میں سے کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا؟ فرمایا: نہیں۔"

(صحيح مسلم : 450)

❁ ایک روایت کے الفاظ ہیں:

لَمْ أَكُنْ لَيْلَةَ الْجِنِّ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَدِدْتُ أَنِّي كُنْتُ مَعَهُ .

"میں (ابن مسعود رضی اللہ عنہ) لیلۃ الجن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہیں تھا، کاش کہ ساتھ ہوتا!"

(صحيح مسلم : 450)

تنبیہ:

❁ روایت ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔

(سنن أبي داود : 84، سنن التّرمذي : 88، سنن ابن ماجه : 384)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سند ضعیف ہے۔ابوزید ''مجہول'' ہے۔

❀ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَجْهُولٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ.

''محدثین کے ہاں ''مجہول'' ہے۔''

❀ امام ابوحاتم اور امام ابوزرعہ رحمہما اللہ فرماتے ہیں:

لَا يَصِحُّ فِي هٰذَا الْبَابِ شَيْءٌ.

''اس بارے میں کوئی روایت ثابت نہیں۔''

(علل الحديث: 550/1)

❀ امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يَصِحُّ هٰذَا الْحَدِيثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ خِلَافُ الْقُرْآنِ.

''یہ حدیث نبی کریم ﷺ سے ثابت نہیں، نیز قرآن کے بھی خلاف ہے۔''

(الكامل في ضُعفاء الرّجال: 194/9)

❀ حافظ جوزقانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ بَاطِلٌ، مُخَالِفٌ لِلْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَالْإِجْمَاعِ وَالْقِيَاسِ.

''یہ حدیث باطل ہے، کتاب وسنت، اجماع اور قیاس کے مخالف ہے۔''

(الأباطيل والمَناكير: 498/1)

❀ علامہ زیلعی حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَدْ ضَعَّفَ الْعُلَمَاءُ هٰذَا الْحَدِيثَ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”علمائے محدثین نے اس حدیث کوضعیف قرار دیا ہے۔“

(نَصب الرّاية :138/1)

✿ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا الْحَدِيثُ أَطْبَقَ عُلَمَاءُ السَّلَفِ عَلٰى تَضْعِيفِهٖ .

”اس حدیث کے ضعیف ہونے پر علمائے سلف کا اتفاق ہے۔“

(فتح الباري :354/1)

سوال: عبدالرشید اور عبدالصبور نام رکھنا کیسا ہے؟

جواب: کسی صحیح دلیل سے ثابت نہیں کہ ”الرشید“ اور ”الصبور“ اللہ تعالیٰ کے نام ہیں، جن روایات میں انہیں اللہ کے ناموں میں درج کیا گیا ہے، وہ غیر ثابت ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے اسمائے مبارکہ توقیفی ہیں، اللہ کے وہی نام رکھے جا سکتے ہیں، جو قرآن اور صحیح حدیث میں ثابت ہیں۔

دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ کی صفات سے اس کے نام نہیں رکھے جا سکتے، مثلاً اللہ تعالیٰ صفت غضب سے متصف ہے، مگر اس صفت سے اللہ کا نام ”الغاضب“ نہیں رکھا جا سکتا، اسی طرح اللہ تعالیٰ صفت ضحک (ہنسنا) سے متصف ہے، مگر اس سے اللہ تعالیٰ کا نام ”الضاحک“ نہیں رکھا جا سکتا، علی ہذا القیاس!

بلا شبہ اللہ تعالیٰ صفت صبر اور صفت رشد سے متصف ہے، مگر اس صفت سے اللہ کا نام ”الرشید“ اور ”الصبور“ نہیں رکھا جا سکتا۔

لہٰذا عبدالرشید یا عبدالصبور نام نہیں رکھنا چاہیے۔

سوال: کیا اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ کی معرفت ضروری ہے؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جواب: اسمائے الٰہی کے معانی سے معرفت ان پر ایمان کا لازمی جزو ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کا علم اور ان کے معانی کی معرفت بندے کے دل میں اللہ کا ڈر، ہیبت، تقویٰ پیدا کرتی ہے اور اس کے دل میں ایمان بڑھ جاتا ہے۔

جو شخص یہ جان گیا کہ اللہ ہر چیز کو جانتا ہے اور اس پر بندوں کے اعمال میں سے کچھ بھی مخفی نہیں، وہ دوسرے سے زیادہ ڈرے گا، اور جو یہ جان لے گا کہ اللہ کو کوئی چیز عاجز نہیں کرسکتی اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، وہ اللہ سے دوسروں کی نسبت زیادہ ڈرنے اور سچا توکل وبھروسا کرنے والا ہوگا، اسی طرح دوسرے اسماء وصفات کا معاملہ ہے۔

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

مَنْ عَرَفَ أَسْمَاءَ اللّٰهِ وَمَعَانِيَهَا فَآمَنَ بِهَا، كَانَ إِيمَانُهُ أَكْمَلَ مِمَّنْ لَمْ يَعْرِفْ تِلْكَ الْأَسْمَاءَ، بَلْ آمَنَ بِهَا إِيمَانًا مُّجْمَلًا، أَوْ عَرَفَ بَعْضَهَا، وَكُلَّمَا ازْدَادَ الْإِنْسَانُ مَعْرِفَةً بِأَسْمَاءِ اللّٰهِ وَصِفَاتِهِ وَآيَاتِهِ كَانَ إِيمَانُهُ بِهِ أَكْمَلَ.

''جو اللہ تعالیٰ کے اسماء اور ان کے معانی کی معرفت رکھتے ہوئے ان پر ایمان لاتا ہے، اس کا ایمان اس شخص سے زیادہ کامل ہوگا، جو ان کی معرفت نہیں رکھتا، بلکہ مجمل طور پر ایمان لے آیا ہے، یا پھر کچھ معرفت رکھتا ہے، جوں جوں انسان اللہ تعالیٰ کے اسماء، اس کی صفات اور آیات کی معرفت میں بڑھتا جاتا ہے، اس کا اللہ پر ایمان بھی کامل ترین ہوتا جاتا ہے۔''

(مَجموع الفتاوٰی: 7/233-234)

❁ شیخ عبدالرحمٰن بن ناصر سعدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”توحید در حقیقت اللہ و رسول کے ثابت کیے ہوئے ناموں پر ایمان، ان کے اندر پوشیدہ جلیل القدر معانی و معارف کی معرفت، ان کے ذریعے تقرب الٰہی کے حصول اور ان کے وسیلہ سے دعا کرنے کا نام ہے۔ ان اسماء کے معانی کا ذہن میں استحضار اور دل میں ان کی تاثیر کا ہونا ضروری ہے، مثلاً عظمت، کبریائی، بزرگی اور جلال و ہیبت پر مشتمل نام دل کو اللہ تعالیٰ کی تعظیم و اکرام سے بھر دیتے ہیں۔ جمال، نیکی، احسان اور رحمت و کرم پر مشتمل نام دل کو اللہ کی محبت، شوق اور حمد و شکر سے لبریز کر دیتے ہیں۔ عزت، حکمت اور علم و قدرت والے نام دل میں اللہ کے لیے عاجزی و انکساری پیدا کرتے ہیں۔ علم، خبر، آگاہی، مشاہدہ اور احاطہ پر مبنی نام دل میں اللہ تعالیٰ کی نگرانی کا احساس اور گندے افکار و خیالات سے نفرت پیدا کرتے ہیں۔ غِنیٰ اور لطف و کرم کے معانی کے حامل نام اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ اور ہر حال میں اسی کی طرف نظر رکھنے کا داعیہ پیدا کر دیتے ہیں۔ یہ تمام فوائد اسماء و صفات الٰہی سے معرفت کی بدولت اسے نصیب ہوتے ہیں، یہی اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت و عنائیت ہے اور یہی توحید کی اصل روح ہے۔“

(النّہج السّدید، ص 161-163، مُلخصًا)

سوال: کیا اللہ تعالیٰ کا نام ”المعید“ ثابت ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کے لیے ”المعید“ (لوٹانے والا) نام ثابت نہیں۔

سوال: کیا اللہ تعالیٰ کا نام ”المحصی“ ثابت ہے؟

جواب: اسمائے حسنیٰ میں ”المحصی“ (شمار کرنے والا) ثابت نہیں۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: مندرجہ ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

إِنَّ النَّبِيَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا صَلّٰى عَلٰى جَنَازَةٍ رَفَعَ يَدَيْهِ فِي كُلِّ تَكْبِيرَةٍ وَإِذَا انْصَرَفَ سَلَّمَ .

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب نمازِ جنازہ پڑھتے، تو ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کرتے اور جب پھرتے، تو سلام پھیرتے۔“

(العِلَل للدّارقطني : 22/3، ح : 2908)

جواب: اس حدیث کو مرفوع بیان کرنا خطا ہے، درست یہی ہے کہ یہ موقوف ہے، جیسا کہ امام دارقطنی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے۔

نماز جنازہ کی ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کرنا سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور دیگر اسلاف اُمت سے ثابت ہے۔

سوال: روایت بالمعنی کا کیا حکم ہے؟

جواب: روایت بالمعنی کے جواز اور عدم جواز کا مسئلہ اہل علم میں مختلف فیہ ہے، راجح یہی ہے کہ روایت بالمعنی جائز ہے، بشرطیکہ معانی ومطالب میں تغیر نہ ہو۔

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا الرِّوَايَةُ بِالْمَعْنٰى، فَالْخِلَافُ فِيهَا شَهِيرٌ، وَالْأَكْثَرُ عَلَى الْجَوازِ أَيْضًا، وَمِنْ أَقْوٰى حُجَجِهِمُ الْإِجْمَاعُ عَلٰى جَوَازِ شَرْحِ الشَّرِيعَةِ لِلْعَجَمِ بِلِسَانِهِمْ لِلْعَارِفِ بِهٖ، فَإِذَا جَازَ الْإِبْدَالُ بِلُغَةٍ أُخْرٰى فَجَوَازُهٗ بِاللُّغَةِ الْعَرَبِيَّةِ أَوْلٰى .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”روایت بالمعنی ایک مشہور اختلافی مسئلہ ہے۔ اکثر اہل علم اسے جائز کہتے ہیں، ان کی سب سے مضبوط دلیل یہ ہے کہ چونکہ عربیت سے واقف شخص کا عجمیوں کے لیے ان کی زبان میں شریعت کا بیان بالاجماع جائز ہے، تو جب دوسری زبان میں شریعت کا بیان جائز ہے، تو عربی زبان میں تو بالاولیٰ جائز ہے۔“

(نُزهة النّظر، ص 119)

یاد رہے کہ وحی دو طرح کی ہے، ایک قرآن کی صورت میں اور دوسری حدیث کی صورت میں۔ قرآن کے الفاظ بھی اللہ کی طرف سے ہیں اور معانی و مطالب بھی، جبکہ حدیث میں معانی و مفاہیم اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں، جبکہ الفاظ نبی کریم ﷺ کے اپنے ہیں، دوسرے لفظوں میں یوں سمجھیے کہ حدیث رسول میں جو احکام و سنن بیان ہوئے ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تعلیم کردہ ہیں، ان میں تغیر و تبدل کی گنجائش نہیں، جبکہ یہ احکام و سنن جن الفاظ میں بیان کیے گئے، وہ الفاظ اللہ تعالیٰ نے نازل نہیں کیے، بلکہ وہ الفاظ رسول اللہ ﷺ کے ہیں، یوں حدیث کے الفاظ وحی الٰہی نہیں، بلکہ معانی و مفاہیم وحی الٰہی ہیں۔

اب اگر راویوں نے نبی کریم ﷺ کے بیان کردہ احکامات و سنن کو اپنے الفاظ میں بیان کر دیا، تو اس میں کیا غلط ہوا؟ کیا راویوں نے وحی کو تبدیل کیا؟ ہرگز نہیں، انہوں نے صرف الفاظ کو تبدیل کیا، جو کہ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ نہیں تھے۔ پھر سب سے پہلے روایت بالمعنی نبی کریم ﷺ نے کی ہے، کیونکہ آپ ﷺ نے اللہ کی مراد کو اپنے الفاظ میں بیان کیا ہے، اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام رحمہم اللہ وغیرہم نے بھی کیا۔ لہٰذا اگر روایت بالمعنی کی وجہ سے راویوں کو مطعون کیا جائے، تو کیا نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس پر حرف گیری کی جائے گی؟ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے اللہ کی مراد کو اپنے الفاظ میں بیان کیا اور

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

راویوں نے نبی کریم ﷺ کی بیان کردہ مراد کو اپنے الفاظ میں بیان کر دیا۔ اگر نبی کریم ﷺ کے لیے احادیث کو اپنے الفاظ میں بیان کرنا جائز نہ ہوتا اور یہ اللہ تعالیٰ یا وحی الٰہی میں خیانت ہوتی، تو آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا سامنا کرنا پڑتا:

﴿وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ، لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ، ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ﴾(الحاقّة : ٤٤-٤٦)

''وہ ہماری طرف کچھ جھوٹ منسوب کر دیتے، تو یقیناً ہم انہیں دائیں ہاتھ سے پکڑ لیتے اور ان کی رگ جاں کاٹ دیتے۔''

جب اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو محفوظ رکھا، تو اس کا یہی مطلب ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا روایت بالمعنی کرنا صحیح اور درست ہوا۔ یہی معاملہ راویان حدیث کا ہے۔

جب روایت بالمعنی سے اللہ تعالیٰ کی مراد پوری ہو رہی ہے، تو اس سے وحی میں تغیر وتبدل کیسے آ گیا؟ اور راویان حدیث اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے نافرمان کیسے ہو گئے؟ مثال کے طور پر کوئی شخص اپنے بیٹے سے کہے: ''جائیے اور ملازم سے کہیے کہ میرے ابو بلا رہے ہیں۔'' اب بچہ جا کر کہے کہ ''میرے والد یا بابا آپ کو بلا رہے ہیں یا یاد فرما رہے ہیں۔'' تو کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ بچہ اپنے والد کا نافرمان ہے، کیونکہ اس نے والد کے کہے ہوئے الفاظ بدل دیے۔ ہر کوئی یہی کہے گا کہ جب بچے نے والد کا مطلوب ومقصود پورا کر دیا ہے، تو ''میرے ابو'' کی جگہ ''میرے والد یا بابا'' کہنے سے نافرمان نہیں ٹھہرا، کیونکہ دونوں کا مطلب ایک ہی ہے۔ بالکل اسی طرح راویان حدیث نے جہاں روایت بالمعنی کیا ہے، وہاں اللہ اور اس کے رسول کی مراد کو کما حقہ ادا کیا ہے۔ اگر کسی راوی نے خطا بھی کی ہے، تو علل حدیث کے ماہرین نے اس پر نقد کر کے غلطی کو واضح کر دیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قرآن کریم کی سات متواتر قرائتیں بھی روایت بالمعنی کے جواز پر دلیل ہیں، کیونکہ صحابہ کرام کے عربی لہجے مختلف تھے، تو ان کے لیے ایک ہی لہجے میں تلاوت کرنا مشکل تھا، تو اللہ تعالیٰ نے صحابہ کی سہولت کا لحاظ کرتے ہوئے قرآن کریم کو سات مختلف قرائتوں میں نازل کر دیا۔ ان قرائتوں کے بعض الفاظ میں اختلاف ہے، جبکہ ان کا معنی ومراد ایک ہی ہے، بالکل اسی طرح روایت بالمعنی میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی مراد ایک ہوتی ہے، صرف الفاظ مختلف ہوتے ہیں، لہٰذا روایت بالمعنی میں الفاظ کا اختلاف وحی میں تغیر وتبدل نہیں ہے۔

روایت بالمعنی کا تعلق کتابت حدیث کے دور تک ہے، تدوین حدیث کے بعد روایت بالمعنی جائز نہیں۔

یاد رہے کہ قرآن کریم کلام الٰہی ہے اور حدیث مخلوق کا کلام ہے۔ یقیناً دونوں وحی ہے، دونوں دین اور حجت ہیں، دونوں کا انکار کفر ہے، دونوں کی مخالفت اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے، انکار حدیث انکار قرآن کو مستلزم ہے، اس لیے دنیا میں کوئی منکر حدیث ایسا نہیں، جو قرآن کو مکمل طور پر حق مانتا ہو، منکرین حدیث حدیث پر حملہ آور ہو کر جہاں اپنے دل کی بھڑاس نکالتے ہیں، وہاں قرآنی تعلیمات سے منحرف ہیں، پورے قرآن کو تاویل اور مجاز کی بھینٹ چڑھا دیتے ہیں، اس لیے کوئی منکر حدیث جنت وجہنم کا قائل نہیں، یہ لوگ جنت وجہنم کی اپنی تعبیر پیش کرتے ہیں، یہ اس چیز پر دلیل ہے کہ ان کا آخرت پر حقیقی ایمان نہیں۔

البتہ جو اعجازات اور امتیازات قرآن کریم کو حاصل ہیں، وہ کسی اور کلام کو نہیں، اسی لیے قرآن میں تدبر کا حکم دیا گیا ہے۔ اس سے یہ بھی لازم نہیں آتا کہ حدیث میں تدبر نہیں کرنا، بلکہ قرآن میں اس وقت تک صحیح تدبر اور غور وخوض ممکن نہیں، جب تک حدیث کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ساتھ نہ ملایا جائے۔

جس طرح قرآن کریم کی خبریں اور پیشین گوئیاں حق اور سچ ہیں، اسی طرح حدیث کی خبریں اور پیشین گوئیاں بھی حق ہیں، کیونکہ دونوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔

حدیث کے حجت ہونے کا یہ مطلب ہے کہ اس کے تمام اوامر ونواہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ ہیں، ان کے حق ہونے میں ذرہ برابر بھی شبہ نہیں، جیسا کہ قرآن کریم کے حق ہونے میں ذرہ برابر شبہ نہیں۔

چونکہ قرآن کے الفاظ ومعانی دونوں من جانب اللہ ہیں، اس لیے کلام الٰہی میں ''او کما قال اللہ'' نہیں کہا جاتا، جبکہ حدیث کے مفاہیم تو من جانب اللہ ہیں، مگر الفاظ نہیں، اس لیے حدیث کے بعد ''او کما قال'' کہا جا سکتا ہے۔

یہ بھی ذہن نشین کرنا چاہیے کہ نبی کریم ﷺ کے ہر قول وفعل کے وحی ہونے کا یہ مطلب ہے کہ دین کے معاملہ میں آپ کا ہر قول وفعل وحی ہے، اس کا ترک جائز نہیں۔

سوال: عقیدہ ختم نبوت کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: عقیدہ ختم نبوت ضروریات دین میں سے ہے۔ اس کے اقرار کے بغیر ایمان نہیں، قرآن، احادیث متواترہ اور امت کا اجماع اس پر دلیل ہیں۔

❀ سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

''سونے سے پہلے نماز کی طرح وضو کریں، بستر پر دائیں پہلو لیٹیں اور یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ إِنِّي اَسْلَمْتُ وَجْهِي إِلَيْكَ، وَفَوَّضْتُ اَمْرِي إِلَيْكَ، وَاَلْجَاْتُ ظَهْرِي إِلَيْكَ رَغْبَةً وَرَهْبَةً إِلَيْكَ، لَا مَلْجَاَ وَلَا مَنْجَا

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ، آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي اَنْزَلْتَ، وَبِنَبِيِّكَ الَّذِي اَرْسَلْتَ .

''اللہ! خود کو تیرا تابع فرماں کرتا ہوں، معاملات تیرے سپرد کرتا ہوں، تیرے خوف سے اور تیری رحمت کی امید لئے تیرے در پہ جھکتا ہوں کہ تو ہی پناہ اور نجات کی جا ہے۔ تیری نازل کردہ کتاب اور تیرے مبعوث پیغمبر پر ایمان لاتا ہوں۔''

فرمایا: سونے سے قبل آخری کلام یہ ہو، پھر اگر اس رات فوت ہو گئے ہو، تو فطرت اسلام پہ ہو گے۔ سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے یہ دعا اچھی طرح یاد کر کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سنائی اور «بِنَبِيِّكَ» کی جگہ یہ الفاظ پڑھے:

آمَنْتُ بِرَسُولِكَ الَّذِي اَرْسَلْتَ .

''تیرے بھیجے ہوئے رسول پر ایمان لاتا ہوں۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ پڑھیں:

آمَنْتُ بِنَبِيِّكَ الَّذِي اَرْسَلْتَ .

''تیرے بھیجے ہوئے نبی پر ایمان لاتا ہوں۔''

(صحيح البخاري: 6313-6315، صحيح مسلم: 2710)

اس حدیث میں اشارہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، وہ اس طرح کہ اس حدیث میں قرآن کریم کی تصدیق کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی تصدیق کرنے کا اقرار کیا گیا ہے، جس طرح قرآن کریم آخری کتاب ہے، اس طرح محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی آخری نبی ہیں، اگر کوئی نبی آنا ہوتا، تو اس پر ایمان لانا واجب ہوتا، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی پر ایمان لانا واجب ہی نہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی بھی مبعوث نہیں ہو سکتا۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

نبی کریم ﷺ نے ''رسول'' کے بجائے ''نبی'' کا لفظ پڑھنے کا فرمایا، کیونکہ ہر رسول نبی ہوتا ہے، ہر نبی رسول نہیں ہوتا، نیز رسول میں فرشتے بھی داخل ہیں، اگر ''نبی'' کے بجائے ''رسول'' ہوتا، تو کوئی کہہ سکتا تھا کہ محمد کریم ﷺ کے بعد رسول نہیں آ سکتا، مگر نبی تو آ سکتا ہے، لیکن جب ''نبی'' کہہ دیا، تو محمد ﷺ کے بعد ''نبوت و رسالت'' دونوں کی نفی ہو گئی، اس لیے نبی کریم ﷺ نے ''نبی'' کا لفظ پڑھایا، تا کہ کوئی نبی ہونے کا بھی دعویٰ نہ کر سکے، چہ جائیکہ رسول ہونے کا دعویٰ کرے۔

سوال: درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❀ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَا مِنْ مَوْلُودٍ إِلَّا وَفِي سُرَّتِهِ مِنْ تُرْبَتِهِ الَّتِي تَوَلَّدَ مِنْهَا، فَإِذَا رُدَّ إِلٰى أَرْذَلِ عُمُرِهِ، رُدَّ إِلٰى تُرْبَتِهِ الَّتِي خُلِقَ مِنْهَا حَتّٰى يُدْفَنَ فِيهَا، وَإِنِّي وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ خُلِقْنَا مِنْ تُرْبَةٍ وَّاحِدَةٍ وَفِيهَا نُدْفَنُ .

''جو بچہ پیدا ہوتا ہے، اس کے ناف میں وہ مٹی ہوتی ہے، جس سے وہ پیدا ہوا ہے، جب وہ بڑھاپے میں پہنچتا ہے، تو وہ اسی مٹی کی طرف لوٹا دیا جاتا ہے، جس سے اس کی تخلیق ہوئی تھی، یہاں تک کہ اسے اسی مٹی میں دفن کر دیا جاتا ہے۔ بے شک مجھے، ابوبکر اور عمر کو ایک ہی مٹی سے پیدا کیا گیا ہے اور ہم اسی میں دفن ہوں گے۔''

(تاریخ بغداد للخطیب : 313/2)

جواب: سند باطل ہے۔

① موسیٰ بن سہل بن ہارون رازی کی توثیق نہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

② محمد بن عبدالرحمٰن بغدادی کی توثیق نہیں ملی۔

③، ④ سفیان ثوری اور ابواسحاق سبیعی کا عنعنہ ہے۔

❀ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اس روایت کو ''باطل'' کہا ہے۔

(میزان الاعتدال: 206/4)

تنبیہ:

اس معنی کی حدیث سیدنا عبداللہ بن عباس اور سیدنا انس رضی اللہ عنہم وغیرہ سے بھی مروی ہے، لیکن ان میں سے کوئی روایت بھی ثابت نہیں۔

سوال: درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

سِتَّةٌ لَّعَنْتُهُمْ وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ وَكُلُّ نَبِيٍّ كَانَ : الزَّائِدُ فِي كِتَابِ اللّٰهِ، وَالْمُكَذِّبُ بِقَدَرِ اللّٰهِ وَالْمُتَسَلِّطُ بِالْجَبَرُوتِ لِيُعِزَّ بِذٰلِكَ مَنْ أَذَلَّ اللّٰهُ، وَيُذِلَّ مَنْ أَعَزَّ اللّٰهُ، وَالْمُسْتَحِلُّ لِحُرُمِ اللّٰهِ، وَالْمُسْتَحِلُّ مِنْ عِتْرَتِي مَا حَرَّمَ اللّٰهُ، وَالتَّارِكُ لِسُنَّتِي .

''چھ قسم کے لوگوں پر میں لعنت کرتا ہوں، اللہ بھی ان پر لعنت کرے۔ (یاد رہے کہ) ہر نبی مستجاب الدعوات ہوتا ہے؛ ① کتاب اللہ میں زیادتی کرنے والا ② تقدیر کو جھٹلانے والا ③ ظلم و جبر سے مستلط ہونے والا (حکمران)، تا کہ اللہ کے ذلیل کردہ لوگوں کو معزز بنادے اور اللہ کے معزز لوگوں کو ذلیل کر دے ④ اللہ کے حرام کردہ اُمور کو حلال کرنے والا ⑤ میری آل کے حق میں وہ کچھ حلال کرنے والا، جسے اللہ تعالیٰ نے (ان کے حق میں) حرام کیا ہے ⑥

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میری سنت کو ترک کرنے والا۔‘‘

(سنن التّرمذي : 2154، المستدرك للحاكم : 525/2)

جواب: روایت ضعیف ہے۔ اس حدیث کو متصل بیان کرنا خطا ہے، اس کا مرسل ہونا ہی صحیح ہے، یہ علی بن حسین کی مرسل ہے۔

امام ترمذی اور امام ابوزرعہ رحمہما اللہ نے اس کے مرسل ہونے کو ہی صحیح قرار دیا ہے۔

(عِلَل الحديث لابن أبي حاتم : 7/5)

❁ اس معنی کی ایک حدیث سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔

(العِلَل المُتناهية لابن الجَوزي : 143/1)

جھوٹی روایت ہے۔ حصین بن مخارق ''وضاع'' (جھوٹی حدیثیں گھڑنے والا) ہے۔

❁ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو غیر ثابت قرار دیا ہے۔

سوال: درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

عَلِيٌّ عَيْبَةُ عِلْمِي .

''علی میرے علم کے راز دان ہیں۔''

(الكامل لابن عدي : 161/5)

جواب: باطل روایت ہے۔

① ضرار بن صرد ''متروک'' ہے۔

② اعمش کا عنعنہ ہے۔

③ یحییٰ بن عیسیٰ رملی متکلم فیہ ہے۔

سوال: اس روایت کی سند کیسی ہے؟

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تَفْضُلُ الصَّلَاةِ بِالسِّوَاكِ عَلَى الصَّلَاةِ بِغَيْرِ السِّوَاكِ سَبْعِينَ ضِعْفًا .

''مسواک کر کے نماز پڑھنا، بغیر مسواک کیے نماز پڑھنے سے ستر درجے زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔''

(مسند الإمام أحمد : 282/6، السّنن الكبرىٰ للبيهقي :38/1)

جواب: سند ضعیف ہے۔

① زہری مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

② اس حدیث میں محمد بن اسحاق نے تدلیس کی ہے۔

(صحيح ابن خزيمة، تحت الحديث : 137، السّنن الكبرىٰ للبيهقي :38/1)

السنن الکبریٰ للبیہقی (۱۶۱) والی سند بھی ضعیف ہے۔

① فرج بن فضالہ جمہور کے نزدیک ضعیف ہے۔

❀ حافظ ابن مفلح مقدسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعَّفَهُ الْأَكْثَرُ .

''اسے اکثر اہل علم نے ضعیف قرار دیا ہے۔''

(أصول الفقه : 1479/4)

❀ علامہ زرکشی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعَّفَهُ الْأَكْثَرُونَ .

''اکثر محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے۔''

(البحر المُحيط في أصول الفقه : 261/9)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ علامہ ابن امیر حاج رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعَّفَهُ الْأَكْثَرُونَ .

”اسے اکثر نے ضعیف قرار دیا ہے۔“

(التّقرير والتّحبير : 307/3)

② حماد بن قیراط ضعیف ہے۔

❁ حافظ بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا إِسْنَادٌ غَيْرُ قَوِيٍّ .

”یہ سند قوی نہیں۔“

(السّنن الكبرىٰ، تحت الحديث :161)

سوال: پاؤں پر مسح کے متعلق روایات کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

جواب: پاؤں پر مسح کے متعلق مروی روایات ضعیف وغیر ثابت ہیں۔

❁ سیدنا اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ، وَمَسَحَ عَلٰى نَعْلَيْهِ وَقَدَمَيْهِ .

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جوتوں اور پاؤں پر مسح کیا۔“

(مسند الإمام أحمد : 8/4، مختصرًا، سنن أبي داود : 160، المعجم الكبير للطّبراني :192/1)

سند ضعیف ہے۔ ہشیم بن بشیر واسطی مدلس ہیں۔

❁ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

لَمْ يَسْمَعْ هُشَيْمٌ هٰذَا مِنْ يَعْلٰى .

''ہشیم نے یہ حدیث یعلی بن عطاء سے نہیں سنی۔''

(التّحقيق لابن الجوزي :271/1)

❁ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو میں پاؤں پر مسح کرتے دیکھا۔

(العِلَل المُتناهية لابن الجَوزي :349/1)

سند باطل ہے۔

① عبدالرحمٰن بن مالک بن مغول ''متروک ومتہم'' ہے۔

② یزید بن ابی زیاد ''ضعیف،مختلط ومدلس'' ہے۔

❁ حافظ جوزقانی رحمہ اللہ نے اس روایت کو ''منکر'' کہا ہے۔

(الأباطيل والمَناكير :74/1)

❁ سیدنا عبداللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى الْقَدَمَيْنِ .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور پاؤں پر مسح کیا۔''

(العِلَل المُتناهية لابن الجَوزي :350/1)

سند ضعیف ہے۔عبداللہ بن لہیعہ ''ضعیف،مختلط ومدلس'' ہے۔

❁ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ فِي هٰذِهِ الْأَحَادِيثِ مَا يَصِحُّ .

''ان احادیث میں سے کوئی بھی ثابت نہیں۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(العِلَل المُتناهية :350/1)

سوال: کیا بیت الخلا سے نکلنے کی یہ دعا ثابت ہے؟

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَذْهَبَ عَنِّي الْأَذٰى وَعَافَانِي .

(سنن ابن ماجه :301)

جواب: بیت الخلا سے نکلتے وقت یہ دعا پڑھنا ثابت نہیں۔ اس بارے میں مروی مرفوع وموقوف تمام روایات ضعیف وغیر ثابت ہیں۔

سوال: غسل جنابت سے پہلے وضو کا کیا حکم ہے؟

جواب: غسل جنابت سے پہلے وضو کرنا بالا جماع مستحب ہے۔

❀ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا إِجْمَاعٌ مِّنَ الْعُلَمَاءِ، لَا خِلَافَ بَيْنَهُمْ فِيهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، إِلَّا أَنَّهُمْ مُّجْمِعُونَ أَيْضًا عَلَى اسْتِحْبَابِ الْوُضُوءِ قَبْلَ الْغُسْلِ .

”بلا اختلاف اس بات پر علما کا اجماع ہے، الحمد للہ! وہ اس بات پر متفق ہیں کہ غسل سے پہلے وضو مستحب ہے۔“(الاستذكار :327/1)

اس بارے میں درجِ ذیل کتب کا مطالعہ بھی مفید ہے۔

(التمهيد لابن عبدالبر : 93/22، المحلى لابن حزم : 275/1، شرح صحيح البخاري لابن بطّال :368/1، شرح صحيح البخاري لِقوام السنة الأصبهاني : 257/2، المَجموع للنووي : 285/2، فتح الباري لابن حجر : 260/1، عارضة الأحوذي لابن العربي :162/1، إكمال المعلم للقاضي عياض : 94/10، عمدة القاري للعيني : 206/3)

البتہ کلی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا ضروری ہے، کیونکہ منہ اور ناک چہرے میں داخل ہیں۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۶۳)

غلام مصطفی ظہیر امن پوری

سوال: کیا مرد اور عورت کے غسل جنابت میں فرق ہے؟

جواب: مرد اور عورت کے غسل جنابت میں فرق نہیں۔

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا﴾ (المائدة : ٦)

”جنبی ہوں، تو غسل کر لیں۔“

یہ حکم مردوں اور عورتوں سب کے لیے ہے۔

سوال: کیا غسل جنابت میں جسم کو ملنا ضروری ہے؟

جواب: غسل جنابت میں پورے جسم پر پانی پہچانا ضروری ہے، ملنا ضروری نہیں، ملنا بہتر ہے کہ جسم میل کچیل سے صاف ہو جاتا ہے۔

سوال: استنجا کرتے وقت شرمگاہ کا کتنا حصہ دھویا جائے؟

جواب: استنجا میں شرمگاہ کی اتنی جگہ دھو لینا کافی ہے، جہاں پیشاب لگا ہے، البتہ استنجا کے دوران شرمگاہ کو جھاڑ لینا چاہیے، تاکہ باقی ماندہ قطرات نکل آئیں اور مکمل طہارت حاصل ہو جائے۔

سوال: ایک شخص نے غسل کیا، مگر سر دھونا بھول گیا اور نماز پڑھ لی، تو کیا کرے؟

جواب: وہ دوبارہ غسل کرے اور اس دوران جو نماز پڑھی ہے، اس کا اعادہ کرے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: کیا غیر صحابہ کا اجماع حجت ہے؟

جواب: اجماع تا قیامت ممکن ہے۔ کسی بھی زمانہ میں اہل حق علما وفقہا کا کسی مسئلہ پر اتفاق واجماع حجت ہے۔ اہل علم نے اجماع پر کتابیں لکھیں ہیں اوراس میں صحابہ کے بعدوالوں علما کا اجماع نقل کیا ہے۔ بہت شمار علما نے صحابہ کے بعد والے علماء کے اجماع کو بطور دلیل پیش کیا ہے۔

سوال: جس تعویذ میں شیطان سے مدد مانگی گئی ہو، اسے پہننے کا کیا حکم ہے؟

جواب: شیطان سے مدد مانگنا واضح شرک ہے، جس کی کوئی تاویل نہیں کی جاسکتی، ایسا تعویذ شیطانی ہے، جانتے بوجھتے شیطانی تعویذ پہننا شرک وکفر ہے۔

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

مِنْ هٰؤُلَاءِ مَنْ يَسْتَغِيثُ بِمَخْلُوقٍ إِمَّا حَيٌّ أَوْ مَيِّتٌ سَوَاءٌ كَانَ ذٰلِكَ الْحَيُّ مُسْلِمًا أَوْ نَصْرَانِيًّا أَوْ مُشْرِكًا فَيَتَصَوَّرُ الشَّيْطَانُ بِصُورَةِ ذٰلِكَ الْمُسْتَغَاثِ بِهٖ وَيَقْضِي بَعْضَ حَاجَةِ ذٰلِكَ الْمُسْتَغِيثِ فَيَظُنُّ أَنَّهٗ ذٰلِكَ الشَّخْصُ أَوْ هُوَ مَلَكٌ عَلٰى صُورَتِهٖ وَإِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ أَضَلَّهٗ لَمَّا أَشْرَكَ بِاللّٰهِ كَمَا كَانَتْ الشَّيَاطِينُ تَدْخُلُ الْأَصْنَامَ وَتُكَلِّمُ الْمُشْرِكِينَ .

”ان میں سے بعض تو وہ ہیں، جو مخلوق سے استغاثہ کرتے ہیں، چاہے وہ زندہ ہو یا مردہ، حتی کہ وہ یہ بھی نہیں دیکھتے کہ یہ زندہ شخص مسلمان ہے یا نصرانی ہے یا مشرک ہے، تو شیطان اس شخص کی صورت میں مانگنے والوں کی بعض حاجات

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

پوری کر دیتا ہے۔تو وہ سمجھنے لگتے ہیں کہ وہ شخص خود ہے یا اس کی شکل میں کوئی فرشتہ آ گیا ہے، حالاں کہ وہ شیطان ہوتا ہے جو اسے اللہ کے ساتھ شرک میں گمراہ کر دیتا ہے۔جیسا کہ شیاطین بتوں میں داخل ہو جاتے تھے اور مشرکین سے کلام کیا کرتے تھے۔''

(الفُرقان بين أولياء الرّحمٰن وأولياء الشّيطان، ص 429)

سوال: کیا عبدالمطلب کی ملت شرکیہ ملت تھی؟

جواب: عبدالمطلب کی ملت شرکیہ ملت تھی، وہ اسی عقیدہ پر فوت ہوا، یہ اہل سنت کا اتفاقی واجماعی نظریہ ہے، روافض اس سے اختلاف کرتے ہیں۔

❁ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ (۵۹۷ھ) فرماتے ہیں:

لَا يَخْتَلِفُ الْمُسْلِمُونَ أَنَّ عَبْدَ الْمُطَّلِبِ مَاتَ كَافِرًا .

''اس میں مسلمانوں کا کوئی اختلاف نہیں کہ عبدالمطلب کفر پر فوت ہوا۔''

(المَوضوعات: 283/1)

❁ سیّدنا مسیّب بن حزن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ أَبَا طَالِبٍ لَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ، دَخَلَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ أَبُو جَهْلٍ، فَقَالَ : أَيْ عَمِّ، قُلْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، كَلِمَةً أُحَاجُّ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللّٰهِ، فَقَالَ أَبُو جَهْلٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ : يَا أَبَا طَالِبٍ، تَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، فَلَمْ يَزَالَا يُكَلِّمَانِهِ، حَتّٰى قَالَ آخِرَ شَيْءٍ كَلَّمَهُمْ بِهٖ : عَلٰى مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : لَأَسْتَغْفِرَنَّ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لَكَ، مَا لَمْ أُنْهَ عَنْهُ فَنَزَلَتْ : ﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَّسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبٰى مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ﴾(التوبة : 113)، وَنَزَلَتْ : ﴿إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ﴾ (القصص : 56).

''ابوطالب کی وفات کا وقت آیا، تو رسول اللہ ﷺ اُن کے پاس تشریف لے گئے۔ آپ نے اُن کے پاس ابوجہل اور عبداللہ بن ابی امیہ بن مغیرہ کو دیکھا، تو فرمایا: چچا جان! لا الہ الا اللہ کہہ دیں، تا کہ اس کلمہ کے ذریعہ اللہ کے ہاں آپ کے حق میں گواہی دے سکوں۔ اس پر ابوجہل اور عبداللہ بن ابی امیہ کہنے لگے: ابو طالب! عبد المطلب کے دین سے مُنحرف ہو جاؤ گے؟ رسولِ اکرم ﷺ مسلسل اپنی بات ابوطالب کو پیش کرتے رہے اور بار بار یہ کہتے رہے، حتی کہ ابوطالب نے اپنی آخری بات یوں کی کہ وہ عبدالمطلب کے دین پر ہیں۔ انہوں نے لا الہ الا اللہ کہنے سے انکار کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے جب تک روکا نہ گیا، اللہ تعالیٰ سے آپ کے لیے استغفار کرتا رہوں گا، تو یہ آیت نازل ہوئی:

﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَّسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبٰى مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ﴾(التوبة : 113).

''نبی اور مومنوں کے لیے روا نہیں کہ وہ مشرکین کے لیے استغفار کریں، گو وہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں، جب ان پر واضح ہے کہ مشرک جہنمی ہیں۔''

اللہ تعالیٰ نے ابو طالب کے بارے میں قرآن نازل کرتے ہوئے اپنے رسول سے فرمایا: ﴿إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ﴾ (القصص : ٥٦)

''آپ جسے چاہیں ہدایت نہیں دے سکتے۔''

(صحيح البخاري : 3884، صحيح مسلم : 24)

❀ ایک روایت کے الفاظ ہیں:

حَتّٰى قَالَ أَبُو طَالِبٍ آخِرَ مَا كَلَّمَهُمْ : هُوَ عَلٰى مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، وَأَبٰى أَنْ يَقُولَ : لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ .

''ابو طالب کا آخری کلمہ تھا کہ وہ عبدالمطلب کے دین پر فوت ہو رہا ہے، اس نے کلمہ لا الہ الا اللہ پڑھنے سے انکار کر دیا۔''

(صحيح البخاري : 1360)

یہ حدیث صریح نص ہے کہ عبدالمطلب کی ملت کافر ملت تھی اور ابو طالب اسی ملت پر فوت ہوئے، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو اُن کے حق میں دُعا کرنے سے منع کر دیا تھا۔

❀ اس حدیث کی شرح میں حافظ سہیلی رحمہ اللہ (۵۸۱ھ) فرماتے ہیں:

ظَاهِرُ الْحَدِيثِ يَقْتَضِي أَنَّ عَبْدَ الْمُطَّلِبِ مَاتَ عَلَى الشِّرْكِ .

''حدیث کا ظاہر اس بات کا تقاضہ کرتا ہے کہ عبدالمطلب شرک پر فوت ہوئے۔''

(الرّوض الأنف : 19/4)

❀ امام بیہقی رحمہ اللہ (۴۵۸ھ) فرماتے ہیں:

جَدُّ أَبِيهَا : عَبْدُ الْمُطَّلِبِ بْنُ هَاشِمٍ وَكَيْفَ لَا يَكُونُ أَبَوَاهُ وَجَدُّهُ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بِهٰذِهِ الصِّفَةِ فِي الْآخِرَةِ، وَكَانُوا يَعْبُدُونَ الْوَثَنَ حَتّٰى مَاتُوا، وَلَمْ يَدِينُوا دِينَ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ؟ وَأَمْرُهُمْ لَا يَقْدَحُ فِي نَسَبِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؛ لِأَنَّ أَنْكِحَةَ الْكُفَّارِ صَحِيحَةٌ، أَلَا تَرَاهُمْ يُسْلِمُونَ مَعَ زَوْجَاتِهِمْ فَلَا يَلْزَمُهُمْ تَجْدِيدُ الْعَقْدِ، وَلَا مُفَارَقَتُهُنَّ إِذَا كَانَ مِثْلُهُ يَجُوزُ فِي الْإِسْلَامِ .

”سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے والدمحترم کے دادا عبدالمطلب بن ہاشم تھے۔ یہ لوگ مرتے دَم تک بتوں کی پوجا کرتے رہے۔ انہوں نے سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کا دین قبول نہیں کیا تھا۔ البتہ ان کا یہ معاملہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب میں کوئی عیب کا باعث نہیں، کیونکہ کفار کے کیے گئے نکاح درست ہیں۔ کیا آپ نے دیکھا نہیں کہ کفار جب اپنی بیویوں سمیت مسلمان ہوتے ہیں، تو ان کو نیا نکاح یا اپنی بیویوں سے جُدائی اختیار نہیں کرنی پڑتی، کیونکہ اسلام میں اس طرح کی صورت جائز ہے۔“

(دلائل النّبوۃ: 1/192-193)

✿ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

اَلْمَقْصُودُ أَنَّ عَبْدَ الْمُطَّلِبِ مَاتَ عَلٰى مَا كَانَ عَلَيْهِ مِنْ دِينِ الْجَاهِلِيَّةِ خِلَافًا لِّفِرْقَةِ الشِّيعَةِ فِيهِ وَفِي ابْنِهِ أَبِي طَالِبٍ .

”مقصود یہ ہے کہ عبدالمطلب اُسی دین جاہلیت پر فوت ہوئے، جس پر وہ قائم تھے۔ شیعہ کا اُن کے بارے میں اور اُن کے بیٹے ابوطالب کے بارے میں

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

نظریہ اس کے برعکس ہے۔‘‘

(السّیرۃ النّبویّۃ: 238/1، 239)

معلوم ہوا کہ نبی اکرم ﷺ کے دادا عبدالمطلب جاہلیت کے دین پر تھے اور اسی پر وفات ہوئی تھی۔ یہی اہل سنت کا عقیدہ ہے۔ شیعہ اس کے بالکل برعکس کہتے ہیں۔

سوال: بعض لوگ حاجیوں سے کہتے ہیں کہ قبر نبوی پر ہمارا سلام پیش کرنا، اس کی کیا حقیقت ہے؟

جواب: یہ بدعت ہے، اسلاف اُمت سے ثابت نہیں۔ قبر رسول پر جا کر سلام کہنا مستحب ہے، اسلاف کا عمل ہے، مگر کسی حاجی کو یہ کہہ کر بھیجنا کہ رسول اللہ ﷺ کو میرا نام لے کر کہنا کہ آپ کا فلاں اُمتی آپ کو سلام کہہ رہا تھا۔ ان لوگوں کا یہ نظریہ ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ سب کا سلام سنتے ہیں اور پہچانتے ہیں، یہ بدعی نظریہ ہے۔

سوال: کیا اللہ کے علاوہ کسی کے لیے ’’مولانا‘‘ کا لفظ استعمال کیا جا سکتا ہے؟

جواب: لفظ مولیٰ کے کئی معانی ہے۔ جس معنی میں اللہ تعالیٰ کے لیے استعمال کیا جاتا ہے، اس معنی میں مخلوق کے لیے استعمال نہیں کیا جا سکتا۔ مولیٰ کا معنی کارساز اللہ تعالیٰ کے لیے ہے، مخلوق کے لیے یہ معنی کرنا جائز نہیں۔

البتہ مولیٰ کے کئی معانی ایسے ہیں، جن کا استعمال مخلوق کے حق میں جائز ہے، مثلاً دوست، محبوب، غلام کا مالک، آزاد کرنے والا، آزاد کردہ غلام وغیرہ۔

امام اللغۃ محمد بن زیاد ہاشمی رحمہ اللہ (۱۵۰۔۲۳۱ھ) فرماتے ہیں:

أَلْمَوْلَى الْمَالِكُ وَهُوَ اللّٰهُ وَالْمَوْلَى ابْنُ الْعَمِّ وَالْمَوْلَى الْمُعْتِقُ وَالْمَوْلَى الْمُعْتَقُ وَالْمَوْلَى الْجَارُ وَالْمَوْلَى الشَّرِيْكُ وَالْمَوْلَى

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

الْحَلِيْفُ وَالْمَوْلَى الْمُحِبُّ وَالْمَوْلَى أَللَّوٰى وَالْمَوْلَى الْوَلِيُّ وَمِنْهُ قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ، مَعْنَاهُ مَنْ تَوَلَّانِي فَلْيَتَوَلَّ عَلِيًّا ....

''لفظ مولیٰ مالک کے معنی میں بھی مستعمل ہے، جو کہ صرف اللہ کی ذات ہے، مولیٰ کا لفظ چچا زاد، غلام آزاد کرنیوالے، آزاد کردہ غلام، ہمسایہ، حصہ دار، حلیف، محبت کرنے والے، جھنڈا اُٹھانے والے اور دلی دوست پر بولا جاتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان کہ جس کا میں مولیٰ ہوں، اس کے علی مولیٰ ہیں۔ اس کا معنی یہ ہے کہ جس کا میں دلی دوست ہوں، علی بھی اس کے دلی دوست ہونے چاہییں۔''

(تاریخ دِمَشق لابن عساکر : 238/42؛ وسندهٗ صحيحٌ)

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

لَا يَقُلْ اَحَدُكُمْ : اَطْعِمْ رَبَّكَ وَضِّئْ رَبَّكَ، اسْقِ رَبَّكَ، وَلْيَقُلْ : سَيِّدِي مَوْلَايَ، وَلَا يَقُلْ اَحَدُكُمْ : عَبْدِي أَمَتِي، وَلْيَقُلْ : فَتَايَ وَفَتَاتِي وَغُلَامِي .

''کوئی یہ نہ کہے کہ اپنے رب کو پانی پلاؤ، اپنے رب کو کھانا کھلاؤ، اپنے رب کو وضو کراؤ، کوئی شخص (اپنے آقا کو) میرا رب نہ کہے، بلکہ میرا آقا اور میرا سردار کہے، کوئی میرا بندہ اور میری بندی نہ کہے، بلکہ میرا نوکر یا میری نوکرانی کہے۔''

(صحيح البخاري : 2552، صحيح مسلم : 2249)

سوال: تصاویر والے کپڑے پہن کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

جواب: تصاویر والے کپڑے میں نماز نہیں پڑھنی چاہیے، اگر پڑھ لی، تو اعادہ نہیں۔

❀ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ قِرَامٌ لِعَائِشَةَ سَتَرَتْ بِهِ جَانِبَ بَيْتِهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : أَمِيطِي عَنَّا قِرَامَكِ هٰذَا، فَإِنَّهٗ لَا تَزَالُ تَصَاوِيرُهٗ تَعْرِضُ فِي صَلَاتِي .

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے گھر کی طرف ایک باریک پردہ لٹکا رکھا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمارے سامنے سے یہ پردہ ہٹا لیجئے، کیونکہ اس پردے میں موجود تصاویر مسلسل مجھے نماز سے مشغول کر رہی ہیں۔''

(صحيح البخاري : 374)

❀ امام قوام السنہ اصبہانی رحمہ اللہ (۵۳۵ھ) فرماتے ہیں:

فِي الْحَدِيثِ دَلِيلٌ أَنَّهٗ لَمَّا نُهِيَ عَنِ الْقِرَامِ الَّذِي فِيهِ التَّصَاوِيرُ، عُلِمَ أَنَّ النَّهْيَ عَنْ لِبَاسِهٖ أَشَدُّ .

''یہ حدیث دلیل ہے کہ جب تصاویر والا پردہ لٹکانا ممنوع ہے، تو ایسا لباس پہننا بالاولیٰ ممنوع ہے۔''

(شرح صحيح البخاري : 371/2)

سوال: بارش کی وجہ سے دو نمازوں کو جمع کرنا کیسا ہے؟

جواب: بارش میں دو نمازوں کو جمع کرکے پڑھنا جائز ہے۔

❀ امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۳۱۱ھ) فرماتے ہیں:

لَمْ يَخْتَلِفْ عُلَمَاءُ الْحِجَازِ أَنَّ الْجَمْعَ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ فِي

www.KitaboSunnat.com

الْمَطَرِ جَائِزٌ .

''علمائے حجاز کا اتفاق ہے کہ بارش میں دو نمازوں کو جمع کرنا جائز ہے۔''

(صحيح ابن خُزيمة : 85/2)

❁ سعید بن جبیر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان فرمایا:

جَمَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ، وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِالْمَدِينَةِ، فِي غَيْرِ خَوْفٍ، وَلَا مَطَرٍ (وَفِي لَفْظٍ : وَلَا سَفَرٍ)، قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ : لِمَ فَعَلَ ذٰلِكَ؟ قَالَ : كَيْ لَا يُحْرِجَ أُمَّتَهُ .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں ظہر و عصر اور مغرب و عشا کو بغیر کسی خوف اور بارش (ایک روایت میں بغیر کسی خوف اور سفر) کے جمع کیا۔ (سعید بن جبیر کہتے ہیں:) میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عرض کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیوں کیا؟ فرمایا: اس لیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر مشقت نہ ہو۔''

(صحيح مسلم : 50،54/705)

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِينَةِ ثَمَانِيًا جَمِيعًا، وَسَبْعًا جَمِيعًا؛ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ، وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ .

''میں نے مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں ظہر اور عصر کی آٹھ رکعات اور مغرب و عشاء کی سات رکعات جمع کر کے پڑھیں۔''

(صحيح البخاري : 543، 1174، صحيح مسلم : 55/705)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

شیخ الاسلام، ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

اَلْجَمْعُ الَّذِي ذَكَرَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ لَّمْ يَكُنْ بِهٰذَا وَلَا بِهٰذَا، وَبِهٰذَا اسْتَدَلَّ أَحْمَدُ بِهٖ عَلَى الْجَمْعِ لِهٰذِهِ الْأُمُورِ بِطَرِيقِ الْأَوْلٰى، فَإِنَّ هٰذَا الْكَلَامَ يَدُلُّ عَلٰى أَنَّ الْجَمْعَ لِهٰذِهِ الْأُمُورِ أَوْلٰى، وَهٰذَا مِنْ بَّابِ التَّنْبِيهِ بِالْفِعْلِ، فَإِنَّهٗ إِذَا جَمَعَ لِيَرْفَعَ الْحَرَجَ الْحَاصِلَ بِدُونِ الْخَوْفِ وَالْمَطَرِ وَالسَّفَرِ، فَالْحَرَجُ الْحَاصِلُ بِهٰذِهٖ أَوْلٰى أَنْ يُّرْفَعَ، وَالْجَمْعُ لَهَا أَوْلٰى مِنَ الْجَمْعِ لِغَيْرِهَا.

''سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے جن دو نمازوں کو جمع کرنے کا ذکر کیا ہے، وہ نہ خوف کی وجہ سے تھیں، نہ بارش کی وجہ سے۔ اس حدیث سے امام احمد رحمہ اللہ نے استدلال کیا ہے کہ خوف اور بارش میں تو بالاولیٰ نمازیں جمع ہوں گی۔ مذکورہ بحث سے معلوم ہوتا ہے کہ ان امور میں نمازوں کو جمع کرنا بالاولیٰ جائز ہے۔ یہ تنبیہ بالفعل کی قبیل سے ہے۔ جب خوف، بارش اور سفر کے بغیر درپیش مشقت کو ختم کرنے کے لیے دو نمازوں کو جمع کیا جا سکتا ہے، تو ان اسباب کی مشقت کو ختم کرنا تو بالاولیٰ جائز ہوگا، لہٰذا خوف، بارش اور سفر کی بنا پر نمازوں کو جمع کرنا دیگر امور کی بنا پر جمع کی نسبت اولیٰ ہوگا۔''

(مَجموع الفتاوٰی: 76/24)

✿ علامہ البانی رحمہ اللہ (۱۴۲۰ھ) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول [فِي غَيْرِ خَوْفٍ وَّلَا مَطَرٍ] کی شرح میں فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

إِنَّهٗ يُشْعِرُ أَنَّ الْجَمْعَ لِلْمَطَرِ كَانَ مَعْرُوفًا فِي عَهْدِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَوْ لَمْ يَكُنْ كَذٰلِكَ؛ لَمَا كَانَ ثَمَّةَ فَائِدَةٌ مِنْ نَّفْيِ الْمَطَرِ كَسَبَبٍ مُبَرِّرٍ لِّلْجَمْعِ، فَتَأَمَّلْ.

''ان الفاظ سے یہ بات سمجھ آتی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں بارش کی وجہ سے نمازوں کو جمع کرنا معروف تھا۔ غور فرمایئے! اگر ایسا نہ ہوتا، تو بارش کو نمازیں جمع کرنے کا سبب قرار دینے کا کوئی فائدہ نہ تھا۔''

(إرواء الغليل: 40/3)

❁ نافع مولیٰ ابن عمر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كَانَتْ أُمَرَاءُ نَا إِذَا كَانَتْ لَيْلَةٌ مَطِيرَةٌ؛ أَبْطَأُوا بِالْمَغْرِبِ وَعَجَّلُوا بِالْعِشَاءِ قَبْلَ أَنْ يَّغِيبَ الشَّفَقُ، فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُصَلِّي مَعَهُمْ، لَا يَرٰى بِذٰلِكَ بَأْسًا، قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ: وَرَأَيْتُ الْقَاسِمَ، وَسَالِمًا يُّصَلِّيَانِ مَعَهُمْ، فِي مِثْلِ تِلْكَ اللَّيْلَةِ.

''جب بارش والی رات ہوتی، تو ہمارے امرا مغرب کو تاخیر سے ادا کرتے اور شفق (سرخی) غائب ہونے سے پہلے عشاء کے ساتھ جمع کر لیتے۔ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ان کے ساتھ ہی نماز پڑھتے تھے اور اس میں کوئی حرج خیال نہیں کرتے تھے۔ عبید اللہ بیان کرتے ہیں: میں نے قاسم اور سالم رحمہما اللہ کو دیکھا کہ وہ دونوں ایسی رات میں امرا کے ساتھ مغرب وعشاء کو جمع کرتے تھے۔''

(المؤطّأ للإمام مالك: 331، السّنن الكبرٰى للبيهقي: 168/3، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ ہشام بن عروہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

رَأَيْتُ أَبَانَ بْنَ عُثْمَانَ يَجْمَعُ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ فِي اللَّيْلَةِ الْمَطِيرَةِ؛ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ، فَيُصَلِّيهِمَا مَعًا، عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، وَسَعِيدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، لَا يُنْكِرُونَهٗ.

''میں نے ابان بن عثمان رحمہ اللہ کو بارش والی رات مغرب وعشاء کی نمازوں کو جمع کرتے دیکھا۔عروہ بن زبیر،سعید بن مسیّب،ابوبکر بن عبدالرحمٰن اور ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن رحمہم اللہ اس پر کوئی اعتراض نہیں کرتے تھے۔''

(مصنّف ابن أبي شَيبة: 234/2، السّنن الکبرٰی للبَیهقي: 168/3، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ عبدالرحمٰن بن حرملہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

رَأَيْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يُصَلِّي مَعَ الْأَئِمَّةِ، حِينَ يَجْمَعُونَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ، فِي اللَّيْلَةِ الْمَطِيرَةِ.

''میں نے سعید بن مسیّب رحمہ اللہ کو امرا کے ساتھ بارش والی رات میں مغرب وعشاء کی نمازوں کو جمع کرکے پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة: 234/2، وسندهٗ حسنٌ)

❁ ابومودود،عبدالعزیز بن ابوسلیمان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

صَلَّيْتُ مَعَ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ، فَجَمَعَ بَيْنَهُمَا فِي اللَّيْلَةِ الْمَطِيرَةِ.

''میں نے ابوبکر بن محمد کے ساتھ مغرب وعشا کی نماز پڑھی،انہوں نے بارش

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

والی رات میں دونوں نمازوں کو جمع کیا تھا۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة : 234/2، وسندهٗ حسنٌ)

۞ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

هٰذِهِ الْآثَارُ تَدُلُّ عَلٰى أَنَّ الْجَمْعَ لِلْمَطَرِ مِنَ الْأَمْرِ الْقَدِيمِ، الْمَعْمُولِ بِهٖ بِالْمَدِينَةِ زَمَنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ، مَعَ أَنَّهٗ لَمْ يُنْقَلْ أَنَّ أَحَدًا مِّنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ أَنْكَرَ ذٰلِكَ، فَعُلِمَ أَنَّهٗ مَنْقُولٌ عِنْدَهُمْ بِالتَّوَاتُرِ جَوَازُ ذٰلِكَ .

”ان آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ بارش کی وجہ سے دو نمازوں کو جمع کرنا ایسا معاملہ ہے جو شروع سے چلا آ رہا ہے۔ اس پر صحابہ و تابعین کرام کے دور میں مدینہ میں بھی عمل ہوتا رہا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ کسی ایک بھی صحابی سے اس پر اعتراض کرنا منقول نہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ و تابعین سے بالتواتر اس کا جواز منقول ہے۔“ (مَجموع الفتاوٰی : 83/24)

۞ مولانا عبدالشکور لکھنوی فاروقی دیوبندی صاحب لکھتے ہیں:

”امام شافعی رحمہ اللہ (الأم : ۱/ ۷۹) کے نزدیک سفر میں اور بارش میں بھی دو نمازوں کا ایک وقت میں پڑھ لینا جائز ہے اور ظاہر احادیث سے بھی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے، لہٰذا اگر کسی ضرورت سے کوئی حنفی بھی ایسا کرے، تو جائز ہے۔“

(علم الفقہ، حصہ دوم، ص 150)

یاد رہے کہ بارش کی صورت میں جمع تقدیم وتاخیر، دونوں جائز ہیں۔ تقدیم میں زیادہ آسانی ہے، نیز جمع صوری کو بھی اختیار کیا جا سکتا ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❁ نبی کریم ﷺ نے عرفہ میں ظہر اور عصر کو جمع تقدیم سے ادا کیا۔

(صحيح مسلم : 1218)

❁ ایک سفر میں نبی کریم ﷺ نے عصر کو ظہر کے وقت اکٹھا ادا کیا۔

(صحيح البخاري : 3566، صحيح مسلم : 503)

❁ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بھی عرفہ میں جمع تقدیم کے قائل تھے۔

(مصنّف ابن أبي شيبة : 14411، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ امام احمد بن حنبل اور امام اسحاق بن راہویہ رحمہما اللہ جمع تقدیم میں کوئی حرج خیال نہیں کرتے تھے۔

(مسائل إسحاق الكوسج : 164، 357)

❁ امام شافعی رحمہ اللہ بھی جمع تقدیم کو جائز سمجھتے تھے۔

(الأمّ : 1/96)

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

لَيْسَ جَمْعُ التَّأْخِيرِ بِأَوْلٰى مِنْ جَمْعِ التَّقْدِيمِ؛ بَلْ ذَاكَ بِحَسَبِ الْحَاجَةِ وَالْمَصْلَحَةِ فَقَدْ يَكُونُ هٰذَا أَفْضَلَ وَقَدْ يَكُونُ هٰذَا أَفْضَلَ وَهٰذَا مَذْهَبُ جُمْهُورِ الْعُلَمَاءِ.

”جمع تاخیر، جمع تقدیم سے افضل نہیں ہے، بلکہ یہ ضرورت اور مصلحت کے مطابق ہوگی، کبھی جمع تاخیر افضل ہوتی ہے اور کبھی جمع تقدیم۔ جمہور اہل علم کا یہی مذہب ہے۔“

(مَجموع الفتاوىٰ : 24/57)

سوال: کیا دعا میں انبیائے کرام کا وسیلہ پیش کرنا جائز ہے؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(جواب): دعا میں انبیائے کرام کی ذات کا وسیلہ دینا جائز نہیں، یہ وسیلہ کی ممنوع قسم ہے۔اس سے بچنا ضروری ہے۔

اہل حدیث وسیلے کی جائز ومشروع صورتوں کے قائل ہیں اور ممنوع صورتوں کے منکر ہیں۔اہل حدیث سلف صالحین کے عقیدے پر قائم ہیں۔سلف صالحین کا مذہب ہی سلامتی والا ہے۔وہ دُعا میں اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ کو وسیلہ بناتے تھے،اسی طرح نیک ہستیوں سے دُعا کرواتے تھے، پھر اللہ تعالیٰ سے عرض کرتے کہ وہ ان نیک لوگوں کی دُعا قبول کر کے ان کی حاجت پوری کر دے،اعمالِ صالحہ بھی بطور وسیلہ استعمال کرتے تھے۔وسیلے کی یہی تین صورتیں قرآن وسنت سے ثابت ہیں۔اس کے علاوہ دُعا میں وسیلے کی کوئی اور صورت مشروع نہیں۔

سلف فوت شدگان کے وسیلے سے دعا نہیں کرتے تھے۔ان میں سے کوئی بھی بحق فلاں، بحرمتِ فلاں، بجاہِ فلاں، بذاتِ فلاں وغیرہ الفاظ کا اپنی دعاؤں میں استعمال نہیں کرتا تھا۔ان کی کتابیں ان الفاظ کے ذکر سے یکسر خالی ہیں۔فوت شدگان سے دُعا کرنے یا کرانے یا ان کے وسیلے سے دُعا کرنے کا قرآن وسنت میں کوئی ثبوت نہیں۔ یہ سلف صالحین کا مذہب نہیں تھا۔سلف تو قرآن وسنت کے پابند تھے۔ائمہ اہل سنت والجماعت میں سے ایک بھی ایسا نہیں، جو نبی اکرم ﷺ کی قبر مبارک پر جا کر صدا کرتا ہو کہ اللہ کے رسول! میرے لیے اللہ سے سوال کریں یا میری مغفرت کی سفارش فرما دیں۔اہل حدیث ہی اہل سنت ہیں۔اسی لیے وہ دیگر تمام شرعی امور کی طرح وسیلے کے بارے میں بھی سلف صالحین اور ائمہ اہل سنت کے نقش قدم پر گامزن ہیں۔

سلف صالحین، محدثین اور ائمہ اہل سنت کے مذہب کے خلاف رافضی شیعہ، حنفی،

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

دیوبندی اور بریلوی چاروں مکاتب فکر کے حاملین فوت شدگان کے وسیلے کو جائز اور درست سمجھتے ہیں۔ان کے نزدیک نبی اکرم ﷺ کی قبر مبارک پر جا کر سوال کرنا جائز ہے۔ حالانکہ سلف میں کوئی بھی ان کا حامی نہیں، خیرالقرون میں اس نظریے کا ذکر تک نہیں ملتا اور ائمہ اہل سنت اس سے آشنا نہ تھے۔

اہل حدیث صرف اس وسیلے کے قائل ہیں، جو فہم سلف کی روشنی میں قرآن وسنت سے ثابت ہے۔غیر مشروع وسیلے سے بیزار ہیں۔

❀ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

’’نبی کریم ﷺ کی موجودگی، غیر موجودگی یا وفات کے بعد آپ کی ذات کا وسیلہ پیش کرنا، اللہ تعالیٰ کو آپ کی ذات یا دیگر انبیائے کرام کی ذات کی قسم دینا یا انبیا کو پکارنا اور ان سے حاجت طلبی کرنا، سب کاموں کا حکم ایک ہے۔ صحابہ کرام اور تابعین عظام کے ہاں یہ طریقہ رائج نہیں تھا۔‘‘ اس کے برعکس سیدنا عمر بن خطاب اور سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہم، ان کے ساتھ موجود صحابہ کرام اور ان کے بعد آنے والے تابعین، خشک سالی میں مبتلا ہوتے، تو زندہ نیک لوگوں، مثلاً سیدنا عباس رضی اللہ عنہ اور یزید بن اسود رحمہ اللہ سے دعا کراتے اور اس دعا کو وسیلہ بنا کر اللہ تعالیٰ سے بارش طلب کرتے۔انہوں نے ایسی صورت میں کبھی بھی نبی اکرم ﷺ کا وسیلہ اختیار کر کے بارش طلب نہیں کی، نہ آپ ﷺ کی قبر مبارک کے پاس نہ کسی اور کی قبر کے پاس، بلکہ یہ لوگ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ اور یزید بن اسود رحمہ اللہ کی طرف چلے گئے۔وہ دعا میں آپ ﷺ کا وسیلہ دینے کی بجائے آپ ﷺ پر درود وسلام پڑھتے تھے۔سیدنا عمر رضی اللہ عنہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

نے فرمایا تھا کہ یا اللہ! پہلے ہم تیرے نبی کو تیرے دربار میں وسیلہ بناتے تھے اور تُو ہمیں بارش عنایت فرماتا تھا، اب ہم تیرے پاس اپنے نبی کے چچا کا وسیلہ لائے ہیں، لہٰذا ہمیں بارش عطا فرما۔ صحابہ کرام نے جب نبی اکرم ﷺ کی حیات مبارکہ میں اختیار کیے جانے والے طریقے کو اختیار کرنا (آپ سے دُعا کرانا) ممکن نہ سمجھا، تو اس کے بدلے میں اس طریقے (سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کی دعا) کو اختیار کر لیا۔ یہ بھی تو ہو سکتا تھا کہ وہ نبی اکرم ﷺ کی قبر مبارک پر آتے اور آپ کی ذات کا وسیلہ اختیار کرتے یا کھلے میدان میں جا کر اپنی دعا میں آپ کا وسیلہ ان الفاظ میں پیش کرتے، جن سے اللہ تعالیٰ کو مخلوق کی قسم دینا یا مخلوق کے واسطے سے سوال کرنا لازم آتا۔ وہ کہہ سکتے تھے کہ یا اللہ! ہم تجھ سے تیرے نبی کے مقام و مرتبہ کے طفیل سوال کرتے ہیں یا تجھے تیرے نبی کی قسم دیتے ہیں، وغیرہ وغیرہ، جیسا کہ بعض لوگ کرتے ہیں (لیکن صحابہ کرام نے ایسا نہیں کیا)۔''

(مجموع الفتاوٰی: 318/1)

❀ نیز فرماتے ہیں:

ثُمَّ سَلَفُ الْأُمَّةِ وَأَئِمَّتُهَا وَعُلَمَائُهُمْ إِلٰى هٰذَا التَّارِيخِ، سَلَكُوا سَبِيلَ الصَّحَابَةِ فِي التَّوَسُّلِ فِي الْاِسْتِسْقَاءِ بِالْأَحْيَاءِ الصَّالِحِينَ الْحَاضِرِينَ، وَلَمْ يُذْكَرْ عَنْ أَحَدٍ مِّنْهُمْ فِي ذٰلِكَ التَّوَسُّلُ بِالْأَمْوَاتِ، لَا مِنَ الرُّسُلِ، وَلَا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ، وَلَا مِنَ الصَّالِحِينَ، وَمَنِ ادَّعٰى أَنَّهٗ عَلِمَ هٰذِهِ التَّسْوِيَةَ الَّتِي جَهِلَهَا عُلَمَاءُ الْإِسْلَامِ وَسَلَفُ الْأُمَّةِ وَخِيَارُ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الْأُمَمِ، وَكَفَّرَ مَنْ أَنْكَرَهَا وَضَلَّلَهُ، فَاللّٰهُ تَعَالٰى هُوَ الَّذِي يُجَازِيهِ عَلٰى مَاقَالَهُ وَفَعَلَهُ.

''پھر امت کے اسلاف وائمہ اور آج تک کے علمائے کرام بارش طلب کرنے کے حوالے سے نیک زندہ لوگوں کا وسیلہ لینے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طریقے پر چلے ہیں۔ ان میں سے کسی ایک سے بھی منقول نہیں کہ انہوں نے فوت شدگان کا وسیلہ پیش کیا ہو، انہوں نے نہ رسولوں کا وسیلہ پکڑا، نہ انبیا کا اور نہ عام نیک لوگوں کا۔ جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ زندہ اور فوت شدہ دونوں کا وسیلہ برابر ہے، حالانکہ علمائے اسلام، اسلاف امت اور اُمت کے بہترین لوگ اس برابری کے قائل نہ تھے، پھر وہ اس بدعی وسیلے سے بیزار ہونے والوں کو کافر اور گمراہ قرار دے، تو اللہ تعالیٰ ہی اس کے قول وفعل پر اس سے نمٹ لے۔''

(الرّد علی البِکري، ص 126-127)

❁ علامہ محمد بشیر سہسوانی رحمہ اللہ (۱۳۲۶ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّا مَعَاشِرَ الْمُوَحِّدِينَ لَا نَمْنَعُ التَّوَسُّلَ مُطْلَقًا كَمَا تَقَدَّمَ، وَإِنَّمَا نَمْنَعُ مِنْهُ مَا كَانَ مُتَضَمِّنًا لِّعِبَادَةِ غَيْرِ اللّٰهِ، أَوْ لِمَا نَهَى اللّٰهُ عَنْهُ وَرَسُولُهُ، أَوْ مُحْدَثًا لَّمْ يَدُلَّ عَلَيْهِ دَلِيلٌ مِّنْ كِتَابٍ وَّسُنَّةٍ ثَابِتَةٍ.

''پہلے بیان ہو چکا ہے کہ ہم توحید پرست وسیلے سے کلی طور پر منع نہیں کرتے۔ ہم تو صرف اس وسیلے سے منع کرتے ہیں، جس سے غیر اللہ کی عبادت لازم آتی ہو یا جس سے اللہ و رسول نے منع فرمایا ہو یا وہ ایسی بدعت پر مبنی ہو، جس کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قرآنِ کریم اور صحیح حدیث میں دلیل نہ ہو۔“

(صِيانة الإنسان، ص 221)

سوال: کیا ہر مہینے کی کوئی خاص نماز ثابت ہے؟

جواب: کسی مہینے یا دن کی کوئی خاص نماز ثابت نہیں۔بعض نے مختلف مہینوں اور دنوں سے منسوب نمازیں وضع کی ہیں، مثلاً نماز رجب، نماز عاشوراء، نماز معراج وغیرہ۔ ان کی کوئی حقیقت نہیں۔سلف صالحین نے سختی سے اس کا رد کیا ہے۔

❀ علامہ شاطبی رحمہ اللہ (۷۹۰ھ) لکھتے ہیں:

مِنْ ذٰلِكَ تَخْصِيصُ الْأَيَّامِ الْفَاضِلَةِ بِأَنْوَاعٍ مِّنَ الْعِبَادَاتِ الَّتِي لَمْ تُشْرَعْ بِهَا تَخْصِيصًا كَتَخْصِيصِ الْيَوْمِ الْفُلَانِي بِكَذَا وَكَذَا مِنَ الرَّكْعَاتِ أَوْ بِصَدَقَةٍ كَذَا وَكَذَا، أَوِ اللَّيْلَةِ الْفُلَانِيَّةِ بِقِيَامِ كَذَا وَكَذَا رَكْعَةٍ أَوْ بِخَتْمِ الْقُرْآنِ فِيهَا أَوْ مَا أَشْبَهَ ذٰلِكَ .

”عام دنوں کو ایسی عبادات کے ساتھ خاص کرنا، جو ان میں مشروع نہیں ہیں، مثلاً کسی دن کو تعداد رکعات یا مخصوص صدقہ کے ساتھ خاص کرنا یا فلاں رات اتنی اتنی رکعات نماز ادا کرنا یا کسی خاص رات میں قرآنِ کریم مکمل کرنا وغیرہ۔“

(الاعتصام: 12/2)

❀❀❀❀❀❀❀

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۶۴)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

(سوال): جس کاروبار کی وجہ سے کوئی بڑا نقصان ہو جائے، مثلاً بیٹا فوت ہو جائے یا گاڑی تباہ ہو جائے، کیا وہ کاروبار ترک کر دینا چاہیے؟

(جواب): اگر کسی کو نقصان ہو جائے، تو منحوس خیال کرتے ہوئے کاروبار کو چھوڑ دینا جائز نہیں، یہ توہم پرستی ہے اور بدشگونی ہے، جس کی اسلام میں کوئی حقیقت نہیں۔ توہم پرستی اور بدشگونی عقیدہ میں بگاڑ لاتی ہے۔ انسان کو زندگی میں جو بھی فائدہ یا نقصان پہنچتا ہے، وہ تقدیر کا معاملہ ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ کی رضا تلاش کرنی چاہیے۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿مَا أَصَابَ مِنْ مُّصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي أَنْفُسِكُمْ إِلَّا فِي كِتَابٍ مِّنْ قَبْلِ أَنْ نَبْرَأَهَا﴾ (الحديد : ٢٢)

”زمین اور تمہارے اندر ہونے والی ہر تبدیلی ہم نے تخلیق سے پہلے ہی لکھ دی ہے۔“

انسان کو شرک کی طرف لے جانے والی اعتقادی کمزوریوں میں سے ایک توہم پرستی اور اللہ تعالیٰ پر یقین کامل کا نہ ہونا بھی ہے۔ توہم پرستی کا شکار انسان اللہ تعالیٰ کے بجائے مخلوقات پر اعتماد کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ یہ چیز مجھے نقصان سے بچا سکتی ہے، یا نفع پہنچا سکتی ہے۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

لَا عَدْوٰی وَلَا طِیَرَۃَ، وَلَا هَامَةَ وَلَا صَفَرَ .

”نہ چھوت ہے، نہ بدفالی ہے، نہ مردہ کی کھوپڑی سے پرندہ نکلتا ہے اور نہ ہی صفر کا مہینہ منحوس ہے۔“

(صحیح البخاري : 5707، صحیح مسلم : 2220)

سوال: کیا مہدی کا آنا حق ہے؟

جواب: مہدی قرب قیامت پیدا ہوں گے، یہ حق ہے۔ کئی احادیث اس پر دلیل ہیں، یہ اہل سنت کا مذہب ہے۔ مہدی کا نام محمد اور والد کا نام عبداللہ ہوگا، اس کی خبر رسول اللہ ﷺ نے وحی سے دی ہے، نبی کریم ﷺ کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد سے ہوں گے۔ ان سے مراد وہ خیالی مہدی نہیں، جسے روافض مہدی منتظر کا نام دیتے ہیں۔

سوال: کیا مہدی کے بارے مروی احادیث ضعیف ہیں؟

جواب: مہدی کا آنا برحق ہے، اس کی خبر کئی صحیح احادیث میں موجود ہے۔ یہ کہنا کہ اس بارے میں تمام احادیث ضعیف ہے، درست نہیں، بلکہ اہل علم نے ان احادیث کو متواتر قرار دیا ہے۔

سوال: درج ذیل آیت کا مفہوم کیا ہے؟

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَمَا أَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيظٍ﴾ (الأنعام : ۱۰۴)

”میں (محمد ﷺ) تم پر نگہبان نہیں ہوں۔“

جواب: اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ سے کہلوایا ہے کہ اے مشرکین کی جماعت! میرا کام تمہیں حق بات بتا دینا ہے، تمہارے ایمان نہ لانے کا نقصان

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مجھےنہیں ہوگا، بلکہ اس کا نقصان تم خود اٹھاؤ گے، اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہارے اعمال پر نگہبان نہیں بنایا، بلکہ صرف ہدایت کا داعی بنایا ہے۔

مکمل آیت سے بات بالکل واضح ہو جاتی ہے:

﴿قَدْ جَاءَكُم بَصَائِرُ مِن رَّبِّكُمْ فَمَنْ أَبْصَرَ فَلِنَفْسِهِ وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا وَمَا أَنَا عَلَيْكُم بِحَفِيظٍ﴾(الأنعام: ١٠٤)

"یقیناً تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحتیں آ چکی ہیں، اب جس نے انہیں دیکھا (یعنی ان پر غور کر کے انہیں مان لیا) تو اس کا فائدہ اسے ہی ہو گا اور جو اندھا بن گیا (اور ان پر غور نہ کیا) تو اس کا نقصان اسی کو ہے، میں (محمد ﷺ) تم پر نگہبان نہیں ہوں۔"

سوال: کیا قبر والے زائرین کو دیکھتے ہیں؟

جواب: موت کے بعد انسان کا تعلق دنیا اور دنیا والوں سے کٹ جاتا ہے، اس کی روح اللہ کے پاس ہوتی ہے۔

بعض کا عقیدہ ہے کہ قبر والا قبر پر آنے والے کو دیکھتا ہے اور اس کی ہر بات سنتا ہے۔ یہ بدعی عقیدہ ہے، جس کا قرآن کریم، احادیث، آثار اور سلف کے عمل میں کوئی ثبوت نہیں، یہ روافض کا عقیدہ ہے، جو گمراہ لوگوں میں داخل ہو چکا ہے۔

موت محض عدم کا نام نہیں، بلکہ انقطاع روح کے بعد ایک جہان سے دوسرے جہان میں جانے کا نام ہے۔ جس کی ابتدا قبر سے ہوتی ہے۔ اسے برزخ کہتے ہیں۔ قبر میں جزا وسزا کا عمل شروع ہو جاتا ہے۔ یہ اہل سنت کا عقیدہ ہے۔ قرآن وحدیث اور اجماع امت اسی کے مؤید ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❀ علامہ ابوعبداللہ قرطبی رحمہ اللہ (۶۷۱ھ) لکھتے ہیں:

قَالَ الْعُلَمَاءُ : الْمَوْتُ لَيْسَ بِعَدَمٍ مَّحْضٍ وَّلَا فَنَاءٍ صَرْفٍ وَّإِنَّمَا هُوَ انْقِطَاعُ تَعَلُّقِ الرُّوحِ بِالْبَدَنِ وَمُفَارَقَتُهُ وَحَيْلُولَةٌ بَيْنَهُمَا، وَتَبَدُّلُ حَالٍ وَّانْتِقَالٌ مِنْ دَارٍ إِلٰى دَارٍ، وَهُوَ مِنْ أَعْظَمِ الْمَصَائِبِ، وَقَدْ سَمَّاهُ اللّٰهُ تَعَالٰى مُصِيبَةً .

''اہل علم کہتے ہیں: موت محض عدم اور فنا کا نام نہیں ہے، بلکہ موت روح اور بدن کے تعلق کے منقطع ہونے، دونوں کے جدا جدا ہونے، حالت کے تبدیلی اور ایک جہان سے دوسرے جہان میں منتقل ہونے کا نام ہے۔ یہ سب سے بڑی مصیبت ہے، اللہ تعالیٰ نے اسے مصیبت کہا ہے۔''

(التّذكرة بأحوال الموتٰى، ص 111، تفسير القرطبي : 377/7، 206/18، أحكام القرآن لابن العربي : 384/2، المسالك لابن العربي : 605/3، القبس لابن العربي، ص 430، شرح الصّدور للسّيوطي، ص 19، بشرى الكئيب للسّيوطي، ص 18، الحاوي للفتاوى للسّيوطي : 180/2، 317/2، البحور الزّاخرة للسّفاريني :11/1، 21)

موت کی اس حقیقت میں سب برابر ہیں؛ انبیا ہوں یا اولیا وعوام۔ لہٰذا یہ کہنا کہ قبر والے زائرین کو دیکھتے اور پہچانتے ہیں، بے دلیل بات ہے۔

سوال: جس نے گناہ کیا، پھر سچے دل سے توبہ کر لی، کچھ دنوں بعد شیطان کے بہکاوے میں آ گیا اور وہی گناہ کر لیا، تو کیا اس کا توبہ سے پہلے والا گناہ بھی لکھا جائے گا؟

جواب: جس گناہ کے بعد صدق دل سے توبہ کر لی جائے، وہ گناہ معاف ہو جاتا ہے، گویا گناہ کیا ہی نہیں۔ پھر اگر دوبارہ اسی گناہ کو کر لیا، تو سابقہ گناہ نہیں لکھا جاتا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: کیا مکڑی کے جالے سے گھر میں فقر و فاقہ آتا ہے؟

جواب: مکڑی کے جالے سے گھر کو صاف ستھرا رکھنا اچھی بات ہے، مگر یہ کہنا کہ مکڑی کا جالا ہو، تو گھر میں فقر و فاقے رہتے ہیں، یہ بے حقیقت بات ہے، اس کی وجہ تو ہم پرستی ہے، جسے کمزور ایمان والے لوگوں نے اپنا رکھا ہے۔ انسان کو وہی بیماری، پریشانی اور مصیبت لاحق ہوتی ہے، جو اس کی تقدیر میں لکھی گئی ہو۔

تعجب ہے کہ آج کل کے ماڈرن اور تعلیم یافتہ دَور میں بھی بے شمار خرافات ہمارے معاشرے میں پائی جاتی ہیں!

سوال: بعض کہتے ہیں کہ مجھے فلاں فلاں بزرگ نے ''رقیہ شرعی'' کی اجازت دی ہے، اس کی کیا حقیقت ہے؟

جواب: جب نبی کریم ﷺ نے ہمیں رقیہ شرعی کی اجازت دی ہے، تو آپ ﷺ کے بعد ہمیں کسی کی اجازت کی ضرورت نہیں۔ دم کے الفاظ شرعی کلمات پر مشتمل ہوں، تو کسی بھی صحیح العقیدہ مسلمان سے دم کروایا جا سکتا ہے۔

بعض کا یہ کہنا کہ مجھے فلاں پیر، فلاں شیخ یا فلاں ہستی نے اجازت دی ہے، درست نہیں، دراصل یہ پیری مریدی والے سلسلے ہی خرابی کا باعث ہیں، کسی کے مال اور ایمان کو لوٹنے کا یہ سب سے آسان طریقہ ہے۔ ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ لوگ فلاں پیر کی اجازت کی وجہ سے ان کے پاس آئیں۔ اسلاف اُمت کی زندگیوں میں یہ چیزیں نہیں ملتیں، یہ گمراہ صوفیا کی ایجادات ہیں۔

سوال: بعض کہتے ہیں کہ رات کو بیوی کا چہرہ دیکھنے سے اپنے چہرہ پر سیاہی آتی ہے، اس کی کیا حقیقت ہے؟

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جواب: اس بات کا تعلق بھی کمزور ایمانی اور توہم پرستی سے ہے، یہ بھی انہی خرافات میں سے ہے، جو بعض جاہلوں اور بدعقیدہ لوگوں کی طرف سے پھیلائی گئی ہیں۔ بیوی کا چہرہ کسی بھی وقت دیکھا جاسکتا ہے، شریعت نے کسی وقت ممنوع قرار نہیں دیا۔

سوال: کیا اللہ تعالیٰ کا عرش پر مستوی ہونے کا عقیدہ اتفاقی و اجماعی ہے؟

جواب: قرآنی نصوص، احادیث متواترہ، آثار سلف، اجماع اُمت اور فطرت شاہد ہیں کہ اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہے۔ اہل سنت والجماعت کا ایک فرد بھی اس کا انکاری نہیں۔

❀ علامہ قرطبی رحمہ اللہ (۶۷۱ھ) فرماتے ہیں:

لَمْ يُنْكِرْ أَحَدٌ مِّنَ السَّلَفِ الصَّالِحِ أَنَّهُ اسْتَوٰى عَلٰى عَرْشِهٖ، وَإِنَّمَا جَهِلُوا كَيْفِيَّةَ الْاِ سْتِوَاءِ .

”سلف صالحین میں سے کسی ایک نے بھی اللہ تعالیٰ کے عرش پر مستوی ہونے کا انکار نہیں کیا، البتہ انہوں نے استوا کی کیفیت کو مجہول قرار دیا ہے۔“

(تفسير القرطبي : 219/7)

سوال: والد غیر مسلم ہے اور بیٹا صحیح العقیدہ مسلمان ہے، بیٹا اپنے والد کے ساتھ حسن سلوک کرتا ہے، کافر باپ اپنے بیٹے کو اسلام چھوڑنے کا کہتا ہے، مگر بیٹا انکار کرتا ہے، جس پر باپ بیٹے کو طرح طرح کی بددعائیں دیتا ہے، کیا ایسے کافر والد کی اپنے مسلمان بیٹے پر بددعائیں قبول ہوتی ہیں؟ اور اس کا کیا حل ہے؟

جواب: اگر مسلمان بیٹا اپنے کافر والد سے حسن سلوک سے پیش آتا ہے، تو کافر والد کی بددعائیں قبول نہیں ہوتیں۔ بیٹے کو چاہیے کہ والد سے دنیاوی اُمور میں حسن سلوک جاری رکھے، دین کے معاملہ میں اس کی بات نہ مانے، کیونکہ خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اطاعت نہیں۔ البتہ والد کو بطریق احسن تبلیغ کرے اور بڑھ چڑھ کر خدمت کرے۔

❀ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا﴾ (لقمان: ۱۵)

''اپنے والدین کے ساتھ دنیوی اُمور میں نیک برتاؤ رکھو۔''

❀ نبی کریم ﷺ نے سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کو اپنی مشرک ماں سے حسن سلوک اور صلہ رحمی کا حکم دیا۔

(صحيح البخاري: 2620، صحيح مسلم: 1003)

سوال: حدیث کے بوسیدہ اوراق کا کیا کیا جائے؟

جواب: حدیث کے اوراق انتہائی بوسیدہ ہو جائیں، پڑھنے کے لائق نہ رہیں، تو انہیں کسی ایسی زمین میں دفن کر دیا جائے، جہاں ان کی بے حرمتی کا اندیشہ نہ ہو۔ یا کسی غیر آباد کنواں میں ڈال دیا جائے۔ ایسا ممکن نہ ہو، تو ان اوراق کو جلا دینے میں کوئی حرج نہیں، وہ خاک دفن کر دی جائے۔ اس میں چونکہ حدیث کی تحقیر کا قصد نہیں ہے، بلکہ اس کی حفاظت اور احترام پیش نظر ہے، لہٰذا ایسا کرنا جائز ہے، جمہور علما کی یہی رائے ہے۔

❀ علامہ ابن بطال رحمہ اللہ (۴۴۹ھ) لکھتے ہیں:

فِي أَمْرِ عُثْمَانَ بِتَحْرِيقِ الصُّحُفِ وَالْمَصَاحِفِ حِينَ جَمَعَ الْقُرْآنَ جَوَازُ تَحْرِيقِ الْكُتُبِ الَّتِي فِيهَا أَسْمَاءُ اللّٰهِ تَعَالٰى وَأَنَّ ذٰلِكَ إِكْرَامٌ لَّهَا، وَصِيَانَةٌ مِّنَ الْوَطْءِ بِالْأَقْدَامِ وَطَرْحِهَا فِي ضَيَاعٍ مِّنَ الْأَرْضِ.

''قرآن کو (کتابی شکل میں) جمع کرنے کے بعد سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا بقیہ تمام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صحائف کو جلا دینے کا حکم دینے میں جواز ہے کہ ان کتب کو جلانا جائز ہے، جن میں اللہ کے نام درج ہوتے ہیں، یہ ان کتب کی عزت اور پاؤں میں روندے جانے سے حفاظت ہے۔ نیز یہ بھی جائز ہے کہ ان کتب کو غیر آباد زمینوں کے سپرد کر دیا جائے۔"

(شرح صحیح البخاري : 10/226)

❁ نیز اہل علم کی مختلف آراذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

قَوْلُ مَنْ حَرَّقَهَا أَوْلٰى بِالصَّوَابِ .

"ان کتب کو جلانے والوں کی بات زیادہ درست ہے۔"

(شرح صحیح البخاري : 10/226)

سوال: کیا سیدنا آدم علیہ السلام کی تخلیق کعبہ کی مٹی سے ہوئی ؟

جواب: یہ بے بنیاد بات ہے، البتہ یہ بات ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ساری زمین سے ایک مٹھی مٹی لی اور اس سے آدم علیہ السلام کی تخلیق فرمائی۔

❁ سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ آدَمَ مِنْ قَبْضَةٍ قَبَضَهَا مِنْ جَمِيعِ الْأَرْضِ، فَجَاءَ بَنُو آدَمَ عَلٰى قَدْرِ الْأَرْضِ، جَاءَ مِنْهُمُ الْأَحْمَرُ، وَالْأَبْيَضُ، وَالْأَسْوَدُ، وَبَيْنَ ذٰلِكَ، وَالسَّهْلُ، وَالْحَزْنُ، وَالْخَبِيثُ، وَالطَّيِّبُ .

"اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو ایک مٹھی مٹی سے پیدا کیا، جو اس نے ساری زمین سے لی۔ اسی لیے آدم علیہ السلام کے بیٹے زمین کی خاصیت کے مطابق پیدا ہوئے، کوئی سرخ، کوئی سفید، کوئی کالا اور کوئی ساولا، کوئی خوشحال، کوئی مغموم، کوئی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اچھے اور کوئی برا۔''

(مسند الإمام أحمد : 40/4، سنن أبي داود : 4693، سنن التّرمذي : 2955، وسندہٗ صحیحٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن صحیح''، امام ابن حبان رحمہ اللہ (۶۱۶۰) نے ''صحیح''، امام حاکم رحمہ اللہ (۳۰۳۷) نے ''صحیح الاسناد'' قرار دیا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے موافقت کی ہے۔

سوال: کیا جمعہ کے دن یا رات روحیں زمین پر اُترتی ہیں؟

جواب: موت کے بعد مؤمنوں کی روحیں جنت میں ہوتی ہیں اور کفار کی روحیں جہنم میں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے پاس روک لیتا ہے۔ روحوں کا زمین پر اُترنا کسی دلیل سے ثابت نہیں۔ جمعہ کے دن روحوں کے لوٹنے پر کوئی حدیث ثابت نہیں۔

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْأَنْفُسَ حِينَ مَوْتِهَا وَالَّتِي لَمْ تَمُتْ فِي مَنَامِهَا فَيُمْسِكُ الَّتِي قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْأُخْرٰى إِلٰى أَجَلٍ مُّسَمًّى إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُونَ﴾ (الزّمر : 42)

''اللہ موت کے وقت جانوں کو قبض کر لیتا ہے اور جن پر موت نہیں آئی، ان کو نیند میں قبض کر لیتا ہے۔ پھر سوئے ہوؤں میں سے جس پر موت کا فیصلہ کر دے، اس کی جان کو روک لیتا ہے، اور جس پر موت کا فیصلہ نہیں کیا، اس کو ایک مقرر وقت کے بعد جسم میں لوٹا دیتا ہے۔ اس میں تفکر کرنے والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

❀ اس آیت کی تفسیر میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

تَلْتَقِي أَرْوَاحُ الْأَحْيَاءِ وَالْأَمْوَاتِ فِي الْمَنَامِ، فَيَتَسَاءَلُونَ بَيْنَهُمْ، فَيُمْسِكُ اللّٰهُ أَرْوَاحَ الْمَوْتٰى وَيُرْسِلُ أَرْوَاحَ الْأَحْيَاءِ إِلٰى أَجْسَادِهَا.

''مردوں اور زندوں کی ارواح نیند میں باہم ملتی ہیں، ایک دوسرے سے سوال بھی کرتی ہیں، تو اللہ مردوں کی روحوں کو روک لیتا ہے اور زندوں کی روحوں کو ان کے جسموں کی طرف لوٹا دیتا ہے۔''

(المُعجم الأوسط للطّبراني: 122، وسندهٗ حسنٌ)

سوال: یہ عقیدہ کہ نبی کریم ﷺ ہر وقت ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں اور ہر بات سے باخبر ہیں، کی کیا حقیقت ہے؟

جواب: یہ بدعی اور گمراہ کن عقیدہ ہے، اسلاف اُمت کے عقائد میں اس کا ذکر تک نہیں، بلکہ بے شمار قرآنی وحدیثی نصوص اس کے مخالف ہیں۔

سوال: بعض احباب تشہد کے کلمات: «اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ ......» سے نبی کریم ﷺ کا حاضر و ناظر ہونا ثابت کرتے ہیں، اس کی کیا حقیقت ہے؟

جواب: ہر جگہ مخاطب کے الفاظ سے حاضر ہونا لازم نہیں آتا، بلکہ حضور ذہنی بھی ہوتا ہے، جیسا کہ اہل عرب کے کلام میں معروف ہے۔ پھر یہ الفاظ نبی کریم ﷺ کے تعلیم کردہ ہیں، جنہیں آپ ﷺ خود بھی ادا فرماتے تھے۔ نیز بعض صحابہ سے یہ بھی ثابت ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد تشہد میں غائب کے صیغہ کے ساتھ سلام پڑھا، جس سے احباب کے استدلال کی قلعی کھل جاتی ہے۔

اسلاف امت میں سے کسی نے مخاطب کے الفاظ سے نبی کریم ﷺ کا حاضر و ناظر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہونا ثابت نہیں کیا، حالانکہ وہ سب سے بڑھ کر نصوص شرعیہ کو سمجھنے والے تھے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تشہد اس حال میں سکھایا کہ میرا ہاتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں کے درمیان تھا اور یوں سکھایا، جیسے قرآن کی سورت ہو:

التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ، وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ.

''تمام قولی، فعلی اور مالی عبادات اللہ کے لئے، اے نبی! آپ پر اللہ کی رحمت، برکت اور سلام ہو۔ ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر سلامتی ہو۔ گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی الہ نہیں، گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب تک زندہ رہے، ہم یہ الفاظ پڑھتے رہے:

السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ.

آپ فوت ہو گئے، تو ہم یوں پڑھنے لگے:

اَلسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ. ''اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سلامتی ہو۔''

(مسند الإمام أحمد: 1/414، صحيح البخاري: 6265، واللّفظ لهٗ)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَمَّا هٰذِهِ الزِّيَادَةُ؛ فَظَاهِرُهَا أَنَّهُمْ كَانُوا يَقُولُونَ: السَّلَامُ عَلَيْكَ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

أَيُّهَا النَّبِيُّ بِكَافِ الْخِطَابِ فِي حَيَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا مَاتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؛ تَرَكُوا الْخِطَابَ، وَذَكَرُوهُ بِلَفْظِ الْغَيْبَةِ، فَصَارُوا يَقُولُونَ: السَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ .

''زائد الفاظ سے مراد یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی زندگی میں کاف خطاب کے صیغے سیکھتے تھے: اے نبی! آپ پر سلامتی ہو۔ آپ ﷺ وفات پا گئے تو صحابہ نے مخاطب کا صیغہ ترک کر دیا اور غائب کے صیغے سے پڑھنا شروع کر دیا، کہنے لگے: اللہ کے نبی ﷺ پر سلامتی ہو۔''

(فتح الباري: 56/11)

❁ قاسم بن محمد بن ابی بکر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہمیں تشہد سکھاتی اور ہاتھ کے ساتھ اشارہ کرتی تھیں۔ وہ کہتی تھیں:

التَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ الزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ، السَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ .

''تمام پاکیزہ قولی، فعلی اور مالی عبادات اللہ کے لئے، نبی ﷺ پر اللہ کی رحمت اور سلام ہو۔ ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر سلامتی ہو۔ گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی الہ نہیں، گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔''

سیدہ رضی اللہ عنہا بھی غائب کے صیغے کے ساتھ سلام پڑھتی تھیں۔

(المُخلِّصِيَّات لأبي الطّاهر المُخلِّص: 2521، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مخاطب کے صیغے کے ساتھ بھی ایک روایت آئی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبَاتُ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ .

''تمام قولی، فعلی اور مالی عبادات اللہ کے لئے، اے نبی! آپ پر اللہ کی رحمت، برکت اور سلام ہو۔ ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر سلامتی ہو۔ گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی الہ نہیں، گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔''

(المخلّصيّات لأبي الطّاهر المخلّص : 450، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی غائب کے صیغے کے ساتھ بایں الفاظ تشہد پڑھ لیا کرتے تھے:

بِسْمِ اللّٰهِ، التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ، الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ، الزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ، السَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ، شَهِدْتُّ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، شَهِدْتُّ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ .

''بسم اللہ، تمام پاکیزہ قولی، فعلی اور مالی عبادات اللہ کے لئے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ کی رحمت، برکت اور سلام ہو۔ ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر سلامتی ہو۔ گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی الہ نہیں، گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔'' (المؤطّأ للإمام مالك : 91/1، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

إِنَّ الصَّحَابَةَ كَانُوا يَقُولُونَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيٌّ :
السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ ، فَلَمَّا مَاتَ قَالُوا : السَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ .

''صحابہ کرام نبی اکرم ﷺ کی زندگی میں اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ پڑھا کرتے تھے، جب آپ ﷺ وفات پا گئے، تو صحابہ نے یہ پڑھنا شروع کردیا: اَلسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ ''اللہ کے نبی ﷺ پر سلامتی ہو۔''

(فتح الباري لابن حجر : 2/314-315، وسندہٗ صحیحٌ)

۞ حافظ ابن حجر نے سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

۞ طاؤس رحمہ اللہ بھی تشہد میں اَلسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ پڑھتے تھے۔

(مسند السرّاج : 825، وسندہٗ صحیحٌ)

۞ علامہ سبکی رحمہ اللہ (۷۵٦ھ) کہتے ہیں:

إِنْ صَحَّ هٰذَا عَنِ الصَّحَابَةِ؛ دَلَّ عَلٰى أَنَّ الْخِطَابَ فِي السَّلَامِ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرُ وَاجِبٍ، فَيُقَالُ : السَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ .

''اگر صحابہ سے بصیغہ غائب سلام پڑھنا ثابت ہو جائے، تو یہ دلیل ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی وفات کے بعد بصیغہ خطاب سلام کہنا واجب نہیں۔ چنانچہ یوں بھی کہا جاسکتا ہے: اَلسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ ''نبی ﷺ پر سلامتی ہو۔''

(فتح الباري لابن حجر : 2/314)

۞ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ، علامہ سبکی رحمہ اللہ کی بات پر تبصرہ کرتے ہیں:

قُلْتُ : قَدْ صَحَّ بِلَا رَيْبٍ .

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

”میں کہتا ہوں کہ بلا شک وشبہ یہ بات درست ہے۔“

(فتح الباري : 314/5)

واضح ہوا کہ تشہد میں اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ اور اَلسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ دونوں الفاظ پڑھنا درست ہیں، نبی کریم ﷺ کے تعلیم کردہ الفاظ ہی اولیٰ وافضل ہیں۔ البتہ صحابہ سے منقول الفاظ جواز پر محمول ہیں۔

سوال: کیا پہلے انبیائے کرام علیہم السلام نے رب تعالیٰ سے دعا کی کہ ہمیں محمد کریم ﷺ کی اُمت میں داخل فرما؟

جواب: ایسی کوئی روایت ثابت نہیں۔ یاد رہے کہ نبوت سب سے بڑا منصب ہے، اُمت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی فضیلت بھی مسلم ہے، مگر یہ فضیلت نبوت کی فضیلت کو نہیں پہنچ سکتی۔

بھلا انبیا، جنہیں اللہ تعالیٰ نے سب سے بڑی فضیلت نبوت سے سرفراز کیا ہو، وہ چھوٹی فضیلت کی خواہش یا دعا کیونکر کریں گے؟ یا للعجب!

سوال: کیا شمال کی طرف پاؤں کرنا ممنوع ہے؟

جواب: ممانعت پر کوئی دلیل نہیں۔

سوال: کیا تجارت میں کوشش اور تدبیر کرنا تا کہ زیادہ نفع حاصل ہو، تقدیر پر ایمان کے منافی ہے؟

جواب: تجارت میں زیادہ نفع حاصل کرنے کے لیے بہتر سے بہتر پالیسی اختیار کرنا اور دن رات محنت کرنا جائز ہے، یہ تقدیر پر ایمان کے منافی نہیں۔ کیونکہ یہ بھی تقدیر میں لکھا ہے کہ فلاں شخص زیادہ محنت اور بہتر پالیسی کی وجہ سے زیادہ نفع کمائے گا۔

اسباب کو اختیار کرنا تقدیر کے منافی نہیں۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: کیا یہ ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے معراج والی رات تمام انبیائے کرام علیہم السلام کی امامت کرائی ؟

جواب: جی ہاں۔ نبی کریم ﷺ نے معرات کی رات تمام انبیائے کرام علیہم السلام کی امامت کرائی۔ یہ سب حقیقت میں ہوا۔اس کا تعلق ایمان بالغیب سے ہے، یہ نبی کریم ﷺ کا معجزہ ہے، جس کا ادراک عقل سے نہیں کیا جا سکتا۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

...... حَانَتِ الصَّلَاةُ فَأَمَمْتُهُمْ، فَلَمَّا فَرَغْتُ مِنَ الصَّلَاةِ ....

”......اتنے میں نماز کا وقت ہوا، تو میں نے تمام انبیا کو امامت کرائی، نماز سے فارغ ہونے کے بعد......۔“

(صحیح مسلم : 172)

سوال: ایک شخص بآواز بلند قرآن کریم کی تلاوت کر رہا ہے، دوسرا اسے منع کر رہا ہے کہ اونچی تلاوت مت کر، کیونکہ یہ ریا کاری ہے، کیا اس کی بات درست ہے؟

جواب: ریا کاری کا تعلق دل سے ہے، جو اللہ تعالیٰ اور بندے کا معاملہ ہے۔ نیکی کو اعلانیہ اور پوشیدہ کرنا دونوں طرح درست ہے، بلکہ اکثر نیکیاں اعلانیہ ہی ہوتی ہیں، نیکی اعلانیہ ہو یا پوشیدہ اگر دل میں شہرت اور غیر اللہ کو راضی کرنا مقصود ہے، تو وہ عمل رائیگاں ہیں، بلکہ روز قیامت وبال جان بن جائے اور اگر دل میں صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ہے، تو وہ عمل ظاہر ہو یا پوشیدہ، کوئی حرج نہیں۔

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿إِنْ تُبْدُوا الصَّدَقَاتِ فَنِعِمَّا هِيَ وَإِنْ تُخْفُوهَا وَتُؤْتُوهَا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

الْفُقَرَاءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِنْ سَيِّئَاتِكُمْ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ﴾(البقرة : ٢٧١)

''اگر تم اعلانیہ صدقہ کرو، تو یہ بھی اچھا ہے، البتہ اگر مخفی صدقہ کرو اور فقرا کو دو، تو یہ تمہارے لیے زیادہ بہتر ہے، اللہ تعالیٰ تمہارے گناہوں کو مٹا دے گا، اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے بخوبی واقف ہے۔''

لہٰذا کسی کے عمل کو دیکھ کر یہ نہیں کہنا چاہیے کہ فلاں شخص ریا کاری کر رہا ہے۔

سوال: درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❀ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الْبَرَكَةُ مَعَ أَكَابِرِكُمْ .

''اکابر میں برکت ہے۔''

(صحيح ابن حبان : 559، شُعب الإيمان للبيهقي : 10493)

جواب: یہ روایت عکرمہ کی مرسل ہے، اس کا مرفوع اور متصل ہونا خطا ہے۔ امام ابو حاتم رازی (علل الحدیث : ٦/٢٠٣) اور امام ابن حبان رحمہما اللہ کا یہی رجحان ہے۔

❀ امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَمْ يُحَدِّثِ ابْنُ الْمُبَارَكِ هٰذَا الْحَدِيثَ بِخُرَاسَانَ إِنَّمَا حَدَّثَ بِهٖ بِدَرْبِ الرُّومِ، فَسَمِعَ مِنْهُ أَهْلُ الشَّامِ، وَلَيْسَ هٰذَا الْحَدِيثُ فِي كُتُبِ ابْنِ الْمُبَارَكِ مَرْفُوعًا .

''امام عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے خراسان میں یہ حدیث بیان نہیں کی، بلکہ درب الروم میں بیان کی ہے، اہل شام نے ان سے یہ حدیث سنی، عبد اللہ بن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مبارک رحمہ اللہ کی کتابوں میں یہ روایت مرفوع (متصل) موجود نہیں۔“

(صحیح ابن حبان، تحت الحدیث: 559)

❀ امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْأَصْلُ فِيهِ مُرْسَلٌ .

”اصل میں یہ روایت مرسل ہے۔“

(الكامل في ضعفاء الرجال: 457/6)

❀ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلصَّوَابُ أَنَّهٗ مُرْسَلٌ .

”اس کا مرسل ہونا ہی درست ہے۔“

(تلخيص العِلَل المتناهية لابن الجوزي: 125/1)

❀ اسی معنی کی ایک مرفوع روایت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔

(الكامل لابن عدي: 419/4)

روایت ضعیف و منکر ہے۔

① سعید بن بشیر ضعیف ہے۔

② سعید بن بشیر کی قتادہ سے روایت منکر ہوتی ہے۔ یہ روایت بھی قتادہ سے ہے۔

③ قتادہ مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

سوال: ”عبدالرسول“ نام رکھنا کیسا ہے؟

جواب: عبدالرسول، عبدالنبی، عبدالمصطفیٰ، عبدالمسیح، عبدعلی، عبدحسین اور عبدکعبہ وغیرہ نام رکھنا بالاجماع حرام ہے۔ یہ تاویل کرنا کہ عبد بمعنی خادم ہے، درست نہیں، کیونکہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

عبد کا متبادر الذہن معنی ''بندہ'' ہے، تو اس کو حقیقی معنی سے پھیرنے کے لیے قرینہ چاہیے، وہ یہاں موجود نہیں۔ عبد النبی، عبد الرسول وغیرہ ناموں میں فوراً ذہن میں بندے کا مفہوم جاتا ہے۔ عبد بمعنی خادم وضاحت کے بغیر سمجھ نہیں آتا۔ لہٰذا عبد کی مخلوق کی طرف اضافت کر کے نام رکھنا جائز نہیں، کیونکہ یہ موہم شرک ہے۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فَلَمَّا آتَاهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهُ شُرَكَاءَ﴾ (الأعراف : ۱۹۰)

''جب انہیں (میاں بیوی کو) اللہ تعالیٰ صحیح سالم بیٹا عطا کرتا ہے، تو وہ اس کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہیں۔''

مشرکوں کا یہ وطیرہ ہے کہ وہ غیر اللہ سے اولاد مانگتے ہیں، جب اللہ تعالیٰ انہیں اولاد عطا فرما دیتا ہے، تو وہ اللہ کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہیں، کہ فلاں نے اولاد دی۔ اسی طرح بعض اوقات شرکیہ نام بھی رکھتے ہیں، جیسا کہ امام بخش، پیر بخش، پیراں دتا، نیاز حسین، نیاز علی، وغیرہ۔ اس آیت میں ان کے اس طرز عمل کا بیان ہے۔

یاد رہے کہ غلام نبی، غلام رسول، غلام مصطفیٰ، غلام علی، غلام حسن اور غلام حسین وغیرہ نام رکھنا جائز ہے، کیونکہ ان سے شرک کا شبہ پیدا نہیں ہوتا۔ ہر شخص غلام کا معنی مطیع وفرمانبردار کے لیتا ہے۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُؤْتِيَهُ اللَّهُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُولَ لِلنَّاسِ كُونُوا عِبَادًا لِي مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلَكِنْ كُونُوا رَبَّانِيِّينَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُونَ الْكِتَابَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُونَ، وَلَا يَأْمُرَكُمْ أَنْ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

تَتَّخِذُوا الْمَلَائِكَةَ وَالنَّبِيِّينَ أَرْبَابًا أَيَأْمُرُكُم بِالْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنْتُم مُسْلِمُونَ﴾(آل عمران : ۷۹_۸۰)

''کسی بشر کے لیے یہ ممکن نہیں کہ اللہ تعالیٰ اسے کتاب وحکمت اور نبوت سے سرفراز کرے، تو وہ لوگوں سے کہنے لگے کہ تم اللہ کو چھوڑ کر میرے بندے بن جاؤ، بلکہ وہ کہے گا کہ رب والے بن جاؤ، کیونکہ تم اس کتاب کی تعلیم دیتے ہو اور خود بھی اسے پڑھتے ہو اور وہ تمہیں اس بات کا حکم نہیں دے گا کہ تم فرشتوں اور نبیوں کو ربّ بنا لو، کیا وہ تمہیں کفر کا حکم دے گا جبکہ تم مسلمان ہو چکے ہو؟''

سوال: مرفوع اور موقوف روایات کتنی ہیں؟ کیا ان کی تعداد معلوم ہے؟

جواب: ان کی تعداد معلوم نہیں۔

سوال: کیا اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں ''الصانع'' (کرنے والا) ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کے لیے صفت صنعت ثابت ہے۔(النمل: ۸۸) مگر کسی آیت یا صحیح حدیث میں اللہ تعالیٰ کے لیے ''الصانع'' نام ثابت نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ توقیفی ہیں، صفات باری تعالیٰ سے مشتق کر کے اللہ تعالیٰ کا کوئی نام نہیں رکھا جا سکتا۔

سوال: کیا وتر کی دعا میں مسنون الفاظ سے زائد الفاظ پڑھے جا سکتے ہیں؟

جواب: وتر کی دعا میں مسنون الفاظ سے زائد الفاظ پڑھے جا سکتے ہیں۔

سوال: کیا بدعقیدہ لوگوں کو ''محمد'' نام رکھنے کا فائدہ ہوگا؟

جواب: اُخروی کامیابی کے لیے عقیدہ اصل ہے، ''محمد'' نام تب فائدہ دے گا، جب عقیدہ صحیح ہوگا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۶۵)

غلام مصطفی ظہیر امن پوری

سوال: کیا نبی کریم ﷺ نے بعد از بعثت عقیقہ کیا تھا؟

جواب: نبی کریم ﷺ سے اپنا عقیقہ کرنا ثابت نہیں۔

❀ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَقَّ عَنْ نَفْسِهٖ بَعْدَ مَا بُعِثَ نَبِيًّا .

”نبی کریم ﷺ نے بعثت کے بعد اپنا عقیقہ کیا۔“

(المُعجم الأوسط للطّبَراني : 994)

روایت ضعیف ہے۔ یہ عبداللہ بن المثنی بن انس کی ”منکر“ روایات میں سے ہے۔

اس کی دوسری سند (مصنف عبدالرزاق : ۷۹۶۰) میں عبداللہ بن محرر سخت ”ضعیف ومتروک“ ہے، نیز قتادہ کی تدلیس بھی ہے۔

تیسری سند (الافراد لابن شاہین : ۳) میں عبداللہ بن واقد حرانی ”متروک“ ہے، نیز قتادہ کا عنعنہ ہے، اس میں ایک اور علت بھی ہے۔

❀ اس روایت کو امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے ”منکر“ کہا ہے۔

(زاد المَعاد لابن القيّم : 332/2)

❀ حافظ بیہقی رحمہ اللہ نے ”منکر“ کہا ہے۔

(السّنن الکبریٰ : 300/9)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

✿ حافظ نووی رحمہ اللہ نے ''باطل'' کہا ہے۔

(المَجموع : 431/8)

✿ حافظ ابن عبد الہادی رحمہ اللہ نے بھی اسے ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

(مَجموع رسائل الحافظ ابن عبد الهادي، ص 101)

✿ علامہ دمیری رحمہ اللہ نے ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

(النّجم الوهّاج : 527/9)

فائدہ:

❁ سالم افطس رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ عَقَّ عَنْ نَفْسِهِ بَعْدَمَا كَانَ رَجُلًا .

''سعید بن جبیر رحمہ اللہ نے بڑی عمر میں خود اپنا عقیقہ کیا۔''

(طَبقات ابن سعد : 261/6، وسندهٗ حسنٌ)

سوال: درج ذیل حدیث کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❁ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الْمَيِّتُ يَعْرِفُ مَنْ يُغَسِّلُهٗ، وَيَحْمِلُهٗ، وَيُدَلِّيهِ .

''میت اپنے غسل دینے والے، جنازہ کو کندھا دینے والے اور قبر میں اُتارنے والے کو پہچانتی ہے۔''

(مسند الإمام أحمد : 3/3)

جواب: سند ضعیف ہے، سعید بن عمرو بن سلیم کا شیخ مبہم و نامعلوم ہے۔

❁ المعجم الاوسط للطبرانی (۷۴۳۸) والی سند بھی ضعیف ہے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

① عطیہ بن سعد عوفی ''ضعیف'' ہے، نیز مدلس بھی ہے۔

② اسماعیل بن عمرو بجلی ''ضعیف'' ہے۔

❀ حافظ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعَّفَهُ الْجُمْهُورُ .

''اسے جمہور نے ضعیف قرار دیا ہے۔''

(مَجمع الزّوائد :248/1)

سوال: یہ بات کہاں تک درست ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین بنائی، تو وہ ہلنے لگی، پھر اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کو میخیں بنا کر لگایا، زمین ٹھہر گئی؟

جواب: یہ بات درست ہے، اس پر دلائل موجود ہیں۔

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَأَلْقٰى فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ أَنْ تَمِيدَ بِكُمْ﴾(النّحل : ١٥)

''اللہ نے زمین میں پہاڑ گاڑ دیے، تاکہ زمین تمہیں ہلا نہ سکے۔''

سوال: وحی کیا ہے؟

جواب: وحی کی لغوی و شرعی تعریف ملاحظہ ہو:

وحی کی لغوی تعریف:

اَلْوَحْيُ أَصْلُهُ الْإِعْلَامُ فِي خِفَاءٍ وَّسُرْعَةٍ .

''انتہائی مخفی اور سرعت کے ساتھ خبر دینا۔''

(التّوضیح لابن الملقن : 117/2)

شرعی تعریف:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

هِيَ فِي عُرْفِ الشَّرْعِ إِعْلَامُ اللّٰهِ تَعَالٰى أَنْبِيَاءَهُ مَا شَاءَ مِنْ أَحْكَامِهٖ، فَكُلُّ مَا دَلَّتْ عَلَيْهِ مِنْ كِتَابٍ أَوْ رِسَالَةٍ أَوْ إِشَارَةٍ بِشَيْءٍ فَهُوَ وَحْيٌ .

''شرعی اصطلاح میں وحی سے مراد ہے، اللہ تعالیٰ کا اپنے انبیاء کو اپنے احکام سے آگاہ کرنا۔لہٰذا جو بھی تحریر، زبانی پیغام یا اشارہ حکم الٰہی پر دلالت کرے، وہ وحی ہے۔''

(التّوضیح لابن الملقن : 117/2)

لفظ وحی کے معانی:

وحی کئی معانی میں مستعمل ہے۔

۱۔ امر ۲۔ الہام ۳۔ تسخیر ۴۔ اشارہ

ہر ایک کی مثال ملاحظہ ہو؛

① فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِذْ أَوْحَيْتُ إِلَى الْحَوَارِيِّينَ﴾(المائدة : ۱۱۱)

''جب میں نے حواریوں کو حکم دیا۔''

② الہام کی مثال:

﴿وَأَوْحَيْنَا إِلٰى أُمِّ مُوسٰى﴾(القصص : ۷)

''ہم نے موسیٰ کی ماں کو الہام کیا۔''

③ تسخیر کی مثال:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

﴿وَأَوْحٰى رَبُّكَ إِلَى النَّحْلِ﴾(النحل : ٦٨)

''تیرے رب نے شہد کی مکھی کے لیے مسخر کر دیا۔''

④ اشارہ کی مثال:

﴿فَأَوْحٰى إِلَيْهِمْ أَنْ سَبِّحُوا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا﴾(مریم : ١١)

''اس (زکریا علیہ السلام) نے لوگوں کو اشارہ کیا کہ وہ صبح و شام اللہ کی تسبیح کریں۔''

وحی ارسال:

تمام انبیا پر نازل ہونے والی وحی کو وحی ارسال کہتے ہیں۔

❀ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلٰى نُوحٍ وَّالنَّبِيِّينَ مِنْ بَعْدِهٖ﴾

(النّساء : ١٦٢)

''(اے نبی!) ہم نے آپ کی طرف وحی نازل کی، جس طرح نوح اور ان کے بعد والے انبیا پر نازل کی تھی۔''

وحی کی اہمیت:

انسانیت کا خالق اللہ تعالیٰ ہے، اس کے لیے کیا ضروری اور بہتر ہے، یہ بھی اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ وحی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے بندوں کے نام پیغام ہے۔ وہ بندوں کی ضرورتوں سے بخوبی واقف ہے، تمام مسائل کا بہتر حل وحی الٰہی میں ہے، کیونکہ انسانوں کا علم ناقص ہے اور اللہ کا علم کامل ہے۔ بالفاظ دیگر وحی اللہ تعالیٰ کا علم ہے، دنیوی اور اُخروی تمام کامیابیوں کا راز وحی الٰہی کی پیروی میں ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وحی کے مراتب:

① سچے خواب۔ انبیا کے خواب بھی وحی ہوتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ ابتدا میں سچے خواب دیکھتے تھے، جو روشن صبح کی مانند ظاہر ہو جاتے تھے۔

② فرشتے کا دل میں کوئی بات ڈال دینا۔

③ فرشتے کا انسانی شکل میں متشکل ہو کر وحی کرنا۔

④ گھنٹی کی مانند آواز سننا۔ یہ صورت نبی کریم ﷺ پر بہت سخت گزرتی تھی کہ سخت سردی میں بھی آپ ﷺ کو پسینہ پھوٹ آتا تھا۔

⑤ فرشتہ کا اپنی اصلی صورت میں آنا اور وحی پہنچانا۔

⑥ اللہ تعالیٰ کا براہ راست وحی کرنا۔

⑦ اللہ تعالیٰ فرشتہ کے واسطہ کے بغیر براہ راست نبی سے کلام کرنا۔

سوال: اسم اعظم کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟

جواب: صحابہ و تابعین اور بعد والے سلف صالحین نے اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم ثابت کیا ہے، کیونکہ اس بارے میں صریح حدیث موجود ہے۔

❀ سیدنا بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

سَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يَقُولُ : اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِأَنَّكَ أَنْتَ اللّٰهُ الْأَحَدُ الصَّمَدُ، الَّذِي لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ، وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا أَحَدٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ، أَوْ قَالَ : وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ، لَقَدْ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سَأَلَ اللّٰهَ بِاسْمِهِ الْأَعْظَمِ، الَّذِي إِذَا سُئِلَ بِهِ أَعْطَى، وَإِذَا دُعِيَ بِهِ أَجَابَ.

''نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو سنا کہ وہ دعا میں یہ کہہ رہا تھا، اے اللہ! میں تجھ سے اس وسیلہ سے سوال کرتا ہوں کہ تو ہی اللہ ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو اکیلا ہے، بے نیاز ہے، جس نے نہ کسی کو جنا ہے اور نہ جنا گیا ہے، نہ اس کا کوئی ہم سر ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اس نے اللہ کے اسم اعظم کی وساطت سے سوال کیا ہے، جس کے ساتھ جب اسے پکارا جائے، تو وہ قبول کرتا ہے اور جب اس کے ذریعے سوال کیا جائے، تو وہ عطا کر دیتا ہے۔''

(مسند أحمد : 350/5، سنن أبي داود : 1493، سنن ابن ماجه : 3857، صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (۸۹۱) نے ''صحیح'' کہا ہے، امام حاکم رحمہ اللہ (۵۰۴/۱) نے اسے شیخین کی شرط پر ''صحیح'' قرار دیا ہے اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

❀ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا، وَرَجُلٌ يُصَلِّي، ثُمَّ دَعَا : اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِأَنَّ لَكَ الْحَمْدُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ الْمَنَّانُ، بَدِيعُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ، يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ، يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : لَقَدْ دَعَا اللّٰهَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بِاسْمِهِ الْعَظِيمِ، الَّذِي إِذَا دُعِيَ بِهِ أَجَابَ، وَإِذَا سُئِلَ بِهِ أَعْطَى .

''وہ نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے تھے، ایک آدمی نماز پڑھ رہا تھا، پھر اس نے یوں دعا کی: اللہ! میں تجھ سے اس لیے سوال کرتا ہوں کہ ساری تعریف تیرے ہی لیے خاص ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو منان (احسان کرنے والا) ہے، آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والا ہے، اے عزت وجلال والے! اے زندہ و قیوم! نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس نے اللہ کے اسم اعظم کے وسیلہ سے سوال کیا ہے، کہ اس کے وسیلہ سے جب سوال کیا جائے، تو اللہ عطا کر دیتا ہے اور جب اس کے ذریعہ دعا کی جائے، تو اللہ قبول کر لیتا ہے۔''

(مسند أحمد: 153/3، سنن أبي داود: 1495، سنن النّسائي: 813، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (۸۹۳) نے ''صحیح'' کہا ہے اور امام حاکم رحمہ اللہ (۵۰۳/۱) نے مسلم کی شرط پر ''صحیح'' قرار دیا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے موافقت کی ہے۔

✿ ابوعبدالرحمٰن قاسم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنَّ اسْمَ اللّٰهِ الْأَعْظَمَ فِي ثَلَاثِ سُوَرٍ مِنَ الْقُرْآنِ، فِي سُورَةِ الْبَقَرَةِ، وَآلِ عِمْرَانَ، وَطٰهٰ .

''اللہ کا اسم اعظم قرآن کی تین سورتوں میں موجود ہے: ① سورت بقرہ ② سورت آل عمران ③ سورت طٰہٰ۔''

(فضائل القرآن للفِريابي: 48، وسندهٗ صحيحٌ)

سوال: کیا ''سبیل اللہ'' سے مراد صرف قتال ہے؟

جواب: سبیل اللہ کا لفظ ہر خیر کے کام پر بولا جاتا ہے، البتہ قرینہ ہو، تو سبیل اللہ سے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

مراد قتال ہوتا ہے، کتاب وسنت کی کئی نصوص اس پر دلیل ہیں۔

سوال: جس مسجد میں قبر ہو، کیا اس میں نماز پڑھنا جائز ہے؟

جواب: اگر مسجد میں نمازی کے سامنے قبر ہے، تو وہاں نماز پڑھنا جائز نہیں، البتہ اگر دائیں بائیں، پیچھے یا پس پردہ ہے، تو کوئی حرج نہیں۔

سوال: کیا تلاوت کرنے والے شخص کو سلام کہا جا سکتا ہے؟

جواب: ذکر یا تلاوت میں مشغول شخص کو بھی سلام کہا جا سکتا ہے، اسے چاہیے کہ پہلے سلام کا جواب دے، اس کے بعد ذکر یا تلاوت شروع کر دے۔

❀ سیدنا عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كُنَّا جُلُوسًا فِي الْمَسْجِدِ نَقْرَأُ الْقُرْآنَ، فَدَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَلَّمَ عَلَيْنَا، فَرَدَدْنَا عَلَيْهِ السَّلَامَ.

”ہم مسجد میں بیٹھے قرآن کریم کی تلاوت کر رہے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، ہمیں سلام کہا، ہم نے سلام کا جواب لوٹایا۔“

(مسند الإمام أحمد : 4/150، وسندهٗ حسنٌ)

❀ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فِيهِ دَلَالَةٌ عَلَى السَّلَامِ عَلَى الْقَارِئِ.

”یہ حدیث دلیل ہے کہ قرآن کریم پڑھنے والے کو سلام کہا جا سکتا ہے۔“

(فضائل القرآن، ص 184)

سوال: کیا مؤذن دوران اذان سلام کا جواب دے سکتا ہے؟

جواب: مؤذن کو دوران اذان سلام کہا بھی جا سکتا ہے اور وہ سلام کا جواب بھی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

دے سکتا ہے۔

سوال: کھانا کھانے والے پر سلام کا کیا حکم ہے؟

جواب: کھانا کھانے والے کو سلام کہا جا سکتا ہے، وہ بھی جواب دے گا۔

سوال: کیا یہ بات ثابت ہے: ”اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اگر میں آدم کا بیٹا ہوتا، تو دودھ کو غذا بناتا۔“؟

جواب: یہ اللہ تعالیٰ پر بہتان ہے۔

سوال: کیا موسیٰ علیہ السلام کا قبر میں نماز پڑھنا ثابت ہے؟

جواب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے موسیٰ علیہ السلام کو معراج کی رات قبر میں نماز پڑھتے دیکھا۔

(صحيح مسلم : 172)

یہ برزخی معاملہ ہے، جس کا ادراک دنیا میں ممکن نہیں۔

سوال: مندرجہ ذیل روایت کیسی ہے؟

❀ روایت ہے:

مَنْ صَلّٰى خَلْفَ عَالِمٍ تَقِيٍّ فَكَأَنَّمَا صَلّٰى خَلْفَ نَبِيٍّ .

”فرمان نبوی ہے: جس نے کسی متقی عالم کے پیچھے نماز پڑھی، اس نے گویا نبی کے پیچھے نماز پڑھی۔“

(الهداية للمَرغيناني :57/1)

جواب: یہ حدیث بے اصل ہے، کتب حدیث میں اس کا ذکر نہیں۔

❀ علامہ زیلعی حنفی رحمہ اللہ (۷۶۲ھ) فرماتے ہیں:

غَرِيْبٌ . ”یہ روایت غریب (بے اصل) ہے۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(نصب الرّاية : 26/2)

❀ علامہ عینی حنفی رحمہ اللہ (۸۵۵ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا الْحَدِيثُ غَرِيبٌ لَيْسَ فِي كُتُبِ الْحَدِيثِ .

”یہ حدیث بے اصل ہے، کتب حدیث میں اس کا ذکر نہیں۔“

(البِناية : 331/2)

❀ حافظ سخاوی رحمہ اللہ (۹۰۲ھ) فرماتے ہیں:

لَمْ أَقِفْ عَلَيْهِ بِهٰذَا اللَّفْظِ .

”میں ان الفاظ میں اس حدیث پر مطلع نہیں ہو سکا۔“

(المَقاصد الحَسنة، ص 486)

❀ علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ (۱۰۱۴ھ) فرماتے ہیں:

لَا أَصْلَ لَهٗ .

”یہ روایت بے اصل ہے۔“

(الأسرار المَرفوعة : 499، المَصنوع : 344)

سوال: کیا قضائے عمری کے متعلق کوئی حدیث ثابت ہے؟

جواب: قضائے عمری کے متعلق کوئی حدیث ثابت نہیں، جو بیان کی جاتی ہے، وہ من گھڑت ہے، نیز قضائے عمری بدعت ہے۔

❀ علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ (۱۰۱۴ھ) لکھتے ہیں:

حَدِيثُ مَنْ قَضٰى صَلَاةً مِّنَ الْفَرَائِضِ فِي آخِرِ جُمُعَةٍ مِّنْ شَهْرِ رَمَضَانَ كَانَ ذٰلِكَ جَابِرًا لِّكُلِّ صَلَاةٍ فَائِتَةٍ فِي عُمُرِهٖ إِلٰى

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سَبْعِينَ سَنَةً، بَاطِلٌ قَطْعًا لِّأَنَّهٗ مُنَاقِضٌ لِّلْإِجْمَاعِ عَلٰى أَنَّ شَيْئًا مِّنَ الْعِبَادَاتِ لَا يَقُومُ مَقَامَ فَائِتَةِ سَنَوَاتٍ ثُمَّ لَا عِبْرَةَ بِنَقْلِ النِّهَايَةِ وَلَا بِبَقِيَّةِ شُرَّاحِ الْهِدَايَةِ فَإِنَّهُمْ لَيْسُوا مِنَ الْمُحَدِّثِينَ وَلَا أَسْنَدُوا الْحَدِيثَ إِلٰى أَحَدٍ مِّنَ الْمُخَرِّجِينَ .

''حدیث 'جس نے رمضان کے آخری جمعہ کو قضا نماز پڑھی، یہ اس کی عمر کے ستر برس تک فوت ہونے والی تمام نمازوں کا کفارہ ہوگی۔' قطعی باطل ہے، کیوں کہ اجماع سے ثابت ہے کہ فوت شدہ عبادات کی کمی پوری نہیں ہوسکتی اور یہ اس اجماع کے مخالف ہے، دوسرے یہ کہ صاحب ہدایہ اور شارحین ہدایہ کی نقل غیر معتبر ہے، یہ لوگ نہ تو خود محدث تھے، نہ انہوں نے روایت کی نسبت کسی محدث کی طرف کی ہے۔''

(الأسرار المرفوعة، ص 356)

❀ علامہ شوکانی رحمہ اللہ (۱۲۵۰ھ) لکھتے ہیں:

هٰذَا مَوْضُوعٌ لَّا إِشْكَالَ فِيهِ وَلَمْ أَجِدْهُ فِي شَيْءٍ مِّنَ الْكُتُبِ الَّتِي جَمَعَ مُصَنِّفُوهَا فِيهَا الْأَحَادِيثَ الْمَوْضُوعَةَ وَلٰكِنَّهٗ اشْتَهَرَ عِنْدَ جَمَاعَةٍ مِّنَ الْمُتَفَقِّهَةِ بِمَدِينَةِ صَنْعَاءَ فِي عَصْرِنَا هٰذَا وَصَارَ كَثِيرٌ مِّنْهُمْ يَفْعَلُونَ ذٰلِكَ وَلَا أَدْرِي مَنْ وَّضَعَهٗ لَهُمْ، فَقَبَّحَ اللّٰهُ الْكَذَّابِينَ .

''اس کے من گھڑت ہونے میں کوئی دوسری رائے ہی نہیں۔ یہ تو موضوعات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پر لکھی کتابوں میں بھی نہیں پائی جاتی، اس دور میں فقیہانِ صنعاء کے ہاں مشہور ہو چکی ہے۔ وہ کثیر تعداد میں اس پر عامل ہیں، میں نہیں جانتا اسے کس نے گھڑا؟ بہرکیف اللہ جھوٹوں کو برباد کرے۔''

(الفوائد المجموعة، ص 54، ح : 115)

جس کی نمازیں رہ گئیں، اس پر توبہ ہے، توبہ کے بعد سابقہ نمازوں کو دہرانا گناہ ہے، کیونکہ شریعت میں اس کی اجازت نہیں، لہٰذا یہ بدعت ہے۔

سوال: ایک شخص تائب ہوا، تو اس کی گردن سے شرکیہ تعویذ اُتارے، اب ان تعویذات کا کیا کیا جائے؟

جواب: انہیں پھینک دیا جائے۔

سوال: کیا یہ بات صحیح ہے کہ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کے سیاہ رنگ سے جنت کی حوروں کے جسم کو گودا جائے گا؟

جواب: یہ جھوٹ اور بے حقیقت بات ہے۔

سوال: کیا اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں ''الستار'' ہے؟

جواب: کسی صحیح دلیل سے ثابت نہیں، البتہ اللہ تعالیٰ کے لیے صفت ''ستر'' ثابت ہے، کما یلیق بہ۔

تنبیہ:

اسمائے حسنیٰ میں ''الستیر'' بھی ثابت نہیں، اس بارے میں ابوداود (۴۰۱۲) والی حدیث ضعیف و منکر ہے، ائمہ علل حدیث نے اسے منکر و غیر محفوظ قرار دیا ہے۔

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں ''ستار و ستیر'' ثابت نہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: کیا قبر میں سوال و جواب کے وقت نبی کریم ﷺ وہاں موجود ہوتے ہیں؟

جواب: نبی کریم ﷺ قبر میں میت کے پاس حاضر نہیں ہوتے، اس معنی پر دلالت کرنے والی کوئی صحیح حدیث ذخیرہ حدیث میں موجود نہیں، صحیح تو کیا ضعیف بھی نہیں ہے۔ سلف صالحین میں اس کا کوئی قائل نہیں رہا، لہٰذا یہ بدعی نظریہ ہے۔

قبر میں میت سے تین سوالات پوچھے جاتے ہیں، جن میں سے ایک یہ ہے:

مَا كُنْتَ تَقُولُ فِي هٰذَا الرَّجُلِ ......؟

''اس شخص کے بارے میں آپ کا کیا خیال تھا؟''

(صحيح البخاري : 1374)

یہاں سے بعض نے استدلال کیا ہے کہ لفظ ''ہذا'' اشارہ قریب کے لیے آتا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ قبر میں ہر میت کے پاس حاضر ہوتے ہیں۔ حالانکہ یہ استدلال واضح خطا ہے، لغت عرب میں بیسیوں ایسی مثالیں موجود ہیں، جہاں ''ہذا'' اشارہ بعید کے لئے استعمال ہوا ہے۔

① سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کو نبیٔ اکرم ﷺ کی بعثت کی خبر پہنچی، تو انہوں نے اپنے بھائی سے کہا:

اِرْكَبْ إِلٰى هٰذَا الْوَادِي فَاعْلَمْ لِي عِلْمَ هٰذَا الرَّجُلِ الَّذِي يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ .

''آپ مکہ جا کر اس شخص کا حال معلوم کریں، جو نبی ہونے کا دعویدار ہے۔''

(صحيح البخاري :3861، صحيح مسلم : 2474)

اس حدیث میں سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ مکہ کو هٰذَا الْوَادِي اور نبی اکرم ﷺ کو هٰذَا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الرَّجُلُ کے الفاظ کے ساتھ تعبیر کر رہے ہیں، قبیلہ غفار اور مکہ میں اتنا فرق تو ہے کہ اسے قریب نہیں کہا جا سکتا! کہیں یوں تو نہیں مکہ خود سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے ہاں حاضر تھا؟ یا ایسا تھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تو حاضر و ناظر تھے، لیکن وہ خبر لینے اپنے بھائی کو مکہ بھیج رہے تھے؟

② سیدنا عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كُنَّا بِمَاءٍ مَمَرَّ النَّاسِ، وَكَانَ يَمُرُّ بِنَا الرُّكْبَانُ فَنَسْأَلُهُمْ : مَا لِلنَّاسِ، مَا لِلنَّاسِ؟ مَا هٰذَا الرَّجُلُ؟ فَيَقُولُونَ : يَزْعُمُ أَنَّ اللّٰهَ أَرْسَلَهُ، أُوْحِيَ إِلَيْهِ، أَوْ : أَوْحَى اللّٰهُ بِكَذَا .

”ہم ایک شاہراہ اور چشمے کے پاس رہائش پذیر تھے، ہمارے پاس سے قافلے گزرتے، ہم ان سے لوگوں کے احوال دریافت کرتے اور پوچھتے، وہ آدمی کیسا ہے؟ لوگ جواب دیتے کہ وہ دعویٰ کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے بھیجا ہے، اس کی طرف یہ وحی کی ہے۔“

(صحيح البخاري : 4302)

سیدنا عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ وغیرہ قافلوں سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق هٰذَا الرَّجُلُ کے الفاظ استعمال کر کے پوچھتے تھے، کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وہاں حاضر تھے؟

③ ہرقل نے سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ اور کفارِ قریش سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں دریافت کیا:

أَيُّكُمْ أَقْرَبُ نَسَبًا بِهَذَا الرَّجُلِ الَّذِي يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ؟ ...... إِنِّي سَائِلٌ هٰذَا عَنْ هٰذَا الرَّجُلِ .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”اس داعی نبوت کا نسبی رشتہ دار کون ہے؟۔۔۔میں اس آدمی کے متعلق سوال جواب کرنا چاہتا ہوں۔“

(صحيح البخاري : 7، صحيح مسلم : 1773)

ذخیرہ حدیث میں اس کی بیسیوں مثالیں موجود ہیں، قبر میں سوال کے وقت ”ہذا“ بعید ہی کے لئے استعمال کیا جاتا ہے، خود نبی ﷺ حاضر نہیں ہوتے۔ دلائل ملاحظہ ہوں:

❁ میت سے پوچھا جاتا ہے:

مَا كُنْتَ تَقُولُ فِي هٰذَا الرَّجُلِ لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَمَّا الْمُؤْمِنُ، فَيَقُولُ : أَشْهَدُ أَنَّهُ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُولُهُ .

”اس شخص یعنی محمد ﷺ کے بارے میں آپ کا عقیدہ کیا تھا؟ مؤمن کہتا ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔“

(صحيح البخاري : 1374)

اس حدیث میں هٰذَا الرَّجُلِ کی وضاحت محمد ﷺ کہہ کر کی گئی ہے، اگر آپ ﷺ وہاں حاضر ہوتے ہیں، تو پھر اس وضاحت کی کیا ضرورت؟

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

يُقَالُ : مَا هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِي كَانَ فِيكُمْ؟ فَيَقُولُ : مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، جَاءَ نَا بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، فَصَدَّقْنَاهُ .

”قبر میں کہا جائے گا: وہ شخص کون تھا، جو تم میں مبعوث ہوا؟ مؤمن کہے گا: وہ محمد رسول اللہ ﷺ تھے، جو ہمارے پاس اللہ عزوجل کی طرف سے واضح

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

آیات لے کر آئے تھے، ہم نے ان کی تصدیق کی تھی۔“

(مسند الإمام أحمد : 140/6، وسندہٗ صحیحٌ)

”ہذا“ حقیقت میں حاضر قریب کے لیے آتا ہے، مجازاً غیر حاضر کے لیے مستعمل ہو، تو قرینہ ضروری ہے، تو اس حدیث میں واضح اور صریح قرینہ موجود ہے کہ نبی ﷺ کے متعلق قبر میں میت سے صرف پوچھا جاتا ہے، آپ قبر میں دکھائی نہیں دیتے ہیں۔

❀ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میت سے کہا جاتا ہے:

مَاذَا تَقُولُ فِي هٰذَا الرَّجُلِ، يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟

قَالَ : مَنْ؟ .

”اس شخص، یعنی نبی اکرم ﷺ کے بارے میں کیا کہتے ہو؟، کافر و فاسق کہتا ہے: کون؟“ (مسند الإمام أحمد : 352/6، وسندہٗ صحیحٌ)

❀ اسی روایت کے الفاظ ہیں کہ میت سے کہا جاتا ہے:

مَاذَا تَقُولُ فِي هٰذَا الرَّجُلِ؟ قَالَ : أَيُّ رَجُلٍ؟ قَالَ : مُحَمَّدٌ .

”اس شخص کے متعلق آپ کا عقیدہ کیا تھا؟ وہ کہتا ہے: کون شخص؟ فرشتہ کہتا ہے : محمد (ﷺ)۔“

(مسند الإمام أحمد : 353/6، المعجم الكبير للطّبراني : 125/24، وسندہٗ صحیحٌ)

ظاہر ہے کہ نبی اکرم ﷺ قبر میں سوال کے وقت حاضر نہیں ہوتے ہیں، ورنہ مَنْ اور أَيُّ رَجُلٍ کا کیا معنی؟

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میت سے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کہا جاتا ہے:

أَرَأَيْتَكَ هٰذَا الرَّجُلَ الَّذِي كَانَ فِيكُمْ مَاذَا تَقُولُ فِيهِ؟ وَمَاذَا تَشْهَدُ بِهٖ عَلَيْهِ؟ فَيَقُولُ : أَيُّ رَجُلٍ؟ فَيُقَالُ : الَّذِي كَانَ فِيكُمْ، فَلَا يَهْتَدِي لِاسْمِهٖ حَتّٰى يُقَالَ لَهٗ : مُحَمَّدٌ ....

''اس شخص کے بارے میں کیا خیال ہے، جو آپ میں مبعوث ہوا تھا؟، اس کے بارے میں کیا کہتے ہو اور کیا گواہی دیتے ہو؟، وہ کہے گا: کون؟ اس سے کہا جائے گا، وہ جو آپ میں مبعوث ہوا تھا، وہ ان کا نام نہیں جان پائے گا، حتی کہ اسے کہا جائے گا: محمد (ﷺ) ......۔''

(صحيح ابن حبان : 3113، الأوسط للطّبراني : 2630، المستدرك للحاكم : 379/1، وسندهٗ حسنٌ)

اسے امام ابن حبان رحمہ اللہ (3113) نے ''صحیح'' اور امام حاکم رحمہ اللہ (380/1) نے امام مسلم کی شرط پر ''صحیح'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے موافقت کی ہے۔

❀ حافظ ہیثمی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

إِسْنَادُهٗ حَسَنٌ .

''اس کی سند حسن ہے۔'' (مجمع الزّوائد : 3/51-52)

اس حدیث نے روزِ روشن کی طرح واضح کر دیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے متعلق قبر میں صرف پوچھا جاتا ہے، آپ ﷺ قبر میں موجود نہیں ہوتے۔

❀ علامہ احمد قسطلانی رحمہ اللہ هٰذَا الرَّجُلُ کی تشریح میں بیان کرتے ہیں:

عَبَّرَ بِذٰلِكَ امْتِحَانًا لِئَلَّا يَتَلَقَّنَ تَعْظِيمَهٗ عَنْ عِبَارَةِ الْقَائِلِ،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قِيلَ يُكْشَفُ لِلْمَيِّتِ حَتّٰى يَرَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهِيَ بُشْرٰى عَظِيمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِ إِنْ صَحَّ ذٰلِكَ، وَلَا نَعْلَمُ حَدِيثًا صَحِيحًا مَرْوِيًّا فِي ذٰلِكَ وَالْقَائِلُ بِهٖ إِنَّمَا اسْتَنَدَ لِمُجَرَّدِ أَنَّ الْإِشَارَةَ لَا تَكُونُ إِلَّا لِلْحَاضِرِ، لٰكِنْ يَحْتَمِلُ أَنْ تَكُونَ الْإِشَارَةُ لِمَا فِي الذِّهْنِ فَيَكُونُ مَجَازًا .

''نبی اکرم ﷺ کو هٰذَا الرَّجُلُ سے میت کے امتحان کے لیے تعبیر کیا گیا ہے تاکہ فرشتے کے کہنے سے وہ آپ ﷺ کی تعظیم سمجھ نہ پائے۔ایک نظریہ یہ بھی ہے کہ میت سے پردہ ہٹا دیا جاتا ہے اور وہ نبی کریم ﷺ کو دیکھ لیتی ہے۔ اگر یہ بات درست ہو، تو مؤمن کے لیے بہت بڑی بشارت ہے، لیکن ہم اس بارے میں ایک بھی صحیح حدیث نہیں جانتے۔ان کا استدلال صرف اسم اشارہ سے ہے کہ ہذا حاضر کے لئے استعمال ہوتا ہے۔حالانکہ یہ بھی احتمال ہے کہ اشارہ اس چیز کی طرف ہو جو ذہن میں موجود ہے، چنانچہ اسے مجاز کہیں گے۔''

(تُحفة الأحوذي للمباركفوري : 4/155)

✿ حافظ سیوطی ؒ (۹۱۱) لکھتے ہیں:

سُئِلَ هَلْ يُكْشَفُ لَهٗ حَتّٰى يَرَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَجَابَ أَنَّهٗ لَمْ يَرِدْ حَدِيثٌ وَإِنَّمَا إِدَّعَاهُ بَعْضُ مَنْ لَّا يُحْتَجُّ بِهٖ بِغَيْرِ مُسْتَنَدٍ سِوٰى قَوْلِهٖ : فِي هٰذَا الرَّجُلِ، وَلَا حُجَّةَ فِيهِ، لِأَنَّ الْإِشَارَةَ إِلَى الْحَاضِرِ فِي الذِّهْنِ .

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

''ابن حجر رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا کہ کیا میت سے پردہ ہٹا دیا جاتا ہے، اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لیتی ہے؟ آپ رحمہ اللہ نے جواب دیا کہ اس بارے میں کوئی حدیث وارد نہیں ہوئی، بلکہ یہ چند ناقابل اعتبار لوگوں کا بے دلیل دعویٰ ہے، ان کی دلیل صرف یہ ہے کہ حدیث میں ''ہذا الرجل'' آیا ہے، لیکن یہ دلیل نہیں، کیونکہ یہاں اشارہ اس چیز کی طرف ہے، جو ذہن میں حاضر ہے۔''

(شرح الصّدور، ص 60)

ثابت ہوا کہ هٰذَا الرَّجُلُ سے یہ استدلال پکڑنا کہ میت کو قبر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرائی جاتی ہے، صریح خطا ہے۔

بعض کی خطا:

مولانا زکریا دیوبندی صاحب لکھتے ہیں:

''مرنے کے بعد قبر میں سب سے پہلے سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوگی۔''

(داڑھی کا وجوب، ص9)

مولانا یعقوب نانوتوی دیوبندی صاحب کہتے ہیں:

''بجائے ہمارے جنازے پر تشریف لانے کے حضور قبر میں ہی تشریف لائیں گے۔'' (قصص الاکابر از اشرف علی تھانوی، ص188)

❁ مولانا انور شاہ کشمیری دیوبندی صاحب نے بہرحال ان کا رد کیا ہے:

يَكْفِي الْعَهْدُ فَقَطْ وَلَا دَلِيْلَ عَلَى الْمُشَاهِدَةِ .

''یہاں عہد ذہنی کا معنی ہی کافی ہے، مشاہدہ پر کوئی دلیل نہیں۔''

(العَرف الشّذي : 450/2)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

بقولِ شاہ صاحب، زکریا صاحب اور نانوتوی صاحب کی بات بے دلیل ہے۔

مَنْ فَارَقَ الدَّلِيْلَ، فَقَدْ ضَلَّ عَنْ سَوَاءِ السَّبِيْلَ!

جو دلیل سے تہی دامن ہوتا ہے، صراطِ مستقیم سے بھٹک جاتا ہے۔

❁ علامہ سندھی حنفی رحمہ اللہ هٰذَا الرَّجُلُ کے تحت لکھتے ہیں:

أَيِ الرَّجُلُ الْمَشْهُوْرُ بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ، وَلَا يَلْزَمُ مِنْهُ الْحُضُوْرُ، وَتَرْكُ مَا يُشْعِرُ بِالتَّعْظِيْمِ لِئَلَّا يَصِيْرَ تَلْقِيْنًا، وَهُوَ لَا يُنَاسِبُ مَوْضِعَ الِاخْتِبَارِ.

”یعنی وہ آدمی جو آپ کے ہاں مشہور تھا، اس سے (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قبر میں) حاضر ہونا لازم نہیں آتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نہ لینا اس لیے ہے کہ تعظیم ظاہر نہ ہو اور یہ تلقین نہ بن جائے، امتحان کے مناسب یہی بات ہے۔“

(حاشية السّندي على سنن ابن ماجه، تحت الحديث : 4258، حاشية السّندي على النّسائي : 4/97، تحت الحديث : 2052)

فائدہ جلیلہ:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک سیاہ فام عورت مسجد میں جھاڑو دیتی تھی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے غیر حاضر پایا تو اس کے بارے میں پوچھا، صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا، وہ فوت ہوگئی ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَفَلَا كُنْتُمْ آذَنْتُمُونِي قَالَ : فَكَأَنَّهُمْ صَغَّرُوا أَمْرَهَا أَوْ أَمْرَهُ فَقَالَ : دُلُّونِي عَلٰى قَبْرِهَا فَدَلُّوهُ، فَصَلّٰى عَلَيْهَا.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”آپ نے مجھے اطلاع کیوں نہیں دی؟ گویا انہوں نے اس کے معاملہ کو معمولی سمجھا، آپ ﷺ نے فرمایا، مجھے اس کی قبر کی رہنمائی کریں، صحابہ نے اس کی قبر پر رہنمائی کی، تو آپ ﷺ نے اس پر نماز جنازہ پڑھی۔“

(صحيح البخاري : 1337، صحيح مسلم : 956، واللّفظ لهٗ)

اگر نبی اکرم ﷺ ہر میت کی قبر میں بوقت سوال حاضر ہوتے ہیں، تو آپ ﷺ کو اس عورت کے فوت ہونے کی اطلاع کیوں نہ تھی؟

الحاصل:

نبی اکرم ﷺ وقتِ سوال قبر میں حاضر نہیں ہوتے۔

❀❀❀❀❀❀❀

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۶۶)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: نبی کریم ﷺ پر جادو کے حوالہ سے بعض روایات میں ہے کہ جس کنگھی اور جن بالوں پر جادو کیا گیا تھا، ان کو کنوئیں سے نکال لیا گیا تھا، جیسا کہ صحیح بخاری (۵۷۶۵) میں ہے اور بخاری ہی کی ایک روایت (۵۷۶۶) میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس کنگھی کو کنوئیں سے نہیں نکالا۔

جواب: اس تعارض کو دور کرتے ہوئے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں:

قَالَ ابْنُ بَطَّالٍ : ذَكَرَ الْمُهَلَّبُ أَنَّ الرُّوَاةَ اخْتَلَفُوا عَلٰى هِشَام فِي إِخْرَاجِ السِّحْرِ الْمَذْكُورِ فَأَثْبَتَهٗ سُفْيَانُ وَجَعَلَ سُؤَالَ عَائِشَةَ عَنِ النُّشْرَةِ وَنَفَاهُ عِيسَى بْنُ يُونُسَ وَجَعَلَ سُؤَالَهَا عَنِ الْاِسْتِخْرَاجِ وَلَمْ يَذْكُرِ الْجَوَابَ وَصَرَّحَ بِهٖ أَبُو أُسَامَةَ قَالَ : وَالنَّظَرُ يَقْتَضِي تَرْجِيحَ رِوَايَةِ سُفْيَانَ لِتَقَدُّمِهٖ فِي الضَّبْطِ وَيُؤَيِّدُهٗ أَنَّ النُّشْرَةَ لَمْ تَقَعْ فِي رِوَايَةِ أَبِي أُسَامَةَ وَالزِّيَادَةُ مِنْ سُفْيَانَ مَقْبُولَةٌ لِأَنَّهٗ أَثْبَتُهُمْ وَلَا سِيَّمَا أَنَّهٗ كَرَّرَ اسْتِخْرَاجَ السِّحْرِ فِي رِوَايَتِهٖ مَرَّتَيْنِ فَيَبْعُدُ مِنَ الْوَهْمِ وَزَادَ ذِكْرَ النُّشْرَةِ وَجَعَلَ جَوَابَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهَا بِلَا بَدَلًا عَنِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الْاِسْتِخْرَاجِ، قَالَ: وَيَحْتَمِلُ وَجْهًا آخر فَذَكَرَ مَا مُحَصِّلُهُ أَنَّ الْاِسْتِخْرَاجَ الْمَنْفِيَّ فِي رِوَايَةِ أَبِي أُسَامَةَ غَيْرُ الْاِسْتِخْرَاجِ الْمُثْبَتِ فِي رِوَايَةِ سُفْيَانَ فَالْمُثْبَتُ هُوَ اسْتِخْرَاجُ الْجُفِّ وَالْمَنْفِيُّ اسْتِخْرَاجُ مَا حَوَاهُ قَالَ وَكَأَنَّ السِّرَّ فِي ذٰلِكَ أَنْ لَّا يَرَاهُ النَّاسُ فَيَتَعَلَّمُهُ مَنْ أَرَادَ اسْتِعْمَالَ السِّحْرِ.

''علامہ ابن بطال رحمہ اللہ نے کہا ہے: مہلب بن ابی صفرہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ رواۃ کا ہشام بن عروہ پر اختلاف ہے کہ جوانہوں نے جادو (والی کنگھی) کو نکالنے کے الفاظ ذکر کیے ہیں، سفیان نے اسے ثابت کیا ہے اور اسے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا نشرہ (جادو کا توڑ) کے متعلق سوال بنایا ہے۔ جبکہ عیسیٰ بن یونس نے اس کی نفی کی ہے اور اسے (کنگھی کو کنوئیں سے) باہر نکالنے کے متعلق سوال بنایا ہے، جواب ذکر نہیں کیا۔ لیکن اس جواب کی صراحت ابواسامہ نے اپنی روایت میں کی ہے۔ غور وفکر کے بعد ترجیح امام سفیان کی روایت کو حاصل ہے، کیونکہ وہ اعلیٰ درجہ کے ضابط ہیں۔ اس کی تائید یوں بھی ہوتی ہے کہ ابو اسامہ کی روایت میں نشرہ کا ذکر نہیں ہے، لہٰذا سفیان کی زیادت مقبول ہے، کیونکہ ان رواۃ میں سب سے زیادہ ثبت راوی سفیان ہیں۔ مزید یہ کہ سفیان نے جادو کے استخراج کا ذکر دو مرتبہ کیا ہے، لہٰذا وہم کا خدشہ نہ رہا، سفیان نے نشرہ کا بھی ذکر کر دیا اور ذکر کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے سوال کے جواب میں ''نہیں'' کہا۔ اس کا ایک اور جواب بھی ہو سکتا ہے کہ ابواسامہ کی روایت میں جس استخراج کی نفی کی گئی ہے، وہ اس استخراج کے علاوہ ہے،

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جس کا سفیان کی روایت میں اثبات کیا گیا ہے۔جس میں استخراج کا اثبات ہے، اس سے مراد (کنوئیں سے) شگوفہ نکالنا ہے۔جس کی نفی کی گئی ہے، اس سے مراد اس شگوفے میں لپیٹی ہوئی اشیا کو نکالنا ہے۔اس میں حکمت یہ تھی کہ کہیں لوگ اسے دیکھ نہ لیں اور جادو کرنے والے اسے سیکھ نہ لیں۔''

(فتح الباري : 10/234-235)

سوال: کیا پیسے گنتے وقت بسم اللہ پڑھنا جائز ہے؟

جواب: جی ہاں، پیسے گنتے وقت بسم اللہ پڑھنا مستحب ہے۔

سوال: درج ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❁ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

بَيْنَمَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ يُصَلِّي فَوَضَعَ يَدَهٗ عَلَى الْأَرْضِ فَلَدَغَتْهُ عَقْرَبٌ، فَتَنَاوَلَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَعْلِهٖ فَقَتَلَهَا، فَلَمَّا انْصَرَفَ، قَالَ : أَخْزَى اللّٰهُ الْعَقْرَبَ، مَا تَدَعُ مُصَلِّيًا وَلَا غَيْرَهٗ وَلَا مُؤْمِنًا وَلَا غَيْرَهٗ إِلَّا لَدَغَتْهُ، ثُمَّ دَعَا بِمِلْحٍ وَمَاءٍ فَجَعَلَهٗ فِي إِنَاءٍ وَجَعَلَ يَصُبُّهٗ عَلٰى إِصْبَعِهٖ حَيْثُ لَدَغَتْهُ وَيَمْسَحُهَا وَيُعَوِّذُهَا بِالْمُعَوِّذَتَيْنِ .

''ایک رات رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے، آپ ﷺ نے زمین پر ہاتھ رکھا، تو بچھو نے کاٹ لیا، رسول اللہ ﷺ نے اسے جوتے سے مار دیا، نماز سے فارغ ہوئے، تو فرمایا: اللہ تعالیٰ بچھو کو برباد کرے، نماز کے اندر اور باہر، نبی اور غیر نبی ہر کسی کو کاٹ لیتا ہے۔پھر آپ ﷺ نے پانی اور نمک منگوایا، اسے ایک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

برتن میں ڈالا اور انگلی کے جس حصہ پر بچھو نے کاٹا تھا، اس پر نمک والا پانی بہانے لگے، اسے ملنے لگے اور معوذتین کا دم کرنے لگے۔“

(مصنف ابن أبي شيبة :29801، المعجم الصّغير للطّبراني : 830)

جواب: یہ روایت محمد ابن حنفیہ رحمہ اللہ کی مرسل ہے، اسے موصول بیان کرنا خطا ہے، اس کا مرسل ہونا ہی درست ہے، جیسا کہ امام دارقطنی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے۔

(عِلَل الدّارقطني : 122/4)

سوال: درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❀ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَللّٰهُمَّ لَا سَهْلَ إِلَّا مَا جَعَلْتَهُ سَهْلًا، وَأَنْتَ تَجْعَلُ الْحَزَنَ إِذَا شِئْتَ سَهْلًا .

”اے اللہ! کوئی کام بھی مشکل نہیں، سوائے اس کام کے جسے تُو مشکل بنا دے اور تُو جب چاہے مشکل کام کو آسان بنا دیتا ہے۔“

(صحيح ابن حبان : 974؛ وأخرجه ابن السُّنّي : 352؛ وأخرجه محمد بن أبي عمر المدني في مسنده كما في المَقاصد الحَسنة للسّخاوي : 176؛ ومن طريقة قِوام السّنة الأصبهاني في التّرغيب والتّرهيب : 147/2؛ ح : 1327، والضّياء المقدسي في الأحاديث المُختارة : 1684، 1685)

جواب: اس روایت کو موصول بیان کرنا خطا ہے، یہ ثابت بنانی رحمہ اللہ کی مرسل ہے، اس کا مرسل ہونا ہی درست ہے، جیسا کہ امام ابوحاتم رازی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے۔

(عِلَل الحديث لابن أبي حاتم : 2074)

سوال: مندرجہ ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جنازہ پڑھایا، اس میں یہ دعا پڑھی:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا، وَمَيِّتِنَا، وَصَغِيرِنَا، وَكَبِيرِنَا، وَذَكَرِنَا وَأُنْثَانَا، وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا، اللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهٗ مِنَّا فَاَحْيِهٖ عَلَى الْإِيمَانِ، وَمَنْ تَوَفَّيْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَى الْإِسْلَامِ، اللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهٗ، وَلَا تُضِلَّنَا بَعْدَهٗ.

”اللہ! ہمارے زندہ، فوت شدگان، چھوٹوں، بڑوں، مردوں، عورتوں، حاضر اور غائب کو معاف فرما، الٰہی! ہم میں سے جسے زندہ رکھے، اسے ایمان پر زندہ رکھ، جسے فوت کرے اسے اسلام پر فوت کر، اللہ! ہمیں اس میت کے اجر سے محروم نہ کرنا اور ہمیں اس کے بعد گمراہ نہ کر دینا۔“

(سنن أبي داوٗد: 3201)

جواب: یہ ابو سلمہ رحمہ اللہ کی مرسل (ضعیف) ہے، یہی راجح ہے، اس میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یا سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کا ذکر خطا ہے، جیسا کہ امام ابو حاتم رازی اور امام دارقطنی رحمہما اللہ نے فرمایا ہے۔

(عِلَل ابن أبي حاتِم: 1047، 1058، علل الدارقطني: 1794)

سوال: درج ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❁ سیدنا اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

إِنَّهٗ دَخَلَ هُوَ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيْتَ فَاَمَرَ بِلَالًا فَاَجَافَ الْبَابَ وَالْبَيْتُ إِذْ ذَاكَ عَلٰى سِتَّةِ اَعْمِدَةٍ، فَمَضٰى

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

حَتّٰى إِذَا كَانَ بَيْنَ الْأُسْطُوَانَتَيْنِ اللَّتَيْنِ تَلِيَانِ بَابَ الْكَعْبَةِ، جَلَسَ، فَحَمِدَ اللّٰهَ، وَاَثْنٰى عَلَيْهِ، وَسَأَلَهٗ وَاسْتَغْفَرَهٗ، ثُمَّ قَامَ حَتّٰى اَتٰى مَا اسْتَقْبَلَ مِنْ دُبُرِ الْكَعْبَةِ فَوَضَعَ وَجْهَهٗ وَخَدَّهٗ عَلَيْهِ، وَحَمِدَ اللّٰهَ، وَاَثْنٰى عَلَيْهِ، وَسَأَلَهٗ، وَاسْتَغْفَرَهٗ، ثُمَّ انْصَرَفَ إِلٰى كُلِّ رُكْنٍ مِنْ اَرْكَانِ الْكَعْبَةِ فَاسْتَقْبَلَهٗ بِالتَّكْبِيرِ، وَالتَّهْلِيلِ، وَالتَّسْبِيحِ، وَالثَّنَاءِ عَلَى اللّٰهِ، وَالْمَسْأَلَةِ، وَالْاِسْتِغْفَارِ، ثُمَّ خَرَجَ، فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ مُسْتَقْبِلَ وَجْهِ الْكَعْبَةِ، ثُمَّ انْصَرَفَ فَقَالَ: هٰذِهِ الْقِبْلَةُ، هٰذِهِ الْقِبْلَةُ.

”وہ اور رسول اللہ ﷺ بیت اللہ میں داخل ہوئے، رسول اللہ ﷺ نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا، انہوں نے دروازہ بند کر دیا، بیت اللہ ان دنوں چھ ستونوں پر مشتمل تھا، آپ دروازے کی جانب والے دو ستونوں کے پاس بیٹھ گئے، اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی، اللہ تعالیٰ سے سوال اور مغفرت طلب کی، پھر آپ اُٹھے، کعبہ کی دیوار کے پاس آئے، اپنا چہرہ اور رخسار اس پر رکھا، اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی، اس سے سوال کیا اور بخشش طلب کی، پھر کعبہ کے کونوں میں سے ہر کونے کے پاس تشریف لائے، تکبیر، تہلیل، اللہ کی حمد و ثنا، سوال اور استغفار کے ساتھ اس کا استقبال کیا، پھر آپ ﷺ باہر تشریف لائے اور خانہ کعبہ کی طرف منہ کر کے دو رکعت نماز پڑھی، پھر آپ واپس پلٹے اور فرمایا: یہ قبلہ ہے، یہ قبلہ ہے۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(سنن النّسائي : 2914)

(جواب): سند منقطع ہے، عطاء کا سیدنا اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے سماع نہیں۔

(سوال): کیا جانوروں کو میدان حشر میں جمع کیا جائے گا؟

(جواب): دلائل سے ثابت ہے کہ جانور بھی میدان محشر میں جمع کیے جائیں، مگر انہیں جنت یا جہنم میں نہیں ڈالا جائے گا، بلکہ جن جانوروں نے ایک دوسرے پر ظلم کیا ہوگا، انہیں پورا پورا بدلہ دیا جائے گا، پھر انہیں فنا کر دیا جائے گا۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا طَائِرٍ يَطِيرُ بِجَنَاحَيْهِ إِلَّا أُمَمٌ أَمْثَالُكُمْ مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّهِمْ يُحْشَرُونَ﴾

(الأنعام : ٣٨)

”زمین کے تمام چوپائے اور اڑنے والے پرندے تمہاری طرح ہی مخلوق ہیں، ہم سے کتاب (لوح محفوظ) میں کوئی شے نہیں چوکی، پھر سب کو اپنے رب کی طرف (محشر میں) جمع کیا جائے گا۔“

❁ نیز فرمان الٰہی ہے:

﴿وَإِذَا الْوُحُوشُ حُشِرَتْ﴾(التّكوير : ٥)

”جب تمام درندوں کو جمع کیا جائے گا۔“

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَتُؤَدُّنَّ الْحُقُوقَ إِلٰى أَهْلِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ، حَتّٰى يُقَادَ لِلشَّاةِ الْجَلْحَاءِ، مِنَ الشَّاةِ الْقَرْنَاءِ .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

”قیامت کے دن آپ لوگوں کو حقوق کی ادائیگی کرنی پڑے گی، حتیٰ کہ بغیر سینگ والی بکری اور سینگ والی بکری میں بدلہ لیا جائے گا۔“

(صحیح مسلم: 2582)

❁ اس حدیث کی شرح میں حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا تَصْرِيحٌ بِحَشْرِ الْبَهَائِمِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَإِعَادَتِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَمَا يُعَادُ أَهْلُ التَّكْلِيفِ مِنَ الْآدَمِيِّينَ وَكَمَا يُعَادُ الْأَطْفَالُ وَالْمَجَانِينُ وَمَنْ لَمْ تَبْلُغْهُ دَعْوَةٌ وَعَلٰى هٰذَا تَظَاهَرَتْ دَلَائِلُ الْقُرْآنِ وَالسُّنَّةِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَإِذَا الْوُحُوشُ حُشِرَتْ﴾ وَإِذَا وَرَدَ لَفْظُ الشَّرْعِ وَلَمْ يَمْنَعْ مِنْ إِجْرَائِهٖ عَلٰى ظَاهِرِهٖ عَقْلٌ وَّلَا شَرْعٌ وَجَبَ حَمْلُهٗ عَلٰى ظَاهِرِهٖ.

”یہ حدیث صراحت کرتی ہے کہ روز قیامت جانوروں کو بھی جمع کیا جائے گا اور انہیں بھی دوبارہ زندہ کیا جائے گا، جیسے انسانوں میں مکلّف بالغوں، بچوں، مجنونوں اور ان لوگوں کو زندہ کیا جائے گا، جنہیں دعوت نہیں پہنچی ہوگی۔ اس بارے میں قرآن وسنت کے دلائل بہت واضح ہیں، جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿وَإِذَا الْوُحُوشُ حُشِرَتْ﴾ ”جب درندوں کو جمع کیا جائے گا۔“ شرح میں جب ایک لفظ وارد ہو اور اس سے ظاہری معنی لینے سے عقل یا شرعی دلیل مانع نہ ہو، تو اسے ظاہر پر محمول کرنا واجب ہے (جیسا کہ یہاں ہے)۔“

(شرح النّووي: 136/16)

سوال: درج ذیل روایت بلحاظ سند کیسی ہے؟

www.KitaboSunnat.com

❁ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَكْثَرُ مُنَافِقِي أُمَّتِي قُرَّاؤُهَا .

”میری اُمت کے اکثر منافقین قاری ہوں گے۔“

(مسند الإمام أحمد : 175/2)

(جواب): اس کی سند حسن ہے۔

❁ حافظ عقیلی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ”صالح“ کہا ہے۔

(الضّعفاء الكبير :498/1، التأصيل)

❁ اس حدیث کے مفہوم میں حافظ بغوی رحمہ اللہ (۵۱۶ھ) فرماتے ہیں:

هُوَ أَنْ يَّعْتَادَ تَرْكَ الْإِخْلَاصِ فِي الْعَمَلِ .

”اس حدیث سے مراد یہ ہے کہ وہ اعمال میں اخلاص کے تارک ہوں گے۔“

(شرح السّنة :77/1)

(سوال): درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❁ ازرق بن قیس بصری رحمہ اللہ سے مروی ہے:

رَأَيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ وَهُوَ يَعْجِنُ فِي الصَّلَاةِ يَعْتَمِدُ عَلٰى يَدَيْهِ إِذَا قَامَ، فَقُلْتُ : مَا هٰذَا يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ؟ قَالَ : رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْجِنُ فِي الصَّلَاةِ .

”میں نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا، وہ نماز میں مٹھی بند کر کے ٹیک لگا کر اٹھتے تھے، میں نے پوچھا: ابوعبدالرحمٰن (سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی کنیت)! یہ کیا ہے؟ فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

میں (اٹھتے وقت) مٹھی بند کر کے ٹیک لگاتے تھے۔''

(المُعجم الأوسط للطّبراني : 4007، غريب الحديث لإبراهيم الحَربي : 525/2)

جواب: سند ضعیف ہے۔ ہیثم بن عمران ''مجہول الحال'' ہے، صرف امام ابن حبان رحمہ اللہ نے ''الثقات (۵۷۷/۷)'' میں ذکر کیا ہے۔

❀ سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جیسی نماز پڑھ کر دکھاتے ہیں:

إِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ عَنِ السَّجْدَةِ الثَّانِيَةِ جَلَسَ وَاعْتَمَدَ عَلَى الْأَرْضِ، ثُمَّ قَامَ .

''آپ رضی اللہ عنہ نے جب دوسرے سجدہ سے سر اٹھایا، تو بیٹھ گئے، زمین پر ٹیک لگائی، پھر (اگلی رکعت کے لیے) کھڑے ہوئے۔''

(صحيح البخاري : 824)

❀ ازرق بن قیس بصری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ نَهَضَ فِي الصَّلَاةِ وَيَعْتَمِدُ عَلٰى يَدَيْهِ .

''میں نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا، جب نماز میں کھڑے ہوتے، تو دونوں ہاتھوں پر ٹیک لگا کر کھڑے ہوتے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 3996، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ خالد حذاء رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

رَأَيْتُ أَبَا قِلَابَةَ، إِذَا سَجَدَ بَدَأَ فَوَضَعَ رُكْبَتَيْهِ، وَإِذَا قَامَ اعْتَمَدَ عَلٰى يَدَيْهِ .

''میں نے ابوقلابہ رحمہ اللہ کو دیکھا، جب سجدہ میں جاتے، تو پہلے گھٹنے لگاتے،

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جب سجدہ سے (دوسری رکعت کے لیے) کھڑے ہوتے، تو دونوں ہاتھ سے ٹیک لگاتے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 2708، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ خالد حذاء رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

رَأَيْتُ الْحَسَنَ يَخِرُّ فَيَبْدَأُ بِيَدَيْهِ، وَيَعْتَمِدُ إِذَا قَامَ .

''میں نے حسن بصری رحمہ اللہ کو دیکھا، وہ سجدہ میں پہلے ہاتھ لگاتے تھے اور جب (دوسرے رکعت کے لیے) اٹھتے، تو (ہاتھوں سے) ٹیک لگاتے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 2708، وسندهٗ صحيحٌ)

نماز میں اٹھتے وقت ہاتھوں پر ٹیک لگانی چاہیے، خواہ مٹھی بند کر کے ٹیک لگائیں، خواہ ہتھیلیوں کے بل اٹھیں، دونوں طرح درست ہے۔

سوال: کیا سجدوں کے درمیان ذکر مسنون ہے؟

جواب: سجدوں کے درمیان مسنون ذکر ہے۔

❁ سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجدوں کے درمیان یہ دعا پڑھتے تھے۔

رَبِّ اغْفِرْ لِي، رَبِّ اغْفِرْ لِي .

''اے میرے رب! مجھے بخش دے، اے میرے رب! مجھے بخش دے۔''

(سنن أبي داود : 874؛ سنن النّسائي : 1070؛ وسندهٗ صحيحٌ)

❁ اس سنت کے برخلاف علمائے احناف لکھتے ہیں:

لَيْسَ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ ذِكْرٌ مَسْنُونٌ عِنْدَنَا .

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

”ہمارے نزدیک دوسجدوں کے درمیان کوئی مسنون ذکر نہیں۔“

(الغاية في شرح الهداية للسّروجي : 180/3)

❀ امام عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ (۱۰۱ھ) نے لوگوں کی طرف یہ خط لکھا:

لَا رَأْيَ لِأَحَدٍ مَّعَ سُنَّةٍ سَنَّهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

”طریق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں کسی اور کی پیروی درست نہیں۔“

(التّاريخ الكبير لابن أبي خيثمة : 9335، وسندهٗ صحيحٌ)

سوال: بوقت سجدہ پاؤں کی انگلیوں کا رُخ کس طرف ہونا چاہیے؟

جواب: سجدہ میں پاؤں کی انگلیوں کو موڑ کر قبلہ رخ کرنا چاہیے، یہی مسنون ہے۔

❀ سیدنا ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے دیکھا:

...... وَاسْتَقْبَلَ بِأَطْرَافِ أَصَابِعِ رِجْلَيْهِ الْقِبْلَةَ .

”......آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (سجدہ میں) پاؤں کی انگلیوں کو قبلہ رخ کیا ہوا تھا۔“

(صحيح البخاري : 828)

❀ نیز بیان کرتے ہیں:

...... وَفَتَخَ أَصَابِعَ رِجْلَيْهِ .

”...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (سجدہ میں) پاؤں کی انگلیوں کو (قبلہ کی طرف) موڑا ہوا تھا۔“

(سنن النّسائي : 688، سنن التّرمذي : 304، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ”حسن صحیح“ کہا ہے، جبکہ امام ابوحاتم رازی رحمہ اللہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(علل الحدیث: ۲/۳۹۰) امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۵۸۷)، امام ابن الجارود رحمہ اللہ (۱۹۲)، امام ابن حبان رحمہ اللہ (۱۸۶۵) اور حافظ خطابی رحمہ اللہ (معالم السنن: ۱/ ۱۹۴) نے اس حدیث کو ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

✿ حافظ نووی رحمہ اللہ نے بھی اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

(خلاصة الأحكام: 353/1)

✿ علامہ عینی حنفی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

(نُخب الأفكار: 150/4)

سوال: درج ذیل روایت کی مفہوم کیا ہے؟

✿ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

رُبَّمَا حَضَرَ الصَّلَاةَ وَهُوَ فِي بَيْتِنَا، فَيَأْمُرُ بِالْبِسَاطِ الَّذِي تَحْتَهُ فَيُكْنَسُ وَيُنْضَحُ، ثُمَّ يَقُومُ وَنَقُومُ خَلْفَهُ فَيُصَلِّي بِنَا .

''کبھی ایسا ہوتا کہ نماز (چاشت) کا وقت ہو جاتا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر میں تشریف فرما ہوتے، تو چٹائی بچھانے کا فرماتے، اسے جھاڑو سے صاف کیا جاتا اور اس پر پانی چھڑکا جاتا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر کھڑے ہو جاتے، ہم آپ کے پیچھے صف بنا لیتے، آپ ہمیں نماز پڑھاتے۔''

(صحيح البخاري: 6203، صحيح مسلم: 259)

جواب: یہ نفل نماز ہوتی تھی، جیسا کہ صحیح بخاری (۱۹۸۲) میں ہے:

صَلَّى غَيْرَ الْمَكْتُوبَةِ .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (ہمیں) نفل نماز پڑھائی۔''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سوال: کیا آدم علیہ السلام کا مہر درود تھا؟

جواب: بیان کیا جاتا ہے کہ سیدہ حواء علیہا السلام کا حق مہر یہ مقرر کیا گیا کہ سیدنا آدم علیہ السلام نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی پر درود پڑھیں۔

(بُستان الواعظين لابن الجوزي، ص 307، بحار الأنوار للمَجلسي الرافضي : 33/15)

جھوٹ ہے، باوجود بسیار کوشش کے، اس کی سند پر اطلاع نہیں ہو سکی۔

سوال: کیا حفص بن سلیمان القاری "کذاب" ہے؟

جواب: حفص بن سلیمان القاری "ضعیف ومتروک" راوی ہے، البتہ اس پر "کذاب" کی جرح ثابت نہیں۔ اسے ابن خراش نے "کذاب" قرار دیا ہے، ابن خراش خود متکلم فیہ ہے، لہٰذا اس کی جرح قبول نہیں۔ یحییٰ بن معین رحمہ اللہ سے اسے "کذاب" کہنا ثابت نہیں، اس میں ابن مُحرِز کی توثیق نہیں۔

حفص بن سلیمان قرأت کے امام ہیں، قرأت حفص متواتر ہے، ان پر جرح قرأت کے باب میں مضر نہیں، روایت حدیث میں مضر ہے۔

سوال: درج ذیل روایت کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا قَرَأَ فَأَنْصِتُوا .

"جب امام قرأت کرے، تو آپ خاموش رہیں۔"

(صحيح مسلم معلقًا، تحت الحديث : 404)

جواب: یہ الفاظ غیر محفوظ ہیں۔ راوی کا وہم وتخلیط ہیں۔ علل حدیث کے کبار ائمہ کرام ان الفاظ کو خطا قرار دیتے ہیں۔ بشرطِ صحت ان الفاظ کو فاتحہ کے بعد والی قرأت پر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

محمول کیا جائے گا۔

سوال: درج ذیل آیت مبارکہ میں ''تین اندھیروں'' سے کیا مراد ہے؟

❁ فرمان الٰہی ہے:

﴿يَخْلُقُكُمْ فِي بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمْ خَلْقًا مِّنْ بَعْدِ خَلْقٍ فِي ظُلُمَاتٍ ثَلَاثٍ﴾(الزّمر : ٦)

''وہ تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹ میں پیدا کرتا ہے، ایک کیفیت سے دوسری کیفیت میں منتقل کرتا ہے، یہ تین اندھیرے ہیں۔''

جواب: تین اندھیروں سے مراد یہ ہیں: ① پیٹ کا اندھیرا ② رحم کا اندھیرا ③ اس جھلی کا اندھیرا، جو بچے کے اوپر لپٹی ہوتی ہے۔

سوال: درج ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو الوداع کرتے تو اس وقت تک اس کا ہاتھ تھامے رکھتے جب تک وہ خود ہاتھ چھڑوا نہ لیتا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا پڑھتے:

اَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِينَكَ، وَاَمَانَتَكَ، وَخَوَاتِيمَ عَمَلِكَ .

''میں آپ کا دین، امانت اور آخری عمل اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔''

(سنن التّرمذي : 3443)

جواب: روایت ضعیف ہے، اسے سالم عن ابن عمر کی سند سے بیان کرنا خطا ہے، جیسا کہ امام ابو حاتم رحمہ اللہ نے فرمایا ہے۔

(علل الحديث : 790)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس حدیث کی دیگر ضعیف سندیں بھی ہیں۔

سوال: کیا نماز میں ثناء پڑھنا ثابت ہے؟

جواب: نماز میں تکبیر تحریمہ کے بعد ثناء پڑھنا ثابت ہے۔

❀ اسود بن یزید رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو دیکھا، آپ نے تکبیر تحریمہ کہی، پھر یہ دعا پڑھی:

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ، وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ .

''اللہ! تو اپنی تعریف کے ساتھ پاک ہے، تیرا نام بابرکت ہے، تیری شان بلند ہے، تیرے سوا کوئی الہٰ نہیں۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة :230/1، سنن الدّارقطني :300/1، وسندهٗ صحيحٌ)

اس بارے میں مرفوع روایت ثابت نہیں۔

سوال: ایک شخص نے زنا سے توبہ کی، مگر وہ سود سے تائب نہیں ہوا، کیا اس کی توبہ قبول ہے؟

جواب: ایک گناہ سے توبہ کر لی، تو وہ توبہ صحیح ہے، خواہ وہ دوسرا گناہ کرتا رہے، مگر یہ یاد رہے کہ اس پر تمام کبائر سے توبہ کرنا ضروری ہے۔

سوال: کیا نماز میں کندھے کے برابر ہاتھ اُٹھانا ثابت ہے؟

جواب: نماز میں ہاتھ کندھے تک اُٹھانا ثابت ہے۔

❀ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا:

إِذَا قَامَ فِي الصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى تَكُونَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”آپ نماز کے لیے کھڑے ہوتے، تو دونوں ہاتھ کندھوں کے برابر اٹھاتے۔“

(صحيح البخاري : 736، صحيح مسلم : 390)

❁ سیدنا ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز بیان کرتے ہیں:

رَأَيْتُهُ إِذَا كَبَّرَ جَعَلَ يَدَيْهِ حِذَاءَ مَنْكِبَيْهِ .

”میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، آپ نے جب اللہ اکبر کہا، تو ہاتھ کندھوں کے برابر کیے۔“

(صحيح البخاري : 828)

❁ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لیے کھڑے ہوتے، تو اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ کندھوں کے برابر اٹھاتے اور اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم قرأت مکمل کر کے رکوع کا ارادہ کرتے، تو رفع الیدین کرتے، رکوع سے سر اٹھا کر بھی رفع الیدین کرتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں بیٹھے ہوئے رفع الیدین نہیں کرتے تھے، دو رکعتوں سے اٹھ کر بھی رفع الیدین کرتے اور اللہ اکبر کہتے تھے۔

(سنن أبي داوٗد : 744، سنن التّرمذي : 3423، مسند أحمد : 93/1، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ”حسن صحیح“ کہا ہے، امام احمد بن حنبل (فتح الباری لابن رجب: ۳۲۰/۴، نصب الرایۃ للزیلعی: ۴۱۲/۱) اور امام ابن خزیمہ رحمہم اللہ (۵۸۴) نے ”صحیح“ کہا ہے۔

✿ امام بیہقی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ”حسن“ کہا ہے۔

(الخِلافيّات، تحت الحديث : 11671)

❁ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں فرماتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

كَانَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ، رَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ .

''آپ رضی اللہ عنہ نماز شروع کرتے وقت کندھوں کے برابر رفع الیدین کرتے تھے۔''

(مؤطأ الإمام مالك : 77/1، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سالم بن عبداللہ بن عمر رحمہ اللہ کے بارے میں ہے:

كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ .

''آپ رحمہ اللہ کندھوں کے برابر رفع الیدین کرتے تھے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 2424، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ محمد بن سیرین رحمہ اللہ کے بارے میں ہے:

إِنَّهٗ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ .

''آپ رحمہ اللہ کندھوں کے برابر رفع الیدین کرتے تھے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 2417، وسندهٗ صحيحٌ)

ثابت ہوا کہ رفع الیدین میں کندھوں کے برابر ہاتھ اٹھانا بھی جائز ہے۔

❁ صاحب ہدایہ لکھتے ہیں:

مَا رَوَاهُ يُحْمَلُ عَلٰى حَالَةِ الْعُذْرِ .

''کندھوں کے برابر جتنی روایات ہیں، سب حالت عذر پر محمول ہیں۔''

(الهِداية : 99/1)

❁ اس تاویل کے رد میں علامہ عینی حنفی رحمہ اللہ (۸۵۵ھ) لکھتے ہیں:

لَا حَاجَةَ إِلٰى هٰذِهِ التَّكَلُّفَاتِ .

''ان احادیث کے جواب میں ایسے تکلفات کی کوئی ضرورت نہیں۔''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(البِناية شرح الهداية : 172/2)

❁ شارح ہدایہ، ابن ہمام حنفی رحمہ اللہ (۸۶۱ھ) لکھتے ہیں:

لٰكِنَّ الْحَقَّ أَنْ لَا مُعَارَضَةَ كَمَا أَسْمَعْتُكَ فَلَا حَاجَةَ إِلٰى هٰذَا الْحَمْلِ لِيَدْفَعَ التَّعَارُضَ .

”حق یہ ہے کہ ان احادیث سے معارضہ نہیں کرنا چاہیے، جیسا کہ میں نے بیان کر دیا ہے، لہٰذا تعارض دور کرنے کے لیے ایسی تاویلیں کرنے کی چنداں ضرورت نہیں۔“

(فتح القدير :282/1)

سوال: تکبیر تحریمہ کے بعد ہاتھوں کو چھوڑ کر باندھنا کیسا ہے؟

جواب: ثابت نہیں۔ تکبیر تحریمہ کے متصل بعد ہاتھ باندھ لینے چاہییں، احادیث سے یہی ثابت ہے۔

سوال: کیا دعا مانگتے ہوئے ایک دعا تین مرتبہ مانگی جا سکتی ہے؟

جواب: جی ہاں۔ ایسا کرنا مسنون ہے۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ إِذَا دَعَا دَعَا ثَلَاثًا، وَإِذَا سَأَلَ سَأَلَ ثَلَاثًا .

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب دعا مانگتے، تو تین تین بار کلمات کہتے، جب اللہ تعالیٰ سے کوئی سوال کرتے، تو تین مرتبہ کرتے۔“

(صحيح مسلم : 1794)

سوال: کھانا کھانے کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا کیسا ہے؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(جواب): کھانے کے بعد مسنون دعائیں پڑھنی چاہیے، ہاتھ بلند کرنا ثابت نہیں۔

(سوال): کیا بغیر عمامہ نماز پڑھنا مکروہ ہے؟

(جواب): عمامہ کے بغیر نماز پڑھنا مکروہ نہیں، کراہت پر کوئی دلیل نہیں۔ سر ڈھانپنے یا سر ننگا رکھنے کا نماز سے کچھ تعلق نہیں۔

(سوال): میت کو دفن کرنے کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا کیسا ہے؟

(جواب): میت کو دفن کرنے کے بعد قبر پر کھڑے ہو کر دعا مسنون ہے۔

❀ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب میت کو دفن کر لیتے، تو وہاں کھڑے ہو کر فرماتے: اپنے بھائی کے لیے مغفرت طلب کریں اور اس کے لیے ثابت قدمی کی دعا کریں، کیونکہ اب اس سے سوال و جواب ہوں گے۔''

(سنن أبي داوٗد: 3221، السّنن الکبریٰ للبیھقي: 56/6، وسندهٗ حسنٌ)

اسے امام حاکم رحمہ اللہ (371/1) نے ''صحیح الاسناد'' اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے، حافظ منذری رحمہ اللہ (البدر المنیر لابن الملقن: 331/5) اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (نتائج الافکار: 423/4) نے اس کی سند کو ''حسن'' کہا ہے۔

ہاتھ اٹھانا دعا کے آداب میں سے ہے، اس سے دعا کی قبولیت کی اُمید بڑھ جاتی ہے۔ اسی طرح دعا میں قبلہ رخ ہونا بھی دعا کا ادب ہے۔ تو جب اس موقع پر دعا کا مسنون ہونا ثابت ہو گیا، تو اس میں ہاتھ اٹھانا بھی جائز ہوا۔

❀❀❀❀❀❀

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۶۷)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: بعض کہتے ہیں کہ پتھر اور مٹی بھی اللہ کا ذکر کرتے ہیں، لہٰذا جب پتھروں سے استنجاء کرو، تو ان سے کہہ دیا کرو کہ تم اللہ کا ذکر کرنے سے رک جاؤ، اس کی کیا حقیقت ہے؟

جواب: یہ بات حق ہے کہ زمین و آسمان کی تمام مخلوقات اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتی ہیں۔

❀ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿تُسَبِّحُ لَهُ السَّمَاوَاتُ السَّبْعُ وَالْأَرْضُ وَمَنْ فِيهِنَّ وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ وَلٰكِنْ لَا تَفْقَهُونَ تَسْبِيحَهُمْ إِنَّهُ كَانَ حَلِيمًا غَفُورًا﴾ (بني إسرائيل : ٤٤)

”ساتوں آسمان، زمین اور ان میں رہنے والے سب اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے ہیں، بلکہ ہر چیز اس کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتی ہے، مگر تم ان کی تسبیح کو سمجھ نہیں سکتے، بلاشبہ اللہ تعالیٰ نہایت بردبار اور خوب بخشنے والا ہے۔“

پتھر اور مٹی کے کنکر بھی اللہ کی تسبیح کرتے ہیں، مگر استنجاء کرتے وقت انہیں ذکر اللہ سے رک جانے کا کہنا ثابت نہیں۔ اگر ایسی کوئی بات شریعت کا حصہ ہوتی، تو رسول اللہ ﷺ ضرور تعلیم فرماتے۔ یہ محض تکلف ہے، کیونکہ اگرچہ ہر چیز اللہ کی تسبیح بیان کرتی ہے، مگر کوئی بے جان چیز انسانوں کی بات سن نہیں سکتی۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: کیا جنبی کا پسینہ ناپاک ہے؟

جواب: جنبی کی نجاست حکمی ہے۔اس کا جسم ناپاک نہیں ہوتا، لہٰذا جنبی کا پسینہ بھی نجس نہیں ہوتا۔اس پر اجماع ہے۔

❁ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ الْمُؤْمِنَ لَا يَنْجُسُ .

''مؤمن ناپاک نہیں ہوتا۔''

(صحيح مسلم : 372)

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں ہے:

إِنَّهُ كَانَ يَعْرَقُ فِي الثَّوْبِ، وَهُوَ جُنُبٌ، ثُمَّ يُصَلِّي فِيهِ .

''جنابت کی حالت میں آپ کو پسینہ آتا، انہی کپڑوں میں نماز پڑھ لیتے۔''

(مصنّف ابن أبي شَيبة :191/1، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ عطا بن ابی رباح رحمہ اللہ فرماتے ہیں؛

لَا بَأْسَ أَنْ يَّعْرَقَ الْجُنُبُ وَالْحَائِضُ فِي الثَّوْبِ، يُصَلّى فِيهِ .

''جنبی یا حائضہ کو کپڑوں میں پسینہ آیا ہو، تو ان میں نماز پڑھ لے، کوئی حرج نہیں۔''(سنن الدّارمي : 1067، وسندهٗ حسنٌ)

❁ علاء بن مسیّب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں؛

سَأَلْتُ حَمَّادًا عَنِ الْحَائِضِ تَعْرَقُ فِي ثِيَابِهَا، أَتَغْسِلُ ثِيَابَهَا؟

قَالَ : إِنَّمَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ الْمَجُوسُ .

''میں نے حماد بن ابی سلیمان رحمہ اللہ سے سوال کیا کہ حائضہ کو کپڑوں میں پسینہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آجائے، تو انہیں دھوئے؟ فرمایا: ایسا تو مجوسی کرتے ہیں۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة: 191/1، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

سُؤْرُهَا وَعَرَقُهَا طَاهِرَانِ وَهٰذَا كُلُّهٗ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَقَدْ نَقَلَ ابْنُ جَرِيرٍ إِجْمَاعَ الْمُسْلِمِينَ عَلٰى هٰذَا وَدَلَائِلُهٗ فِي الْأَحَادِيثِ الصَّحِيحَةِ ظَاهِرَةٌ مَشْهُورَةٌ.

”حائضہ کا جھوٹا اور اس کا پسینہ طاہر ہے، ان سب باتوں پر اتفاق ہے۔ امام ابن جریر رحمہ اللہ نے اس پر مسلمانوں کا اجماع نقل کیا ہے، صحیح احادیث میں اس کے دلائل واضح اور مشہور ہیں۔“

(المَجموع: 543/2)

حائضہ اور جنبی کا حکم ایک ہے۔

سوال: کیا قے نجس ہے؟

جواب: قے کے نجس ہونے پر کوئی دلیل معلوم نہیں۔

سوال: بعض کہتے ہیں کہ اگر گھر میں کسی جانور کی لید پڑی ہو، تو رحمت کا فرشتہ نہیں آتا، اس کی کیا حقیقت ہے؟

جواب: بے دلیل بات ہے۔

سوال: کیا بارش کا کیچڑ نجس ہے؟

جواب: کیچڑ نجس نہیں ہے، الا کہ اس میں نجاست مل جائے۔

سوال: کیا خون مطلق طور پر نجس ہے؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(جواب): خون کئی طرح کا ہوتا ہے، ہر ایک کا الگ حکم ہے۔

① دمِ حیض: حیض کا خون بالاتفاق نجس ہے، اس کی نجاست پر کتاب وسنت اور اجماع دلیل ہیں۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ قُلْ هُوَ أَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللّٰهُ﴾(البقرة : ٢٢٢)

''لوگ آپ سے حیض کے بارے میں پوچھتے ہیں، فرما دیجئے! حیض ناپا کی ہے، دوران حیض بیویوں سے جماع نہ کریں، ایام مخصوصہ کے اختتام تک ان کے قریب نہ جائیں، وہ غسل حیض سے پاکی حاصل کر لیں، تو حکم الٰہی کے مطابق ان سے مجامعت کر سکتے ہیں۔''

② دمِ مسفوح: جانور ذبح کرتے ہوئے بہنے والا خون دم مسفوح کہلاتا ہے، یہ بالاجماع ناپاک ہے۔

❁ علامہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا إِجْمَاعٌ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ أَنَّ الدَّمَ الْمَسْفُوحَ رِجْسٌ نَجِسٌ .

''اس پر مسلمانوں کا اجماع ہے کہ دم مسفوح ناپاک اور نجس ہے۔''

(التّمهيد : 230/22)

❁ علامہ قرطبی رحمہ اللہ (۶۷۱ھ) فرماتے ہیں:

اِتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلٰى أَنَّ الدَّمَ حَرَامٌ نَجِسٌ .

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

''اہل علم کا اتفاق ہے کہ دم (مسفوح) حرام اور نجس ہے۔''

(تفسير القرطبي : 221/2)

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

اَلدَّلَائِلُ عَلٰی نَجَاسَةِ الدَّمِ مُتَظَاهِرَةٌ وَلَا أَعْلَمُ فِيهِ خِلَافًا عَنْ أَحَدٍ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ .

''دم مسفوح کے نجس ہونے پر دلائل بالکل واضح ہیں، اس بارے میں مجھے کسی مسلمان کا اختلاف معلوم نہیں۔''

(المَجموع : 557/2)

③ **انسان کے جسم سے نکلنے والا خون:** پیشاب والی جگہ کے علاوہ جسم کے کسی حصہ سے خون نکل آئے، تو وہ ناپاک نہیں ہے، خواہ وہ خون نکسیر کا ہو یا کوئی زخم یا پیپ کی صورت میں ہو، اس کے نجس ہونے پر کوئی دلیل معلوم نہیں۔

❁ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِي فِي غَزْوَةِ ذَاتِ الرِّقَاعِ فَأَصَابَ رَجُلٌ امْرَأَةَ رَجُلٍ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ، فَحَلَفَ أَنْ لَّا أَنْتَهِي حَتّٰى أُهْرِيقَ دَمًا فِي أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ، فَخَرَجَ يَتْبَعُ أَثَرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَنَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْزِلًا، فَقَالَ مَنْ رَجُلٌ يَّكْلَؤُنَا؟ فَانْتَدَبَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُهَاجِرِينَ وَرَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ كُونَا بِفَمِ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

الشِّعْبِ، قَالَ فَلَمَّا خَرَجَ الرَّجُلَانِ إِلٰى فَمِ الشِّعْبِ اضْطَجَعَ الْمُهَاجِرِيُّ، وَقَامَ الْأَنْصَارِيُّ يُصَلِّي، وَأَتَى الرَّجُلُ فَلَمَّا رَآى شَخْصَهُ عَرَفَ أَنَّهُ رَبِيئَةٌ لِّلْقَوْمِ، فَرَمَاهُ بِسَهْمٍ فَوَضَعَهُ فِيهِ فَنَزَعَهُ، حَتّٰى رَمَاهُ بِثَلَاثَةِ أَسْهُمٍ، ثُمَّ رَكَعَ وَسَجَدَ، ثُمَّ انْتَبَهَ صَاحِبُهُ، فَلَمَّا عَرَفَ أَنَّهُمْ قَدْ نَذِرُوا بِهٖ هَرَبَ، وَلَمَّا رَأَى الْمُهَاجِرِيُّ مَا بِالْأَنْصَارِيِّ مِنَ الدَّمِ، قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ أَلَا أَنْبَهْتَنِي أَوَّلَ مَا رَمٰى، قَالَ كُنْتُ فِي سُورَةٍ أَقْرَؤُهَا فَلَمْ أُحِبَّ أَنْ أَقْطَعَهَا .

’’غزوہ ذات الرقاع میں ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے،اسی غزوہ میں ایک مشرک مرد نے ایک مشرکہ عورت سے بدفعلی کی اور قسم اٹھائی کہ نبی کریم ﷺ کے ساتھیوں میں سے کسی کا خون بہائے گا۔ وہ نبی کریم ﷺ کے نشان قدم ڈھونڈنے لگا، نبی کریم ﷺ ایک مقام پر لشکر کے ساتھ اترے،تو فرمایا: ہمارا پہرہ کون دے گا؟ تو ایک انصاری اور ایک مہاجر اس کے لئے تیار ہو گئے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس گھاٹی کے سرے پر جا رکو، یہ گھاٹی کے سرے پر پہنچے، تو مہاجر صحابی سو گئے اور انصاری صحابی نماز پڑھنے لگے، وہیں پہ مشرک بھی پہنچ گیا۔ اس نے دیکھا تو جان لیا کہ مسلمانوں کے پہرے دار ہیں۔ اس نے تیر چلایا، جو انصاری صحابی کو جا لگا۔ انہوں نے نماز ہی کی حالت میں وہ تیر نکال پھینکا، اس نے اس دوران تین تیر پھینکے، یہاں تک انصاری صحابی نے رکوع اور سجدہ کر لیا، تو اپنے مہاجر ساتھی کو جگایا، جب مہاجر نے انصاری کا خون نکلتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دیکھا تو کہا سبحان اللہ! پہلے تیر پر مجھے کیوں نہ جگایا، تو انصاری کہنے لگے: میں نماز میں سورت کی تلاوت کر رہا تھا، تو میرا دل نہیں مانا کہ وہ تلاوت درمیان میں چھوڑ دوں۔''

(مسند الإمام أحمد : 343/3، 359، سنن أبي داوٗد : 198، سيرة ابن هشام : 245/3، المستدرك للحاكم : 156/1، السنن الكبرٰى للبيهقي : 140/1، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۳۶) امام ابن حبان رحمہ اللہ (۱۰۹۶) نے ''صحیح'' اور امام حاکم رحمہ اللہ نے ''صحیح الاسناد'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''حسن'' قرار دیا ہے۔

(المَجموع : 55/2)

❁ مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّهٗ دَخَلَ عَلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ مِنَ اللَّيْلَةِ الَّتِي طُعِنَ فِيهَا فَأَيْقَظَ عُمَرَ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ فَقَالَ عُمَرُ نَعَمْ وَلَا حَظَّ فِي الْإِسْلَامِ لِمَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ فَصَلّٰى عُمَرُ، وَجُرْحُهٗ يَثْعَبُ دَماً .

''جس رات سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو تیر لگا وہ رات میں نے آپ کے ہاں گزاری۔ میں نے آپ کو نماز صبح کے لئے جگایا، تو سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: ہاں! نماز چھوڑنے والے کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں، اس وقت آپ کے زخم سے خون رس رہا تھا۔''

(موطّأ الإمام مالك : 39/1، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ عبدالرحمٰن بن مجبر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

إِنَّهُ رَآى سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَخْرُجُ مِنَ أَنْفِهِ الدَّمُ، حَتّٰى تَخْتَضِبَ أَصَابِعُهُ، ثُمَّ يَفْتِلُهُ، ثُمَّ يُصَلِّي، وَلَا يَتَوَضَّأُ .

''انہوں نے سالم بن عبداللہ رحمہ اللہ کو دیکھا کہ ان کے ناک سے خون نکل رہا ہے اور ان کی انگلیاں خون آلود ہوگئی ہیں۔ انہیں ملا، نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔''

(موطّأ الإمام مالك : 39/1، وسندہٗ صحیحٌ)

❀ عبدالرحمٰن بن حرملہ اسلمی رحمہ اللہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

رَأَيْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَرْعُفُ، فَيَخْرُجُ مِنْهُ الدَّمُ، حَتّٰى تَخْتَضِبَ أَصَابِعُهُ مِنَ الدَّمِ الَّذِي يَخْرُجُ مِنَ أَنْفِهِ، ثُمَّ يُصَلِّي، وَلَا يَتَوَضَأُ .

''میں نے سعید بن مسیّب رحمہ اللہ کو دیکھا، ان کی نکسیر پھوٹ پڑی ہے۔ ناک سے نکلنے والے خون کی بنا پر انگلیاں خون آلود ہو چکی ہیں، انہوں نے نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔''

(موطّأ الإمام مالك : 39/1، وسندہٗ حسنٌ)

جسم سے خون نکل آئے، تو نہ وضو ٹوٹتا ہے، نہ جسم ناپاک ہوتا ہے۔

④ **مچھلی کا خون:** مچھلی کے جسم سے خون نکل آئے، تو وہ پاک ہے، کیونکہ جب مچھلی مردہ حالت میں پاک ہوتی ہے، تو اس کا خون بالاولیٰ پاک ہے۔

⑤ **مچھر، مکھی، شہد کی مکھی وغیرہ کا خون:** ان کیڑوں کا خون ناپاک نہیں، کیونکہ اگر یہ کھانے پینے والی اشیا میں گر کر مر جائیں، تو وہ کھانا پینا پاک رہتا ہے، یہ دلیل ہے کہ ان کا خون نجس نہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

⑥ **ذبح کے بعد جانور کے گوشت میں باقی رہنے والا خون:** یہ جانور کے باقی اعضا کی طرح پاک ہے، اس کے نجس ہونے پر کوئی دلیل نہیں۔ حلال جانور میں صرف دم مسفوح نجس ہے۔

سوال: زمین نجس ہو جائے، تو اسے کیسے پاک کیا جائے؟

جواب: نجس زمین پر پانی بہا دیا جائے یا وہ خشک ہو جائے، تو وہ پاک ہو جاتی ہے۔

❀ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں بیٹھے تھے کہ ایک دیہاتی مسجد میں آ کر پیشاب کرنے لگا، بعض صحابہ نے پکارا: رُکو! تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مت روکیں، پیشاب کرنے دیں، صحابہ رک گئے، وہ فارغ ہوا، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسجد میں پیشاب نہیں کرتے اور اسے نجاست آلودہ نہیں کرتے، یہاں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے، نماز پڑھی جاتی ہے، قرآن کی تلاوت ہوتی ہے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح کے کلمات ارشاد فرمائے تھے، اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کو حکم دیا، انہوں نے پانی کا ایک ڈول لا کر اس جگہ بہا دیا۔''

(صحیح مسلم: 285)

✿ اس حدیث کی شرح میں حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

فِيهِ أَنَّ الْأَرْضَ تَطْهُرُ بِصَبِّ الْمَاءِ عَلَيْهَا.

''اس حدیث میں دلیل ہے کہ پانی بہانے سے (نجس) زمین پاک ہو جاتی ہے۔''

(شرح النّووي: 3/190)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: کتا برتن میں منہ ڈال دے، تو اسے کیسے پاک کیا جائے؟

جواب: کتا برتن میں منہ ڈال دے، تو اسے سات مرتبہ دھویا جائے، ایک مرتبہ مٹی سے مانجھا جائے، نیز برتن میں موجود شے کو ضائع کر دیا جائے۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا شَرِبَ الْكَلْبُ فِي إِنَاءِ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْسِلْهُ سَبْعًا .

''جب کتا کسی کے برتن سے پی جائے، تو اس برتن کو سات دفعہ دھوئیں۔''

(صحيح البخاري : 172، صحيح مسلم : 279)

❁ صحیح مسلم میں یہ الفاظ بھی ہیں:

أُولَاهُنَّ بِالتُّرَابِ .

''پہلی مرتبہ مٹی سے مانجھ لیا جائے۔''

سوال: کیا احتیاط کے لیے اعضائے وضو کو تین دفعہ سے زائد دھونا جائز ہے؟

جواب: تین مرتبہ سے زائد دھونا جائز نہیں۔ احتیاط والی بات شیطان کا وسوسہ ہے، وہ مؤمن کو طہارت کے حوالہ سے شک میں ڈالتا ہے، تاکہ وہ دل جمی سے عبادت نہ کر سکے۔

❁ سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّ أَعْرَابِيًّا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ عَنِ الْوُضُوءِ فَتَوَضَّأَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثًا ثَلَاثًا وَقَالَ : مَنْ زَادَ فَقَدْ أَسَاءَ وَظَلَمَ وَاعْتَدٰى وَظَلَمَ .

''ایک دیہاتی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور وضو کے متعلق پوچھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین تین مرتبہ وضو کیا اور فرمایا: جس نے اس سے بڑھایا اس نے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

برا کیا اور ظلم وزیادتی کی۔“

(مسند الإمام أحمد : 180/2، سنن أبي داوٗد : 135، سنن النّسائي : 140، سنن ابن ماجه : 422، وسندہٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن الجارود رحمہ اللہ (۷۵) اور امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۱۷۴) نے ”صحیح“ قرار دیا ہے۔

سوال: کیا وضو میں پاؤں دھوتے وقت دائیں ہاتھ سے ملا جا سکتا ہے؟

جواب: مناسب یہ ہے کہ بائیں ہاتھ سے پاؤں دھوئے جائیں، کیونکہ اکثر پاؤں پر میل کچیل لگی ہوتی ہے، تو اس کے لیے بائیں ہاتھ کو استعمال کرنا مستحسن ہے، دایاں ہاتھ کھانے پینے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

سوال: گردن پر مسح کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

جواب: گردن پر مسح ثابت نہیں، یہ بدعت ہے۔

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

...... وَلَا وَرَدَتْ بِهٖ سُنَّةٌ ثَابِتَةٌ .

”......اس بارے میں کوئی ثابت حدیث وارد نہیں ہوئی۔“

(المَجموع :463/1)

❀ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

لَمْ يَصِحَّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهٗ مَسَحَ عَلٰى عُنُقِهٖ فِي الْوُضُوءِ بَلْ وَلَا رُوِيَ عَنْهُ ذٰلِكَ فِي حَدِيثٍ صَحِيحٍ بَلِ الْأَحَادِيثُ الصَّحِيحَةُ الَّتِي فِيهَا صِفَةُ وَضُوْءِ النَّبِيِّ صَلَّى

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ يَمْسَحُ عَلٰى عُنُقِهِ؛ وَلِهٰذَا لَمْ يَسْتَحِبَّ ذٰلِكَ جُمْهُورُ الْعُلَمَاءِ كَمَالِكٍ وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ فِي ظَاهِرِ مَذْهَبِهِمْ ...... وَمَنْ تَرَكَ مَسْحَ الْعُنُقِ فَوُضُوءُهٗ صَحِيحٌ بِاتِّفَاقِ الْعُلَمَاءِ.

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے گردن پر مسح کرنا ثابت نہیں، نہ ہی اس کا ذکر کسی صحیح حدیث میں ملتا ہے، بلکہ جن صحیح احادیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کا بیان ہوا ہے، ان میں گردن پر مسح کرنے کا ذکر نہیں، اسی لیے جمہور اہل علم نے اسے مستحب قرار نہیں دیا، جیسا کہ امام مالک، امام شافعی اور ظاہر مذہب کے مطابق امام احمد رحمہم اللہ ہیں۔......جس نے گردن پر مسح نہ کیا، اس کا وضو بالاتفاق صحیح ہے۔''

(مَجموع الفتاویٰ: 127/21)

❁ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

لَمْ يَصِحَّ عَنْهُ فِي مَسْحِ الْعُنُقِ حَدِيثٌ الْبَتَّةَ.

''گردن پر مسح کے بارے میں کوئی حدیث ثابت نہیں۔''

(زاد المَعاد: 187/1)

سوال: کیا وضو کے بعد تولیہ استعمال کرنا جائز ہے؟

جواب: جائز ہے، کراہت یا ممانعت پر کوئی دلیل نہیں۔ یہ اپنی اپنی طبیعت پر ہے، البتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تولیہ استعمال نہیں کرتے تھے۔

(صحیح البخاري: 276، صحیح مسلم: 317)

سوال: مسجد میں وضو کرنا کیسا ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: مسجد میں وضو کرنا بالا تفاق جائز ہے، البتہ گھر سے وضو کرنا مستحب ہے۔

❀ امام ابن منذر رحمہ اللہ (۳۱۹ھ) فرماتے ہیں:

كُلُّ مَنْ نَحْفَظُ عَنْهُ مِنْ عُلَمَاءِ النَّاسِ يُبِيحُ الْوُضُوءَ فِي الْمَسْجِدِ .

”جن اہل علم سے ہم نے علم محفوظ کیا ہے، وہ سب مسجد میں وضو جائز قرار دیتے ہیں۔“

(الأوسط : 139/5)

سوال: اگر کوئی وضو سے پہلے بسم اللہ پڑھنا بھول گیا، تو کیا یاد آنے پر دوران وضو پڑھ سکتا ہے؟

جواب: جی ہاں، پڑھ سکتا ہے۔

سوال: کیا مسواک کے لیے کوئی ممنوع وقت ہے؟

جواب: مسواک ہر وقت مستحب مسنون عمل ہے، اس کے لیے کوئی ممنوع یا مکروہ وقت نہیں ہے۔

سوال: درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❀ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا يَأْخُذْ أَحَدُكُمْ مِنْ طُولِ لِحْيَتِهِ، وَلٰكِنْ مِنَ الصُّدْغَيْنِ .

”آپ میں سے کوئی بھی اپنی ڈاڑھی کو لمبائی میں نہ کاٹے، البتہ اطراف سے درست کر سکتا ہے۔“

(تاریخ بغداد : 418/6)

جواب: سند سخت ضعیف ہے۔ عفیر بن معدان ”ضعیف و منکر الحدیث“ ہے۔

❀ امام ابن عدی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ”غیر محفوظ“ قرار دیا ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(الكامل في ضُعفاء الرجال : 99/7)

سوال: سر کے بال منڈوانا شرعاً کیسا ہے؟

جواب: حج وعمرہ کے علاوہ بھی سر منڈوانا جائز ہے، کراہت یا ممانعت پر کوئی دلیل نہیں ہے۔

① سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا دَخَلَتِ الْعَشْرُ، وَأَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يُّضَحِّيَ، فَلَا يَمَسَّ مِنْ شَعَرِهٖ وَبَشَرِهٖ شَيْئًا.

''جب عشرۂ ذوالحجہ داخل ہو جائے اور آپ قربانی کا ارادہ رکھتے ہیں، تو سر اور جسم کے بال نہ مونڈھیں۔''

(صحیح مسلم : 1977)

② سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَآى صَبِيًّا قَدْ حُلِقَ بَعْضُ شَعْرِهٖ وَتُرِكَ بَعْضُهٗ، فَنَهَاهُمْ عَنْ ذَالِكَ، وَقَالَ : احْلِقُوهُ كُلَّهٗ، أَوِ اتْرُكُوهُ كُلَّهٗ.

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر ایک بچے پر پڑی، جس کے کچھ بال مونڈھ دیے گئے تھے اور بعض چھوڑ دیے گئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع کر دیا اور فرمایا: اس کا مکمل سر مونڈھیں یا مکمل چھوڑ دیں۔''

(سنن أبي داوٗد : 4195، وسندہٗ صحیحٌ، وأصلهٗ في صحیح مسلم : 2120)

یہ حدیث دلیل ہے کہ بچوں اور بچیوں دونوں کا سر مونڈھنا جائز ہے، صرف بچوں کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تخصیص ثابت نہیں۔

❁ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ (۵۹۷ھ) فرماتے ہیں:

قَوْلُهُ : اِحْلِقُوا كُلَّهُ دَلِيلٌ عَلٰى جَوَازِ حَلْقِ الرَّأْسِ مِنْ غَيْرِ كَرَاهِيَةٍ .

"یہ حدیث بغیر کسی کراہت کے سر منڈوانے کا جواز فراہم کرتی ہے۔"

(كشف المُشكل : 557/2)

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (۶۷۶ھ) لکھتے ہیں:

هٰذَا صَرِيحٌ فِي إِبَاحَةِ حَلْقِ الرَّأْسِ لَا يَحْتَمِلُ تَأْوِيلًا، وَقَالَ أَصْحَابُنَا : حَلْقُ الرَّأْسِ جَائِزٌ بِكُلِّ حَالٍ .

"یہ سر مونڈھنے کی ایسی صریح دلیل ہے، جسمیں تاویل کی گنجائش نہیں، ہمارے اصحاب کہتے ہیں کہ سر کے بال مونڈھنا ہر حال میں جائز ہے۔"

(شرح مسلم : 24/4)

③ سیدنا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْهَلَ آلَ جَعْفَرٍ ثَلَاثًا أَنْ يَأْتِيَهُمْ، ثُمَّ أَتَاهُمْ، فَقَالَ : لَا تَبْكُوا عَلٰى أَخِي بَعْدَ الْيَوْمِ، ثُمَّ قَالَ : ادْعُوا لِي بَنِي أَخِي، فَجِيءَ بِنَا كَأَنَّا أَفْرُخٌ، فَقَالَ : ادْعُوا لِيَ الْحَلَّاقَ، فَأَمَرَهُ فَحَلَقَ رُؤُوسَنَا .

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آل جعفر کو تین دن تک چھوڑ دیا کہ رو دھو لیں، پھر ان کے ہاں تشریف لائے اور فرمایا: میرے بھائی (جعفر کی شہادت) پر آج کے بعد کوئی نہ روئے، پھر فرمایا: میرے بھتیجوں کو بلایا جائے۔ ہمیں لایا گیا، ہم تو گویا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رورو کر چوزے بن چکے تھے۔آپ ﷺ نے فرمایا: نائی کو بلاؤ، اور اسے ہماری ٹنڈ کرنے کو کہا۔“

(مسند أحمد: 204/1، سنن أبي داوٗد: 4192، سنن النسائي: 5229، وسندهٗ صحيحٌ)

✿ حافظ نووی رحمہ اللہ (۶۷۶ھ) لکھتے ہیں:

رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ عَلٰى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٌ.

”یہ سنن ابوداود کی روایت ہے۔سند بخاری ومسلم کی شرط پر صحیح ہے۔“

(رياض الصّالحين: 1640)

④ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیکہ میرے پاس صرف ایک بکری ہے (جو میں نے کسی کو دودھ کے لے عاریۃً دے رکھا ہے) کیا میں اس کی قربانی کردوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

لَا، وَلٰكِنْ تَأْخُذُ مِنْ شَعْرِكَ وَأَظْفَارِكَ وَتَقُصُّ شَارِبَكَ وَتَحْلِقُ عَانَتَكَ، فَتِلْكَ تَمَامُ أُضْحِيَّتِكَ عِنْدَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ.

”نہیں، آپ اپنے بال مونڈھ لیں، ناخن تراش لیں، مونچھیں کاٹ لیں اور زیرناف بال صاف کرلیں، آپ کو پوری قربانی کا ثواب مل جائے گا۔“

(مسند أحمد: 169/2، سنن أبي داوٗد: 2789، سنن النّسائي: 4365، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (۵۹۱۴) نے ”صحیح“ اور امام حاکم رحمہ اللہ (۲۲۳/۴) نے ”صحیح الاسناد“ کہا ہے۔حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

✿ علامہ عینی حنفی رحمہ اللہ (۸۵۵ھ) اس کی سند کو ”صحیح“ قرار دے کر لکھتے ہیں:

فِيهِ اسْتِحْبَابُ حَلْقِ الرَّأْسِ وَقَصِّ الْأَظْفَارِ وَالشَّارِبِ وَحَلْقِ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

الْعَانَةِ يَوْمَ عِيْدِ الْأُضْحِيَةِ .

''اس حدیث میں عید الاضحیٰ والے دن سر منڈوانے، ناخن اور مونچھیں کاٹنے اور زیر ناف بال مونڈنے کا استحباب ثابت ہوتا ہے۔''

(نخب الأفكار : 16/521)

⑤ سیدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ تَرَكَ مَوْضِعَ شَعْرَةٍ مِّنْ جَنَابَةٍ لَّمْ يَغْسِلْهَا فُعِلَ بِهَا كَذَا وَكَذَا مِنَ النَّارِ قَالَ عَلِيٌّ : فَمِنْ ثَمَّ عَادَيْتُ رَأْسِي ثَلَاثًا، وَكَانَ يَجُزُّ شَعْرَهٗ .

''جس نے غسل جنابت کے دوران بال برابر بھی جسم کا حصہ خشک چھوڑ دیا، اسے دوزخ میں ایسا ایسا عذاب ہوگا۔ علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: یہ حدیث سننے کے بعد میں نے اپنے سر سے لگالی۔ آپ رضی اللہ عنہ سر منڈوا کر رکھتے تھے۔''

(حديث شعبة ابن الحجاج للحافظ محمد بن المُظفر بن موسى البزّار : 24، المُختارة للضّياء : 453، مسند الإمام أحمد : 1/94، سنن أبي داوٗد : 249، سنن ابن ماجه : 599، وسندهٗ حسنٌ)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

(التّلخيص الحبير : 1/142)

❁ علامہ طیبی رحمہ اللہ (۷۴۳ھ) اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

فِيهِ أَنَّ الْمُدَاوَمَةَ عَلٰى حَلْقِ الرَّأْسِ سُنَّةٌ؛ لِأَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَّرَهٗ عَلٰى ذٰلِكَ، وَلِأَنَّهٗ رِضْوَانُ اللّٰهِ عَلَيْهِ مِنَ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الْمَهْدِيِّينَ الَّذِينَ أُمِرْنَا بِاتِّبَاعِ سُنَّتِهِمْ، وَالْعَضِّ عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ.

''اس میں دلیل ہے کہ سدا بہار سر منڈوانا سنتِ تقریری ہے، کیونکہ نبی ﷺ نے اسے ثابت رکھا ہے اور اس لیے بھی کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ خلفائے راشدین میں سے ہیں، جن کے طریقے کو دل و جان سے اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔''

(شرح الطّيبي: 814/3)

❁ علامہ سندھی حنفی رحمہ اللہ (۱۱۳۸ھ) لکھتے ہیں:

اُسْتُدِلَّ بِالْحَدِيثِ عَلٰى جَوَازِ حَلْقِ الرَّأْسِ وَجَزِّهٖ لِأَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقَرَّ عَلِيًّا عَلٰى ذَالِكَ وَلِأَنَّهٗ مِنْ جُمْلَةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَأْمُورِ النَّاسَ بِالِاقْتِدَاءِ بِهِمْ وَالتَّمَسُّكُ بِسُنَّتِهِمْ.

''اس حدیث سے سر منڈوانے کا جواز ثابت ہوتا ہے، کیوں کہ نبی کریم ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے عمل کو ثابت رکھا۔ نیز آپ رضی اللہ عنہ خلفائے راشدین میں سے ہیں، کہ جن کے طریقے کو سختی سے اپنانے کا حکم ملا ہے۔''

(حاشية السّندي على ابن ماجه: 208/1)

⑥ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْقَزَعِ.

''رسول اللہ ﷺ نے ''قزع'' سے منع فرمایا۔''

(صحيح البخاري: 5920، صحيح مسلم: 2120، واللفظ لهٗ)

''قزع'' کا معنی یہ ہے کہ سر کے بعض حصے کے بال مونڈھ دینا اور بعض کو چھوڑ دینا۔

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) اس کا معنی بیان کرتے ہیں:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

لِأَنَّهُ نَهٰى عَنِ الْقَزَعِ، وَالْقَزَعُ حَلْقُ الْبَعْضِ، فَدَلَّ عَلٰى جَوَازِ حَلْقِ الْجَمِيعِ.

''چونکہ نبی کریم ﷺ نے قزع سے منع فرما دیا ہے اور قزع سر کے کچھ حصے کو مونڈھنے کو کہتے ہیں، لہٰذا یہ پورا سر مونڈھنے کے جواز پر دلیل ہے۔''

(مَجموع الفتاویٰ: 119/21)

⑦ احنف بن قیس رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فَدَخَلْتُ مَسْجِدَهَا، فَبَيْنَمَا أَنَا أُصَلِّي إِذْ دَخَلَ رَجُلٌ طَوِيلٌ آدَمُ أَبْيَضُ اللِّحْيَةِ، وَالرَّأْسُ مَحْلُوقٌ، يُشْبِهُ بَعْضُهُ بَعْضًا، فَخَرَجْتُ فَاتَّبَعْتُهُ، فَقُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ قَالُوا: أَبُو ذَرٍّ.

''میں مدینہ آیا اور مسجد نبوی میں داخل ہو کر نماز پڑھنے لگا۔ اسی اثنا میں ایک آدمی داخل ہوا، جس کا قد قدرے طویل، رنگ گندمی، داڑھی سفید، سر مونڈھا ہوا اور ایک حصہ دوسرے سے واضح مشابہت رکھتا ہوا تھا۔ میں جلدی سے اس کے پیچھے ہو لیا اور لوگوں سے پوچھا: یہ صاحب کون ہیں: جواب ملا: صحابی رسول ابوذر رضی اللہ عنہ۔''

(مصنَّف ابن أبي شيبة: 25056، وسندهٗ حسنٌ)

⑧ نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يَقُولُ: لَيْسَ حِلَاقُ الرَّأْسِ بِوَاجِبٍ عَلٰى مَنْ ضَحّٰى، إِذَا لَمْ يَحُجَّ وَقَدْ فَعَلَهُ ابْنُ عُمَرَ.

''سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ قربانی کرنے والے غیر حاجی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے لیے سر منڈھوانا واجب نہیں ہے۔'' جب کہ آپ (ابن عمر) خود سر منڈھوا لیا کرتے تھے۔''

(موطّأ الإمام مالك : 483/2، موطّأ الإمام مالك برواية أبي مُصعب : 186/2، واللّفظ لهٗ، السّنن الكبرىٰ للبيهقي : 288/9، وسندهٗ صحيحٌ)

⑨ نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ لَمْ يَتْرُكِ الْحَجَّ إِلَّا عَامًا وَّاحِدًا اشْتَكٰى، فَأَرْسَلَنِي، فَاشْتَرَيْتُ أُضْحِيَّةً، ثُمَّ ذَبَحَهَا فِي الْمُصَلّٰى، ثُمَّ جِئْتُ حِينَ صَلَّى النَّاسُ، فَأَخْبَرْتُهٗ، فَحَلَقَ رَأْسَهٗ .

''عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہر سال حج کیا کرتے تھے۔ایک سال بیماری کی وجہ سے نہ کر سکے۔ مجھے قربانی خریدنے کے لیے بھیجا، لے آیا، تو عیدگاہ میں ذبح کر دی۔ جب عید کی نماز ہوگئی، میں آیا اور آپ کو خبر دی، تو آپ نے اپنا سر مونڈھ لیا۔

(جزء أبي جَهم : 64، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ دوسری روایت میں ہے:

إِنَّهٗ ضَحّٰى بِالْمَدِينَةِ، وَحَلَقَ رَأْسَهٗ .

''آپ رضی اللہ عنہما نے مدینہ میں قربانی کی اور سر مونڈھ لیا۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 252/1/4)

✿ علامہ غزالی رحمہ اللہ (۵۰۵ھ) لکھتے ہیں:

شَعْرُ الرَّأْسِ وَلَا بَأْسَ بِحَلْقِهٖ لِمَنْ أَرَادَ التَّنْظِيفَ وَلَا بَأْسَ بِتَرْكِهٖ لِمَنْ يُدَهِّنُهٗ وَيُرَجِّلُهٗ إِلَا إِذَا تَرَكَهٗ قَزَعًا أَيْ قَطْعًا وَهُوَ دَأْبُ أَهْلِ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

الشَّطَارَةِ أَوْ أَرْسَلَ الذَّوَائِبُ عَلٰى هَيْئَةِ أَهْلِ الشَّرَفِ حَيْثُ صَارَ ذٰلِكَ شِعَارًا لَّهُمْ فَإِنَّهٗ إِذَا لَمْ يَكُنْ شَرِيفًا كَانَ ذٰلِكَ تِلْبِيسًا .

''جو صفائی کے ارادے سے سر منڈوائے، تو کوئی حرج نہیں اور جو تیل، کنگھی کر سکتا ہو، وہ بال رکھ بھی سکتا ہے۔ لیکن ''قزع'' (سر کے بعض حصے کو منڈھوا دینا اور بعض کو چھوڑ دینا) جائز نہیں۔ کیوں کہ یہ بدمعاشوں کا کام ہے۔ اسی طرح شرفا کی نقالی کرتے ہوئے لٹکیں چھوڑے، جو کہ شرفا کا شعار تھا، ایسا شخص شرفا میں سے نہ ہوا، تو تلبیس کر رہا ہے۔''

(إحياء علوم الدين :140/1)

✿ علمائے احناف نے لکھا ہے:

يُسْتَحَبُّ حَلْقُ الرَّأْسِ فِي كُلِّ جُمُعَةٍ، كَذَا فِي الْغَرَائِبِ .

''ہر جمعہ سر منڈوانا مستحب ہے۔ الغرائب میں ایسے ہی لکھا ہے۔''

(فتاویٰ عالمگیری:۵/ ۳۵۷)

⑩ ہشام بن حسان رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ الْحَسَنَ كَانَ يَحْلِقُ رَأْسَهٗ يَوْمَ النَّحْرِ بِالْبَصْرَةِ .

''بصرہ میں حسن بصری رحمہ اللہ عیدالاضحیٰ والے دن سر منڈواتے تھے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 252/1/4، وسندهٗ صحيحٌ)

✿ قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كُنَّا نُصَلِّي مَعَ الْحَسَنِ عَلَى الْبَوَارِي، وَكَانَ الْحَسَنُ يَحْلِقُ رَأْسَهٗ كُلَّ عَامٍ يَوْمَ النَّحْرِ .

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

”ہم حسن بصری رحمہ اللہ کی معیت میں نماز پڑھتے تھے۔آپ رحمہ اللہ ہر سال عید الاضحیٰ کو سر منڈھوایا کرتے تھے۔“

(طَبَقات ابن سعد : 130/7، وسندہٗ صحیحٌ)

⑪ عبداللہ بن عون رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

قُلْتُ لِمُحَمَّدٍ : كَانُوا يَسْتَحِبُّونَ أَنْ يَّأْخُذَ الرَّجُلُ مِنْ شَعْرِهٖ يَوْمَ النَّحْرِ؟ قَالَ : نَعَمْ .

”میں نے محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے پوچھا: آیا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین عید الاضحیٰ والے دن حلق کروانا مستحب سمجھتے تھے؟ فرمایا: جی۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة : 252/1/4، وسندہٗ صحیحٌ)

⑫ ابووائل شقیق بن سلمہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

حَلَقَ حُذَيْفَةُ رَأْسَهٗ بِالْمَدَائِنِ .

”سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے مدائن کے علاقے میں سر منڈھوایا۔“

(الأموال للإمام القاسم بن سلام : 135، الأموال لابن زَنجويه : 213، مَجموع فيه مصنّفات أبي جعفر ابن البختري : 256، وسندہٗ صحيحٌ كالشمس)

⑬ زبیر بن خریت رحمہ اللہ کہتے ہیں:

عَنْ عِكْرِمَةَ فِي الرَّجُلِ يَحْلِقُ رَأْسَهٗ يَوْمَ النَّحْرِ قَالَ : كَانَ لَا يَرٰى بِهٖ بَأْسًا بِّأَنْ يَّغْسِلَهٗ بِالْخَطْمِيِّ ثُمَّ يَحْلِقُهٗ .

”عکرمہ رحمہ اللہ سے عید الاضحیٰ والے دن حلق کروانے کی بابت پوچھا گیا۔فرمایا: کوئی حرج نہیں، خطمی (بوٹی کا نام) سے سر دھو کر حلق کروا سکتا ہے۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(الثّقات لابن حِبّان : 332/2، وسندهٗ صحیحٌ)

❁ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ أَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ فِي جَمِيعِ الْآفَاقِ عَلٰى إِبَاحَةِ حَبْسِ الشَّعْرِ وَعَلٰى إِبَاحَةِ الْحِلَاقِ.

''تمام علاقوں کے اہل علم کا بال رکھنے اور بال مونڈھنے کے جواز پر اجماع ہے۔''

(التمہید : 138/22)

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (۶۷۶ھ) لکھتے ہیں:

اَلْمُخْتَارُ أَنْ لَّا كَرَاهَةَ فِيهِ وَلٰكِنَّ السُّنَّةَ تَرْكُهٗ فَلَمْ يَصِحَّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَلَقَهٗ إِلَّا فِي الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ وَلَمْ يَصِحَّ تَصْرِيحٌ بِالنَّهْيِ عَنْهُ.

''سر منڈوانے کی عدم کراہت ہی درست معلوم ہوتی ہے، لیکن سر کے بال نہ منڈوانا سنت ہے، کیوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حج و عمرہ کے علاوہ سر منڈوانا ثابت نہیں اور نہ ہی منع ثابت ہے۔''

(المَجموع :296/1)

❁❁❁❁❁❁❁

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۶۸)

غلام مصطفی ظہیر امن پوری

سوال: مصیبت کے وقت سر منڈوانے کا کیا حکم ہے؟

جواب: مصیبت اور پریشانی میں سر منڈوانا حرام ہے، یہ نوحہ کی ایک صورت ہے، اسلام میں نوحہ نہیں ہے، یہ جاہلیت کے اُمور میں سے ہے۔

❀ سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو تکلیف ہوئی اور ان پر بے ہوشی طاری ہو گئی، ان کا سر بیوی کی گود میں تھا، یہ دیکھ کر وہ زور سے چیخ پڑی مگر ابو موسیٰ اس پر نکیر نہ کر سکے، انہیں ہوش آیا تو بولے: میں اس سے بری ہوں، جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اظہارِ براءت کیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صالقہ، حالقہ اور شاقہ سے براءت کی ہے۔

(صحيح البخاري : 1296، صحيح مسلم : 104)

صالقہ: جو نوحہ خوانی کرتی اور اونچی آواز سے بین کرتی ہے۔

حالقہ: جو مصیبت کے وقت اپنے سر کے بال مونڈ لیتی ہے۔

شاقہ: جو مصیبت کے وقت اپنا کپڑا یا گریبان چاک کر لیتی ہے۔

سوال: جس کا دانت ٹوٹ جائے، تو کیا وہ نیا دانت لگوا سکتا ہے؟

جواب: جی ہاں، نیا دانت لگوایا جا سکتا ہے، یہ طریقہ علاج ہے، علاج میں جن چیزوں سے شریعت نے منع کیا ہو، وہ منع ہے، باقی سب جائز ہیں۔ دانت لگوانے سے شریعت نے منع نہیں کیا، لہٰذا جائز ہے، نیز دانت کسی بھی دھات کا لگوایا جا سکتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: داڑھی سے سفید بال اکھاڑنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: ڈاڑھی میں سفید بال اُگ آئیں، تو انہیں اکھاڑنا جائز نہیں، البتہ انہیں رنگ لگانا افضل ہے۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَنْتِفُوا الشَّيْبَ، فَإِنَّهُ نُورُ الْمُسْلِمِ، مَنْ شَابَ شَيْبَةً فِي الْإِسْلَامِ، كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ بِهَا حَسَنَةً، وَكَفَّرَ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةً، وَرَفَعَهُ بِهَا دَرَجَةً.

''سفید بالوں کو مت اکھاڑیں، کیونکہ یہ مسلمان کا نور ہیں، جس کے اسلام میں بال سفید ہو گئے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایک نیکی لکھ دیتا ہے، ایک گناہ معاف کر دیتا ہے اور ایک درجہ بلند کر دیتا ہے۔''

(مسند الإمام أحمد : 179/2، سنن أبي داود : 4202، سنن النّسائي : 5068، سنن التّرمذي : 2821، سنن ابن ماجه : 3721، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن'' کہا ہے۔

❀ حافظ عقیلی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''صالح'' قرار دیا ہے۔

(الضّعفاء الكبير : 230/2)

سوال: کیا خواتین کے لیے پنڈلیوں کے بال صاف کرنا جائز ہے؟

جواب: شریعت میں اس کی ممانعت نہیں۔

سوال: اگر عورت کے ڈاڑھی نکل آئے، تو اسے مونڈنا کیسا ہے؟

جواب: اسلام میں عورت کے لیے ڈاڑھی نہیں، وہ چہرے پر اُگنے والے بال

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

صاف کر سکتی ہے، بلکہ اہل علم نے اسے مستحب قرار دیا ہے۔

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا الْمَرْأَةُ إِذَا نَبَتَتْ لَهَا لِحْيَةٌ فَيُسْتَحَبُّ حَلْقُهَا .

”اگر عورت کے ڈاڑھی اُگ آئے، تو اسے زائل کرنا مستحب ہے۔“

(المَجموع: 290/1)

سوال: خوشبو کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟

جواب: خوشبو لگانا سنت اور مستحب ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشبو بے حد پسند تھی۔ اچھی خوشبو کا استعمال کرنا چاہیے، یہ انسان کی طبیعت پر اچھا اثر چھوڑتی ہے۔

❀ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے:

إِنَّهُ كَانَ لَا يَرُدُّ الطِّيبَ، وَزَعَمَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَرُدُّ الطِّيبَ .

”آپ رضی اللہ عنہ خوشبو رد نہیں کرتے تھے، بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خوشبو کو رد نہیں کرتے تھے (بلکہ ضرور قبول فرماتے تھے)۔“

(صحيح البخاري: 2582، 5929)

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

طَيَّبْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحُرْمِهِ قَبْلَ أَنْ يُحْرِمَ وَلِحِلِّهِ قَبْلَ أَنْ يَطُوفَ بِالْبَيْتِ .

”میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے احرام باندھنے سے پہلے اور طواف (افاضہ) کرنے سے پہلے احرام کھولنے کے بعد خوشبو لگائی۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(صحيح البخاري: 1539، صحيح مسلم: 1189، واللّفظ لهٗ)

سوال: کیا ناخن اور بال اُتار کر دفن کرنے چاہییں یا انہیں پھینک بھی سکتے ہیں؟

جواب: ناخن اور بال اُتارنے کے بعد پھینک دیے جائیں، انہیں دفن کرنے کی ضرورت نہیں۔ جن روایات میں بالوں اور ناخنوں کو دفن کرنے کا ذکر ہے، وہ ساری کی ساری ضعیف و غیر ثابت ہیں۔

❁ امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَدْ رُوِيَ فِي دَفْنِ الظُّفُرِ وَالشَّعْرِ أَحَادِيثُ أَسَانِيدُهَا ضِعَاف.

”ناخن اور بال (اُتارنے کے بعد انہیں) دفن کرنے کے متعلق کئی احادیث مروی ہیں، سب کی سندیں ضعیف ہیں۔“

(السّنن الكبرىٰ: 35/1، الخلافيّات: 113/1)

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ادْفِنُوا الْأَظْفَارَ وَالشَّعْرَ وَالدَّمَ فَإِنَّهَا مَيْتَةٌ.

”ناخنوں، بالوں اور خون کو دفن کر دیا کریں، کیونکہ یہ بھی میت ہیں۔“

(السّنن الكبرىٰ: 76، الخِلافيّات للبيهقي: 113/1)

روایت ضعیف و منکر ہے۔

① عبداللہ بن عبدالعزیز بن ابی رواد ”ضعیف و منکر الحدیث“ ہے۔

❁ امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ بِأَحَادِيثَ لَا يُتَابِعُهُ أَحَدٌ عَلَيْهِ.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

''اس نے اپنے والد سے نافع عن ابن عمر کے واسطہ سے کئی احادیث بیان کی ہیں، جن پر کسی نے اس کی متابعت نہیں کی۔''

(الكامل في ضُعفاء الرِّجال : 335/5)

② احمد بن سعید بغدادی کے حالات زندگی نہیں ملے۔

③ محمد بن حسن باہلی کا تعین وتوثیق درکار ہے۔

✿ اس حدیث کو امام ابن عدی رحمہ اللہ نے ''غیر محفوظ'' قرار دیا ہے۔

(الكامل في ضُعفاء الرِّجال : 335/5)

✿ اس کی سند کو امام بیہقی رحمہ اللہ نے ''ضعیف'' کہا ہے۔

(السّنن الكبرىٰ، تحت الحديث : 76، الخِلافيّات : 113/1)

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَخَذَ مِنْ شَعْرِهٖ، أَوْ قَلَّمَ أَظْفَارَهٗ، أَوِ احْتَجَمَ؛ بَعَثَ بِهٖ إِلَى الْبَقِيعِ، فَدُفِنَ.

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب بال کاٹتے یا ناخن تراشتے یا سینگی لگواتے، تو اسے بقیع کی طرف بھیجتے اور اسے دفن کیا جاتا۔''

(عِلَل الحديث لابن أبي حاتم : 2533)

روایت باطل ہے۔ یعقوب بن محمد زہری ''ضعیف'' ہے۔

✿ امام ابوزرعہ رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

حَدِيثٌ بَاطِلٌ، لَيْسَ لَهٗ عِنْدِي أَصْلٌ.

''یہ حدیث باطل ہے، میرے مطابق یہ بے اصل ہے۔''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(عِلَل الحديث لابن أبي حاتم، تحت الحديث : 2533)

سوال: سجدہ تعظیمی کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

جواب: سجدہ تعظیمی حرام ہے۔ پہلی شریعتوں میں اس کی اجازت تھی، مگر جس طرح اللہ رب العالمین کو سجدہ کیا جاتا ہے، مخلوق کے لیے اس طرح سجدہ کرنا شرک ہے، کیونکہ یہ مظہر عبادت ہے۔ سجدہ تعظیمی سے مراد تعظیماً جھکنا تھا، نہ کہ معروف سجدہ۔

❁ علامہ ابن عطیہ رحمہ اللہ (۵۴۲ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ الْمُفَسِّرُونَ أَنَّ ذٰلِكَ السُّجُودَ، عَلٰى أَيِّ هَيْئَةٍ كَانَ، فَإِنَّمَا كَانَ تَحِيَّةً لَا عِبَادَةً .

”یہ سجدہ جس طرح بھی تھا، البتہ اس پر مفسرین کا اجماع ہے کہ یہ سجدہ تحیہ تھا، عبادت کے لیے نہ تھا۔“

(تفسير ابن عطية : 281/3)

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَوْ كُنْتُ آمِرًا أَحَدًا أَنْ يَسْجُدَ لِأَحَدٍ لَأَمَرْتُ الْمَرْأَةَ أَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا .

”اگر میں کسی کو سجدہ (تعظیمی) کا حکم دیتا، تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔“

(سنن التّرمذي : 1159، وسندهٗ حسنٌ، والحديث صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ”حسن“ کہا ہے، امام ابن حبان رحمہ اللہ (۴۱۶۲) نے ”صحیح“ قرار دیا ہے۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

﴿لَا تَسْجُدُوا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوا لِلّٰهِ الَّذِي خَلَقَهُنَّ إِنْ كُنْتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ﴾(فُصِّلت : ٣٧)

''سورج چاند کو سجدہ مت کرو، بلکہ اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرو کہ جس نے انہیں (سورج چاند وغیرہ کو) تخلیق کیا ہے، اگر تم خالص اسی کی عبادت کرتے ہو۔''

❀ اس آیت کی تفسیر میں حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

لَا تُشْرِكُوا بِهِ فَمَا تَنْفَعُكُمْ عِبَادَتُكُمْ لَهُ مَعَ عِبَادَتِكُمْ لِغَيْرِهِ، فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ .

''اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک مت کرو، غیر اللہ کی عبادت کے ساتھ تمہیں اللہ کی عبادت بھی کچھ فائدہ نہیں دے گی، اللہ تعالیٰ شرک کو معاف نہیں کرے گا۔''

(تفسیر ابن کثیر : 182/7)

❀ علامۃ الہند، نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ (۱۳۰۷ھ) فرماتے ہیں:

قَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي تَفْسِيرِ هٰذِهِ الْآيَةِ : إِنَّ مَنْ أَرَادَ أَنْ يَكُونَ عَبْدًا لِلّٰهِ خَالِصًا، فَلَا يَسْجُدُ إِلَّا لَهُ سُبْحَانَهُ، وَلَا يَسْجُدُ لِلشَّمْسِ وَالْقَمَرِ، نَبَّهَ بِهِمَا عَلٰى غَيْرِهِمَا مِنَ الْمَخْلُوقِ الْعُلْوِيِّ، فَالسُّفْلِيُّ مِنَ الْأَحْجَارِ وَالْأَشْجَارِ وَالضَّرَائِحِ، وَنَحْوِهَا بِالْأَوْلٰى، وَقَدْ دَلَّتْ هٰذِهِ الْآيَةُ عَلٰى أَنَّ دِينَنَا هُوَ أَنَّ السُّجُودَ حَقُّ الْخَالِقِ، فَلَا يُسْجَدُ لِمَخْلُوقٍ أَصْلًا، كَائِنًا مَا كَانَ، فَإِنَّ الْمَخْلُوقِيَّةَ يَتَسَاوٰى فِيهَا الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالْوَلِيُّ وَالنَّبِيُّ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَالْحَجَرُ وَالْمَدَرُ وَالشَّجَرُ وَنَحْوُهَا .

''بعض اہل علم نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے: جو شخص خالص اللہ کی عبادت کرنا چاہتا ہے، اسے چاہیے کہ اللہ سبحانہ کے علاوہ کسی کو سجدہ نہ کرے، نہ سورج چاند کو سجدہ کرے۔ اللہ تعالیٰ یہاں سورج و چاند کا ذکر کر کے دیگر آسمانی مخلوق کے متعلق تنبیہ کر دی ہے، تو زمینی مخلوق مثلاً پتھر، درخت اور دربار وغیرہ کو تو بالاولیٰ سجدہ ممنوع ہے۔ بلاشبہ یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ ہمارے دین کے مطابق سجدہ صرف خالق کا حق ہے، لہٰذا کسی مخلوق کو سجدہ کرنا قطعاً جائز نہیں، خواہ وہ کوئی بھی ہو، کیونکہ مخلوق ہونے میں سورج، چاند، ولی، نبی، پتھر، اینٹ اور درخت وغیرہ سب برابر ہیں۔''

(الدین الخالص : 53/2)

✿ علامہ قرطبی رحمہ اللہ (۶۷۱ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا السُّجُودُ الْمَنْهِيُّ عَنْهُ قَدِ اتَّخَذَهُ جُهَّالُ الْمُتَصَوِّفَةِ عَادَةً فِي سَمَاعِهِمْ وَعِنْدَ دُخُولِهِمْ عَلٰى مَشَايِخِهِمْ وَاسْتِغْفَارِهِمْ، فَيُرَى الْوَاحِدُ مِنْهُمْ إِذَا أَخَذَهُ الْحَالُ بِزَعْمِهٖ يَسْجُدُ لِلْأَقْدَامِ لِجَهْلِهٖ سَوَاءٌ أَكَانَ لِلْقِبْلَةِ أَمْ غَيْرِهَا جَهَالَةً مِنْهُ، ضَلَّ سَعْيُهُمْ وَخَابَ عَمَلُهُمْ .

''یہ ممنوعہ سجود جاہل صوفیا نے اختیار کر رکھے ہیں، وہ قوالیوں کے دوران، مشائخ کے پاس جاتے وقت اور ان سے معافی مانگتے وقت سجدہ کرتے ہیں۔ ان میں سے ایک کو دیکھا کہ جب اسے بزعم خود ''حال'' پڑتا ہے، تو اپنی

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جہالت کی وجہ سے (بزرگوں کے) پاؤں کو سجدہ کرتا ہے، خواہ اس کا رخ قبلہ کی طرف ہو یا غیر قبلہ، یہ اس کی جہالت ہے۔ ان کی سب محنتیں بے فائدہ اور اعمال رائیگاں ہیں۔“

(تفسير القرطبي :294/1)

❀ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

مِنْ أَنْوَاعِ الشِّرْكِ سُجُودُ الْمُرِيدِ لِلشَّيْخِ، فَإِنَّهٗ شِرْكٌ مِنَ السَّاجِدِ وَالْمَسْجُودِ لَهٗ، وَالْعَجَبُ أَنَّهُمْ يَقُولُونَ : لَيْسَ هٰذَا بِسُجُودٍ، وَإِنَّمَا هُوَ وَضْعُ الرَّأْسِ قُدَّامَ الشَّيْخِ احْتِرَامًا وَتَوَاضُعًا، فَيُقَالُ لِهٰؤُلَاءِ : وَلَوْ سَمَّيْتُمُوهُ مَا سَمَّيْتُمُوهُ، فَحَقِيقَةُ السُّجُودِ وَضْعُ الرَّأْسِ لِمَنْ يُسْجَدُ لَهٗ، وَكَذٰلِكَ السُّجُودُ لِلصَّنَمِ، وَلِلشَّمْسِ، وَلِلنَّجْمِ، وَلِلْحَجَرِ، كُلُّهٗ وَضْعُ الرَّأْسِ قُدَّامَهٗ، وَمِنْ أَنْوَاعِهٖ رُكُوعُ الْمُتَعَمِّمِينَ بَعْضِهِمْ لِبَعْضٍ عِنْدَ الْمُلَاقَاةِ، وَهٰذَا سُجُودٌ فِي اللُّغَةِ، وَبِهٖ فُسِّرَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى : ﴿ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا﴾ (النّساء : ١٥٤) أَيْ مُنْحَنِينَ، وَإِلَّا فَلَا يُمْكِنُ الدُّخُولُ بِالْجَبْهَةِ عَلَى الْأَرْضِ، وَمِنْهُ قَوْلُ الْعَرَبِ : سَجَدَتِ الْأَشْجَارُ، إِذَا أَمَالَتْهَا الرِّيحُ .

”شرک کی ایک صورت مرید کا اپنے پیر کو سجدہ کرنا ہے، یہ ساجد اور مسجود دونوں کا شرک ہے۔ تعجب ہے کہ یہ لوگ کہتے ہیں: یہ سجدہ نہیں ہے، یہ تو احترام اور

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

تواضع میں پیر کے سامنے سر رکھا گیا ہے۔ ایسوں کو کہا جائے گا کہ اگر تم اپنے سجدے کو یہی نام دیتے ہو، تو سجدہ کا معنی بھی یہی ہے کہ سر کو مسجود کے لیے نیچے رکھا جائے، اسی طرح بت، سورج، ستارے اور پتھر کو سجدہ کیا جاتا ہے، سب میں ان کے سامنے سر ہی رکھا جاتا ہے۔ نیز بعض لوگوں کا ملاقات کے وقت ایک دوسرے کو رکوع کرنا بھی شرک کی ایک قسم ہے، لغوی سجدہ اسی کو کہتے ہیں، اس فرمان باری تعالیٰ کا یہی معنی ہے: ﴿ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا﴾ (النّساء : ۱۵٤) ''جھک کر دروازے سے داخل ہونا۔'' یعنی جھک کر، کیونکہ پیشانی زمین پر رکھ کر داخل ہونا تو ممکن ہی نہیں ہے۔ عرب کے ہاں جب درخت تیز ہوا سے ہلنے لگے، تو کہتے ہیں: سَجَدَتِ الْأَشْجَارُ۔''

(مَدارج السّالکین: 352/1)

❁ نیز فرماتے ہیں:

جَاءَ شُيُوخُ الضَّلَالِ ...... فَأَرَادُوا مِنْ مُرِيدِيهِمْ أَنْ يَتَعَبَّدُوا لَهُمْ، فَزَيَّنُوا لَهُمْ حَلْقَ رُؤُوسِهِمْ لَهُمْ، كَمَا زَيَّنُوا لَهُمُ السُّجُودَ لَهُمْ، وَسَمَّوْهُ بِغَيْرِ اسْمِهٖ، وَقَالُوا : هُوَ وَضْعُ الرَّأْسِ بَيْنَ يَدَيِ الشَّيْخِ، وَلَعَمْرُ اللّٰهِ إِنَّ السُّجُودَ لِلّٰهِ هُوَ وَضْعُ الرَّأْسِ بَيْنَ يَدَيْهِ سُبْحَانَهٗ، وَزَيَّنُوا لَهُمْ أَنْ يَنْذُرُوا لَهُمْ، وَيَتُوبُوا لَهُمْ، وَيَحْلِفُوا بِأَسْمَائِهِمْ، وَهٰذَا هُوَ اتِّخَاذُهُمْ أَرْبَابًا وَآلِهَةً مِنْ دُونِ اللّٰهِ، قَالَ تَعَالٰى : ﴿مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُؤْتِيَهُ اللّٰهُ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُولَ لِلنَّاسِ كُونُوا عِبَادًا لِّي مِنْ دُونِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُونُوا رَبَّانِيِّينَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُونَ الْكِتَابَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُونَ، وَلَا يَأْمُرَكُمْ أَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلَائِكَةَ وَالنَّبِيِّينَ أَرْبَابًا أَيَأْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ﴾(آل عمران : ٧٩-٨٠) وَأَشْرَفُ الْعُبُودِيَّةِ عُبُودِيَّةُ الصَّلَاةِ، وَقَدْ تَقَاسَمَهَا الشُّيُوخُ وَالْمُتَشَبِّهُونَ بِالْعُلَمَاءِ وَالْجَبَابِرَةُ، فَأَخَذَ الشُّيُوخُ مِنْهَا أَشْرَفَ مَا فِيهَا وَهُوَ السُّجُودُ، وَأَخَذَ الْمُتَشَبِّهُونَ بِالْعُلَمَاءِ مِنْهَا الرُّكُوعَ، فَإِذَا لَقِيَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا رَكَعَ لَهُ، كَمَا يَرْكَعُ الْمُصَلِّي لِرَبِّهِ سَوَاءً، وَأَخَذَ الْجَبَابِرَةُ مِنْهُمُ الْقِيَامَ فَيَقُومُ الْأَحْرَارُ وَالْعَبِيدُ عَلٰى رُؤُوسِهِمْ، عُبُودِيَّةً لَهُمْ وَهُمْ جُلُوسٌ، وَقَدْ نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ هٰذِهِ الْأُمُورِ الثَّلَاثَةِ، عَلَى التَّفْصِيلِ فَتَعَاطِيهَا مُخَالَفَةٌ صَرِيحَةٌ لَهُ فَنَهٰى عَنِ السُّجُودِ لِغَيْرِ اللّٰهِ وَقَالَ : «لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يَسْجُدَ لِأَحَدٍ» ...... وَتَحْرِيمُ هٰذَا مَعْلُومٌ مِنْ دِينِهِ بِالضَّرُورَةِ، وَتَجْوِيزُ مَنْ جَوَّزَهُ لِغَيْرِ اللّٰهِ مُرَاغَمَةٌ لِلّٰهِ وَرَسُولِهِ، وَهُوَ مِنْ أَبْلَغِ أَنْوَاعِ الْعُبُودِيَّةِ، فَإِذَا جَوَّزَ هٰذَا الْمُشْرِكُ هٰذَا النَّوْعَ لِلْبَشَرِ، فَقَدْ جَوَّزَ الْعُبُودِيَّةَ لِغَيْرِ اللّٰهِ ......

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَأَيْضًا : فَالْاِنْحِنَاءُ عِنْدَ التَّحِيَّةِ سُجُودٌ، وَمِنْهُ قَوْلُهٗ تَعَالٰى : ﴿وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا﴾(البقرة : ٥٨) أَيْ مُنْحَنِينَ، وَإِلَّا فَلَا يُمْكِنُ الدُّخُولُ عَلَى الْجِبَاهِ ...... وَالْمَقْصُودُ أَنَّ النُّفُوسَ الْجَاهِلَةَ الضَّالَّةَ أَسْقَطَتْ عُبُودِيَّةَ اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ، وَأَشْرَكَتْ فِيهَا مَنْ تُعَظِّمُهٗ مِنَ الْخَلْقِ، فَسَجَدَتْ لِغَيْرِ اللّٰهِ، وَرَكَعَتْ لَهٗ، وَقَامَتْ بَيْنَ يَدَيْهِ قِيَامَ الصَّلَاةِ، وَحَلَفَتْ بِغَيْرِهٖ، وَنَذَرَتْ لِغَيْرِهٖ، وَحَلَقَتْ لِغَيْرِهٖ، وَذَبَحَتْ لِغَيْرِهٖ، وَطَافَتْ لِغَيْرِ بَيْتِهٖ ...... وَسَوَّتْ مَنْ تَعْبُدُهٗ مِنَ الْمَخْلُوقِينَ بِرَبِّ الْعَالَمِينَ، وَهٰؤُلَاءِ هُمُ الْمُضَادُّونَ لِدَعْوَةِ الرُّسُلِ، وَهُمُ الَّذِينَ بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُونَ، وَهُمُ الَّذِينَ يَقُولُونَ ...... : ﴿تَاللّٰهِ إِنْ كُنَّا لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ، إِذْ نُسَوِّيكُمْ بِرَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ (الشُّعراء: ٩٧ـ٩٨)

’’گمراہی کے علمبردار پیدا ہوئے ......انہوں نے اپنے مریدوں سے چاہا کہ وہ ان کی عبادت بجا لائیں، انہیں قائل کیا کہ وہ ان کے لیے اپنے سر کے بال منڈوائیں، انہیں سجدے کریں، اس سجدے کو وہ کوئی دوسرا نام دیتے ہیں اور کہتے ہیں: یہ تو پیر کے سامنے سر رکھنا ہے۔ حالانکہ اللہ کی قسم! اللہ کو سجدہ کرنا بھی اس کے سامنے سر رکھنا ہی ہے۔ ان پیروں نے اپنے مریدوں کو قائل کیا کہ وہ ان کی نذر مانیں، ان سے توبہ کریں اور ان کے ناموں کی قسمیں اٹھائیں، یہ مریدوں کا پیروں کو رب اور معبود بنانا ہی تو ہے، فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿مَا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُولَ لِلنَّاسِ كُونُوا عِبَادًا لِّي مِنْ دُونِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُونُوا رَبَّانِيِّينَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُونَ الْكِتَابَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُونَ، وَلَا يَأْمُرَكُمْ أَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلَائِكَةَ وَالنَّبِيِّينَ أَرْبَابًا أَيَأْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ﴾(آل عمران : ۷۹۔۸۰) ''کسی بشر کے لیے یہ ممکن نہیں کہ اللہ تعالیٰ اسے کتاب وحکمت اور نبوت سے سرفراز کرے، تو وہ لوگوں سے کہنے لگے کہ تم اللہ کو چھوڑ کر میرے بندے بن جاؤ، بلکہ وہ کہے گا کہ رب والے بن جاؤ، کیونکہ تم اس کتاب کی تعلیم دیتے ہو اور خود بھی اسے پڑھتے ہو اور وہ تمہیں اس بات کا حکم نہیں دے گا کہ تم فرشتوں اور نبیوں کو ربّ بنا لو، کیا وہ تمہیں کفر کا حکم دے گا جبکہ تم مسلمان ہو چکے ہو؟'' سب سے اعلیٰ عبادت نماز ہے، ان پیروں، ملاؤں اور متکبر لوگوں نے نماز کو باہم اپنے لیے تقسیم کر لیا ہے۔ ان میں سے پیروں نے نماز کے سب سے اعلیٰ رکن یعنی سجدہ کو اپنے لیے اختیار کر لیا ہے اور ملاؤں نے اپنے لیے رکوع کرنے کو اختیار کیا ہے کہ جب کوئی ان سے ملتا ہے، تو اس کے لیے بالکل اسی طرح رکوع کرتا ہے، جس طرح نماز پڑھنے والا اپنے رب کے لیے رکوع کرتا ہے۔ ان میں سے متکبروں نے اپنے لیے قیام کا انتخاب کیا ہے، تمام آزاد اور غلام لوگ ان کے سروں کے پاس غلام بن کر کھڑے ہوتے ہیں اور یہ بیٹھے ہوتے ہیں، جبکہ رسول اللہ ﷺ نے مختلف مقامات پر ان تینوں اُمور سے منع فرمایا ہے، یہ رسول اللہ ﷺ کی صریح مخالفت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے غیر اللہ کے لیے سجدہ کرنے سے بھی منع فرمایا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے: ''کسی کے لیے جائز نہیں کہ وہ کسی کو سجدہ کرے۔''

اس کا حرام ہونا دین کی بنیادی باتوں میں سے ہے، اسے غیر اللہ کے لیے جائز قرار دینا اللہ اور اس کے رسول سے دشمنی ہے۔ نماز عبادت کی سب سے اعلیٰ قسم ہے، تو جب یہ مشرک عبادت کی اس قسم کو بشر کے لیے جائز قرار دے رہا ہے، تو درحقیقت وہ غیر اللہ کی عبادت کو جائز قرار دے رہا ہے۔

پھر یہ بھی کہ ملاقات کے وقت جھکنے کو سجدہ کہتے ہیں، جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا﴾(النّساء : ١٥٤) ''جھک کر دروازے سے داخل ہونا۔'' یعنی جھک کر، ورنہ پیشانی کے بل تو داخل ہونا ممکن ہی نہیں ہے۔

مقصد یہ کہ جاہل اور گمراہ لوگوں نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عبادت کو ساقط کر دیا ہے اور اس میں مخلوق کو شریک کر لیا ہے، وہ غیر اللہ کو سجدے کرتے ہیں، ان کے سامنے رکوع کرتے ہیں، ان کے سامنے اسی طرح کھڑے ہوتے ہیں، جس طرح نماز میں (اللہ کے لیے) کھڑے ہوتے ہیں، غیر اللہ کے نام کی قسمیں اٹھاتے ہیں، نذر مانتے ہیں، ان کے لیے سر کے بال منڈواتے ہیں، ان کے نام پر جانور ذبح کرتے ہیں اور ان کے گھروں کا طواف کرتے ہیں۔ ......جس مخلوق کی یہ عبادت کرتے ہیں، اسے رب العالمین کے برابر کر دیتے ہیں، یہی وہ لوگ ہیں، جو رسولوں کی دعوت کے مخالف ہیں، انہوں نے مخلوق کو رب تعالیٰ کے برابر کر دیا، یہی وہ لوگ ہیں، جو (روز قیامت اپنے معبودوں سے) کہیں گے: ......﴿تَاللَّهِ إِنْ كُنَّا لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ، إِذْ نُسَوِّيكُمْ بِرَبِّ الْعَالَمِينَ﴾(الشُّعَراء : ٩٧_٩٨) ''اللہ کی قسم! یقیناً ہم کھلی گمراہی میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھے، جب ہم نے (شرک کرکے) تمہیں رب العالمین کے برابر کردیا تھا۔“

(زاد المَعاد: 4/146-148)

✿ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا وَضْعُ الرَّأْسِ عِنْدَ الْكُبَرَاءِ مِنَ الشُّيُوخِ وَغَيْرِهِمْ أَوْ تَقْبِيلُ الْأَرْضِ وَنَحْوُ ذٰلِكَ فَإِنَّهٗ مِمَّا لَا نِزَاعَ فِيهِ بَيْنَ الْأَئِمَّةِ فِي النَّهْيِ عَنْهُ بَلْ مُجَرَّدُ الِانْحِنَاءِ بِالظَّهْرِ لِغَيْرِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ مَنْهِيٌّ عَنْهُ .

”بزرگوں اور پیروں کے سامنے سر رکھنا یا زمین کو بوسہ دینا اور اس طرح کے دیگر اُمور ائمہ کے نزدیک بلا اختلاف ممنوع ہیں، بلکہ غیر اللہ کے سامنے (تعظیماً وتحیۃً واکراماً) جھکنا بھی ممنوع ہے۔“

(مَجموع الفَتاویٰ: 92/27)

سوال: نیند کروٹ لی اور چھوٹا بچہ نیچے آ کر مر گیا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: یہ قتل خطا ہے، اس پر دیت ہے، قصاص نہیں، واللہ اعلم!

سوال: نابالغ کے ذبیحہ کا کیا حکم ہے؟

جواب: نابالغ اگر شرعی طریقہ سے ذبح کیا، تو اس کا ذبیحہ بالاتفاق حلال ہے۔

✿ امام ابن منذر رحمہ اللہ (۳۱۹ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ عَوَّامُ أَهْلِ الْعِلْمِ الَّذِينَ حَفِظْنَا عَنْهُمْ عَلٰى إِبَاحَةِ أَكْلِ ذَبِيحَةِ الصَّبِيِّ وَالْمَرْأَةِ، إِذَا أَطَاقَا الذَّبْحَ، وَأَتَيَا عَلٰى مَا يَجِبُ أَنْ يُؤْتٰى عَلَيْهِ .

”جن سے ہم نے علم محفوظ کیا، ان تمام اہل علم کا اجماع ہے کہ بچہ اور عورت اگر

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ذبح کرنے کی استطاعت رکھتے ہوں اور شرعی طریقہ سے ذبح کریں، تو ان کا ذبیحہ کھانا حلال ہے۔''

(الأوسط: 432/3)

سوال: فجر کی نماز وقت شروع ہونے سے پہلے پڑھ لی، تو کیا حکم ہے؟

جواب: فرض ادا نہیں ہوا، اسے چاہیے کہ جب وقت داخل ہو، تو دوبارہ ادا کرے، کیونکہ نماز کو اس کے وقت میں ادا کرنا ضروری ہے۔

سوال: نماز میں رونے کی آواز نکل آئی، نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: نماز میں رونے کی آواز نکل آئے، تو کوئی حرج نہیں، خواہ رونے کی آواز خوف الٰہی کی وجہ سے نکلی ہو یا کسی تکلیف یا بیماری کی وجہ سے۔ نبی کریم ﷺ نماز میں اتنا روتے تھے کہ آپ کے سینہ سے ہنڈیا ابلنے کی آواز آتی تھی۔

❀ سیدنا عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي وَفِي صَدْرِهٖ أَزِيزٌ كَأَزِيزِ الْمِرْجَلِ مِنَ الْبُكَاءِ .

''میں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز پڑھتے دیکھا، رونے کی وجہ سے آپ کے سینہ سے ہنڈیا کی طرح آواز آرہی تھی۔''

(مسند أحمد: 16312، سنن أبي داود: 904، سنن النّسائي: 1214، وسندہٗ صحیحٌ)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۹۰۰)، امام ابن حبان رحمہ اللہ (۷۵۳) نے ''صحیح'' اور امام حاکم رحمہ اللہ (۹۷۱) نے مسلم کی شرط پر ''صحیح'' قرار دیا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سوال جان بوجھ کر نجس جگہ پر نماز پڑھی، کیا حکم ہے؟

جواب: نماز کے لیے جگہ کا پاک ہونا شرط ہے، جان بوجھ کر نجس جگہ پر نماز پڑھی، تو پاک جگہ پر دوبارہ نماز پڑھی جائے۔

❀ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْقَائِمِينَ وَالرُّكَّعِ﴾(الحجّ : ٢٦)

”(اے ابراہیم!) میرے گھر کو طواف کرنے والوں، قیام کرنے والوں اور رکوع کرنے والوں کے لیے پاک کیجئے۔“

آیت کریمہ میں اشارہ ہے کہ نماز کے لیے جگہ کا پاک ہونا شرط ہے۔

❀ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

”ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں بیٹھے تھے کہ ایک دیہاتی مسجد میں آکر پیشاب کرنے لگا، بعض صحابہ نے پکارا: رُکو! تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مت روکیں، پیشاب کرنے دیں، صحابہ رک گئے، وہ فارغ ہوا، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسجد میں پیشاب نہیں کرتے اور اسے نجاست آلودہ نہیں کرتے، یہاں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے، نماز پڑھی جاتی ہے، قرآن کی تلاوت ہوتی ہے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح کے کلمات ارشاد فرمائے تھے، اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کو حکم دیا، انہوں نے پانی کا ایک ڈول لا کر اس جگہ بہا دیا۔“

(صحیح مسلم : 285)

یہ حدیث دلیل ہے کہ نماز کے لیے جگہ کا پاک ہونا شرط ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

سوال: کیا مسجد کو دو منزلہ بنانا جائز ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: سجدہ سہو کا کیا حکم ہے؟

جواب: راجح یہی معلوم ہوتا ہے کہ سجدہ سہو واجب ہے، واللہ اعلم!

سوال: جو شخص غیر اللہ سے مدد مانگنا جائز سمجھے، اس کے ذبیحہ کا کیا حکم ہے؟

جواب: جو شخص بغیر تاویل کیے غیر اللہ سے مافوق الاسباب مدد مانگنے کو جائز سمجھے، وہ مشرک ہے اور دائرہ اسلام سے خارج ہے، اس کا ذبیحہ حرام ہے۔

البتہ جو غیر اللہ سے مدد مانگنے کو جائز سمجھے، مگر تاویل کرے، تو اس کا حکم پہلے مشرک والا نہیں، ایسے مشرک کا ذبیحہ حلال ہے۔

سوال: جو نبی یا ولی کو عالم الغیب سمجھے، اس کا ذبیحہ کھانا کیسا ہے؟

جواب: عالم الغیب ہونا اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے، بغیر تاویل نبی یا ولی کو عالم الغیب کہنا کفر ہے، ایسے شخص کا ذبیحہ حلال نہیں۔

سوال: جو نبی کریم ﷺ کی بشریت کا انکار کرے، اس کے ذبیحہ کا کیا حکم ہے؟

جواب: نبی کریم ﷺ کی بشریت کا کلی طور پر انکار کرنے والا کافر و مرتد ہے، اس کا ذبیحہ جائز نہیں۔

❀ علامہ آلوسی حنفی رحمہ اللہ (۱۲۷۰ھ) نقل کرتے ہیں:

إِنْ قُلْتَ: هَلِ الْعِلْمُ بِكَوْنِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَشَرًا، وَمِنَ الْعَرَبِ، شَرْطٌ فِي صِحَّةِ الْإِيمَانِ؟ قَالَ: أَوْ هُوَ مِنْ فَرْضِ الْكِفَايَةِ؟ أَجَابَ الشَّيْخُ وَلِيُّ الدِّينِ الْعِرَاقِيُّ بِأَنَّهُ شَرْطٌ فِي

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صِحَّةِ الْإِيمَانِ، قَالَ : لَوْ قَالَ شَخْصٌ : أُؤْمِنُ بِرِسَالَةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى جَمِيعِ الْخَلْقِ، وَلٰكِنِّي لَا أَدْرِي هَلْ هُوَ مِنَ الْبَشَرِ أَوِ الْمَلَائِكَةِ، أَوْ مِنَ الْجِنِّ، أَوْ لَا أَدْرِي أَهُوَ مِنَ الْعَرَبِ أَوِ الْعَجَمِ؟ فَلَا شَكَّ فِي كُفْرِهٖ، لِتَكْذِيبِهٖ لِلْقُرْآنِ وَجَحْدِهٖ مَا تَلَقَّتْهُ قُرُونُ الْإِسْلَامِ خَلَفًا عَنْ سَلَفٍ، وَصَارَ مَعْلُومًا بِالضَّرُورَةِ عِنْدَ الْخَاصِّ وَالْعَامِّ، وَلَا أَعْلَمُ فِي ذٰلِكَ خِلَافًا، فَلَوْ كَانَ غَبِيًّا لَّا يَعْرِفُ ذٰلِكَ وَجَبَ تَعْلِيمُهٗ إِيَّاهُ، فَإِنْ جَحَدَهٗ بَعْدَ ذٰلِكَ حَكَمْنَا بِكُفْرِهٖ.

''اگر آپ کہیں کہ کیا اس بات کا جاننا کہ آپ ﷺ بشر تھے اور آپ ﷺ کا تعلق عرب سے ہے، صحت ایمان کے لیے شرط ہے یا فرض کفایہ ہے؟ تو شیخ ولی الدین عراقی رحمہ اللہ اس کے جواب میں فرماتے ہیں کہ یہ صحت ایمان کے لیے شرط ہے۔ اگر کوئی شخص کہے کہ میں اس بات پر ایمان رکھتا ہوں کہ محمد ﷺ تمام مخلوقات کے لیے رسول بن کر آئے ہیں، لیکن میں یہ نہیں جانتا کہ آپ بشر تھے، فرشتہ تھے یا جن تھے؟ یا یہ کہے کہ میں نہیں جانتا کہ آپ ﷺ کا تعلق عرب سے ہے یا عجم سے؟ تو اس کے کفر میں کوئی شبہ نہیں رہا، کیونکہ اس نے قرآنِ مجید کی تکذیب کی ہے اور ایسی چیز کا انکار کیا ہے، جو بعد والے اپنے اسلاف سے سیکھتے چلے آئے ہیں۔ یہ بات تو خاص و عام کے نزدیک یقینی طور پر معلوم ہو چکی ہے۔ مجھے اس کے بارے میں اختلاف کا کوئی علم نہیں۔ اگر کوئی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

غبی شخص ایسا کہے، تو اس کو اس بات (آپ ﷺ کی بشریت اور عربی ہونے) کی تعلیم دینا واجب ہے اور اگر اس نے پھر بھی انکار کر دیا، تو ہم اس پر کافر ہونے کا حکم لگائیں گے۔‘‘

(روح المَعاني : 113/4، المَواهب اللُّدّنية لأحمد القسطلاني : 154/3)

سوال: نماز میں نظر ادھر اُدھر پھیرنے والے کی نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: ایسے التفات سے نماز فاسد نہیں ہوتی، مگر اسے مکمل توجہ نماز کی طرف کرنی چاہیے اور نگاہ کو مقام سجدہ پر رکھنا چاہیے۔

سوال: نماز میں کھانسی کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: نماز میں کھانسی کی جا سکتی ہے، اس سے نماز میں کوئی حرج واقع نہیں ہوتا۔

سوال: نماز میں سر کھجلانے کا کیا حکم ہے؟

جواب: ضرورت محسوس ہو، تو کوئی حرج نہیں۔

سوال: کیا عورت مرد کے ساتھ صف میں کھڑی ہو سکتی ہے؟

جواب: نہیں۔ عورتوں کی صف مردوں سے الگ ہے۔ اگر عورت اکیلی ہے، تو وہ مردوں سے پیچھے اکیلی کھڑی ہو جائے گی، وہ اکیلی ہی صف کے قائم مقام ہے۔

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

’’میں اور ایک لڑکے نے ہمارے گھر میں نبی اکرم ﷺ کی اقتدا میں نماز ادا کی، میری والدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا ہمارے پیچھے کھڑی تھیں۔‘‘

(صحيح البخاري : 727، صحيح مسلم : 658)

❁❁❁❁❁❁❁

’’ محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ‘‘

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۶۹)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: کیا نماز عید میں سہو ہونے پر سجدہ سہو لازم آئے گا؟

جواب: ہر نماز میں سہو اور بھول پر سجدہ سہو ہے۔ کسی نماز کی استثنا نہیں۔

سوال: ایک شخص نے نماز میں تین یا زیادہ مرتبہ ایک ہی آیت دہرائی، کیا اس پر سجدہ سہو لازم ہوگا؟

جواب: نہیں۔

سوال: ایک شخص نے سجدہ تلاوت کیا، دوبارہ قیام کے لیے کھڑا ہوا، تو سورت فاتحہ شروع کردی، کیا اس پر سجدہ سہو لازم آتا ہے؟

جواب: سجدہ سہو نہیں۔

سوال: کیا سجدہ سہو کے بعد تشہد پڑھ کر سلام پھیرنا ثابت ہے؟

جواب: سجدہ سہو کے بعد تشہد پڑھ کر سلام پھیرنا ثابت نہیں۔ سجدہ سہو کے دو طریقے صحیح احادیث سے ثابت ہیں۔

❀ سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے مروی ہے

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى بِهِمْ فَسَهَا، فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ، ثُمَّ تَشَهَّدَ، ثُمَّ سَلَّمَ.

”نبی کریم ﷺ نے صحابہ کو نماز پڑھائی، آپ ﷺ کو سہو ہوا، تو (سلام

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

پھیرنے کے بعد) دو سجدے کیے، تشہد بیٹھے، پھر سلام پھیرا۔“

(سنن أبي داوٗد : 1039، سنن التّرمذي : 395)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ”حسن غریب“ امام ابن خزیمہ (۱۰۶۲) اور امام ابن حبان رحمہ اللہ (۲۶۷۰،۲۶۷۲) نے ”صحیح“ اور امام حاکم رحمہ اللہ (۱/ ۳۲۳) نے بخاری و مسلم کی شرط پر ”صحیح“ کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

ثُمَّ تَشَهَّدَ کے الفاظ محمد بن سیرین کے شاگردوں میں سے صرف اشعث بن عبدالملک حمرانی نے بیان کئے ہیں، اگر چہ وہ ”ثقہ“ ہیں، لیکن یہ زیادت غیر محفوظ ہے۔

امام ابن منذر (الاوسط : ۳/ ۳۱۷)، امام بیہقی (۲/ ۳۵۵) اور امام ابن عبدالبر رحمہ اللہ (التمہید : ۱۰/ ۲۰۹) وغیرہ نے ان الفاظ کو شاذ اور غیر ثابت قرار دیا ہے۔

❀ امام محمد بن سیرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَمْ أَسْمَعْ فِي التَّشَهُّدِ وَأَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ يَّتَشَهَّدَ .

”میں نے تشہد کے بارے میں (کچھ) نہیں سنا، البتہ تشہد بیٹھنا مجھے پسند ہے۔“

(سنن أبي داوٗد : 1010)

❀ حدیث ابن مسعود (مسند الامام احمد : ۱/ ۴۲۸۔۴۲۹، سنن ابی داوٗد : ۱۰۲۸، السنن الکبریٰ للنسائی : ۶۰۵، السنن الکبریٰ للبیہقی : ۲/ ۳۵۵۔۳۵۶) مرسل ہونے کی وجہ سے ”ضعیف“ ہے، ابوعبیدہ کا اپنے والد عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں۔

❀ امام ابن منذر رحمہ اللہ (۳۱۹ھ) فرماتے ہیں:

اَلْخَبَرُ غَيْرُ ثَابِتٍ .

”روایت ثابت نہیں۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(الأوسط: 317/3)

❀ حافظ بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا غَيْرُ قَوِيّ وَمُخْتَلَفٌ فِي رَفْعِهٖ وَمَتْنِهٖ .

''روایت غیر قوی ہے، اس کے مرفوع ہونے اور متن میں اختلاف ہے۔''

(السّنن الکبریٰ: 356/2)

❀ حدیث مغیرۃ بن شعبہ رضی اللہ عنہ (السنن الکبریٰ للبیہقی: ۲/ ۳۵۵) کی سند ''ضعیف'' ہے۔ محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ جمہور کے ہاں ''ضعیف وسی ءالحفظ'' ہے۔

❀ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

سَيِّئُ الْحِفْظِ، لَا يُحْتَجُّ بِهٖ عِنْدَ أَكْثَرِهِمْ .

''یہ سی ءالحفظ ہے، اکثر ائمہ کے نزدیک قابل حجت نہیں۔''

(تُحفة الطّالب: 345)

❀ حافظ بیہقی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

هٰذَا يَنْفَرِدُ بِهِ ابْنُ أَبِي لَيْلٰى، هٰذَا، وَلَا حُجَّةَ فِيمَا يَنْفَرِدُ بِهٖ لِسُوءِ حِفْظِهٖ، وَكَثْرَةِ خَطَئِهٖ فِي الرِّوَايَاتِ .

''اس روایت کو بیان کرنے میں ابن ابی لیلیٰ منفرد ہے، جس روایت میں یہ منفرد ہو، وہ حجت نہیں ہوتی، کیونکہ اس کا حافظہ خراب تھا اور روایات میں بہ کثرت غلطیاں کرتا تھا۔''

(معرفة السّنن والآثار: 282/3)

فائدہ:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

امام محمد بن سیرین (سنن ابی داؤد: ۱۰۱۰، وسندہ صحیح)، امام شافعی (الام: ۱/۱۳۰)، امام احمد بن حنبل (مسائل احمد لابی داؤد: ۵۳)، امام ابراہیم نخعی (مصنف ابن ابی شیبہ: ۱/۳۱، وسندہ صحیح)، حکم بن عتیبہ اور امام حماد بن ابی سلیمان رحمہم اللہ (مصنف ابن ابی شیبہ: ۱/۳۱، وسندہ صحیح) اس طریقہ کو جائز اور درست سمجھتے تھے۔

سوال: حرمت والے مہینے کتنے ہیں اور کیا ان کی حرمت منسوخ ہو چکی ہے یا قیامت تک باقی ہے؟

جواب: حرمت والے مہینے چار ہیں؛ ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم اور رجب۔ ان کی حرمت تا قیامت باقی ہے، منسوخ نہیں۔

❁ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا:

اَلسَّنَةُ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ؛ ثَلَاثَةٌ مُتَوَالِيَاتٌ؛ ذُو الْقَعْدَةِ، وَذُو الْحِجَّةِ، وَالْمُحَرَّمُ، وَرَجَبُ مُضَرَ، الَّذِي بَيْنَ جُمَادٰى وَشَعْبَانَ.

”سال میں بارہ مہینے ہوتے ہیں، ان میں چار مہینے حرمت والے ہیں؛ ذو القعدہ، ذوالحجہ اور محرم لگاتار آتے ہیں اور ایک ”رجب مضر“ کا مہینہ، جو جمادی الاخریٰ اور شعبان کے درمیان آتا۔“

(صحيح البخاري: 4406، صحيح مسلم: 1679)

سوال: سوتے وقت سورت اخلاص، سورت فلق اور سورت ناس ایک ایک مرتبہ پڑھنی چاہیے یا تین تین دفعہ؟

جواب: سوتے وقت سورت اخلاص، سورت فلق اور سورت ناس ایک ایک مرتبہ ہی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

پڑھنا وارد ہوا ہے، البتہ تینوں سورتیں پڑھ کر ہاتھوں میں پھونکیں اور جہاں تک ممکن ہو، جسم پر ہاتھ پھیریں۔ یہ عمل تین مرتبہ کریں۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهٗ نَفَثَ فِي يَدَيْهِ، وَقَرَأَ بِالْمُعَوِّذَاتِ، وَمَسَحَ بِهِمَا جَسَدَهٗ.

”رسول اللہ ﷺ بستر پر لیٹتے، تو اپنے مبارک ہاتھوں پر پھونکتے، معوذات (سورت اخلاص، فلق اور ناس) پڑھتے اور دونوں ہاتھ جسم پر پھیرتے۔“

(صحيح البخاري : 6319)

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَوٰى إِلٰى فِرَاشِهٖ كُلَّ لَيْلَةٍ جَمَعَ كَفَّيْهِ، ثُمَّ نَفَثَ فِيهِمَا فَقَرَأَ فِيهِمَا : ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ وَ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ وَ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾، ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا مَا اسْتَطَاعَ مِنْ جَسَدِهٖ، يَبْدَأُ بِهِمَا عَلٰى رَأْسِهٖ وَوَجْهِهٖ وَمَا أَقْبَلَ مِنْ جَسَدِهٖ، يَفْعَلُ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ.

”رات بستر پر لیٹتے وقت نبی کریم ﷺ اپنی ہتھیلیاں اکٹھی کر کے ان میں پھونکتے اور سورت اخلاص، سورت فلق اور سورت ناس پڑھ کر اپنے جسم پر جہاں تک ممکن ہوسکتا، پھیرتے۔ آپ ﷺ سر سے ہاتھ پھیرنا شروع کرتے، پھر چہرے اور سامنے کے بدن پر پھیرتے، یہ عمل تین دفعہ دہراتے۔“

(صحيح البخاري : 5017)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سونے کے اذکار کے بارے میں تین تین مرتبہ معوذات پڑھنا کسی حدیث میں وارد نہیں ہوا، لہٰذا یہ ایک ایک مرتبہ ہی پڑھی جائیں۔

سوال: کیا ائمہ اربعہ کے بعد قیاس منقطع ہو گیا ہے یا اب بھی قیاس کیا جا سکتا ہے؟

جواب: قیاس اور اجتہاد کا دروازہ قیامت تک کھلا ہے، ہر دور میں علماء مجتہدین کتاب وسنت کی روشنی میں اجتہاد اور قیاس کرتے رہے ہیں۔ یہ کہنا کہ ائمہ اربعہ کے بعد قیاس واجتہاد کا دروازہ بند ہو گیا ہے، محض غلط ہے۔

سوال: کیا کسی صحابی نے نبی کریم ﷺ کا خون پیا؟

جواب: کسی صحابی سے رسول اللہ ﷺ کا خون پینا باسندِ صحیح ثابت نہیں۔ اس پر پیش کیے جانے والے دلائل پر مختصر اور جامع تبصرہ پیش خدمت ہے:

دلیل نمبر ① :

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جنگ احد کے دن نبی اکرم ﷺ کی پیشانی مبارک پر زخم آ گیا۔ آپ ﷺ کے پاس سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے والد مالک بن سنان رضی اللہ عنہ آئے۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ کے چہرۂ مبارک سے خون صاف کیا اور پھر اس خون کو نگل لیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَنْظُرَ إِلٰى مَنْ خَالَطَ دَمِي فَلْيَنْظُرْ إِلٰى مَالِكِ بْنِ سِنَانٍ .

”جو شخص پسند کرتا ہے کہ وہ اس شخص کو دیکھے، جس کے خون کے ساتھ میرا خون مل چکا ہے تو وہ مالک بن سنان کو دیکھ لے۔“

(الآحاد والمَثاني لابن أبي عاصم : 2097، المُعجم الكبير للطّبراني : 34/6، المُستدرك للحاكم : 563/3)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

روایت ''ضعیف'' ہے۔

① موسیٰ بن محمد بن علی جہنی ''مجہول'' ہے۔

② ام سعید بنت مسعود بن حمزہ بن ابی سعید کی توثیق نہیں۔

③ ام عبدالرحمٰن بنت ابی سعید کی توثیق وحالات نہیں ملے۔

✿ حافظ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

إِسْنَادُهُ مُظْلَمٌ .

''اس کی سند اندھیری ہے۔''

(تلخيص المُستدرك : 564/3)

✿ حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فِيهِ مَجَاهِيلُ لَا أَعْرِفُهُمْ بَعْدَ الْكَشْفِ عَنْهُمْ .

''اس میں مجہول راوی ہیں، تحقیق کے باوجود میں انہیں نہیں پہچان سکا۔''

(البدر المُنير :481/1)

دلیل نمبر ② :

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان کے والد مالک بن سنان رضی اللہ عنہ غزوۂ احد میں نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زخم مبارک کو چاٹنے اور چوسنے لگے، جس سے زخم کی جگہ چمکنے لگی۔ ان سے کہا گیا کہ کیا تم خون پی رہے ہو؟ انہوں نے کہا: ہاں! میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خون پی رہا ہوں۔ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

خَالَطَ دَمِي بِدَمِهِ، لَا تَمَسُّهُ النَّارُ .

''اس کے خون کے ساتھ میرا خون مل گیا ہے۔اس کو آگ کبھی نہیں چھوئے گی۔''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(المُعجم الأوسط للطّبراني : 47/9، ح : 9098)

سند سخت ''ضعیف'' ہے۔

① مسعدۃ بن سعد عطار ابوالقاسم مکی کی معتبر توثیق نہیں مل سکی۔

② مصعب بن الاسقع ''مجہول الحال'' ہے، اسے صرف امام ابن حبان رحمہ اللہ نے ''الثقات:۹/۱۷۴'' میں ذکر کیا ہے۔

③ عباس بن ابی شملہ کو امام ابن حبان رحمہ اللہ نے ''الثقات (۵۱۳/۸)'' میں ذکر کیا ہے۔امام ابوحاتم رازی رحمہ اللہ نے ''ضعیف'' کہا ہے۔

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم : 228/7)

لہٰذا ''ضعیف'' ہے۔

❁ سنن سعید بن منصور (۲۵۷۳) والی سند بھی ضعیف و منقطع ہے۔

① عمر بن السائب مجہول الحال ہے، اسے صرف ابن حبان رحمہ اللہ نے ''الثقات :۱۷۵/۷) میں ذکر کیا ہے۔

② اس واقعہ کی خبر عمر بن السائب کو کس نے دی؟ معلوم نہیں۔ لہٰذا یہ سند ''منقطع''، بلکہ ''معضل'' ہے۔

دلیل نمبر ③ :

سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سینگی لگوائی۔ مجھے حکم دیا کہ میں اس خون کو ایسی جگہ چھپا دوں جہاں سے درندے، کتے (وغیرہ) یا کوئی انسان نہ پا سکے۔عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دُور چلا گیا اور دُور جا کر اس خون کو پی لیا۔ پھر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

پوچھا: آپ نے خون کا کیا کیا؟ میں نے عرض کی: میں نے ویسے ہی کیا ہے، جیسے آپ نے حکم دیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میرے خیال میں آپ نے اسے پی لیا ہے۔ میں نے عرض کیا: جی ہاں! فرمایا: اب آپ سے میرا کوئی امتی بغض وکینہ سے نہیں ملے گا۔

(الآحاد والمَثاني لابن أبي عاصم : 578، مسند أبي يعلى [المَطالب لابن حجَر : 3821]، مُسند البزّار : 2210، المُستدرك للحاكم : 6343، السّنن الكبرىٰ للبيهقي : 67/7)

سند "ضعیف" ہے۔ ہنید بن قاسم بن عبد الرحمٰن کو صرف امام ابن حبان رحمہ اللہ نے "الثقات" (۵/۵۱۵) میں ذکر کیا ہے، لہٰذا یہ مجہول الحال ہے۔

❁ حافظ ابن دقیق العید رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ فِي إِسْنَادِ الْبَزَّارِ مَنْ يُحْتَاجُ إِلَى الْكَشْفِ عَنْ حَالِهِ إِلَّا هُنَيْدُ .

"مسند بزار کی سند میں صرف ہنید کے حالات ہی محتاج تحقیق ہیں۔"

(الإمام في مَعرِفة أحاديث الأحكام : 385/3)

❁ حافظ ہیثمی رحمہ اللہ نے "مجہول" کہا ہے۔

(مَجمع الزّوائد : 28/1)

❁ حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هَنِيدٌ لَا يُعْلَمُ لَهٗ حَالٌ .

"ہنید کی حالت معلوم نہیں۔"

(البدر المُنير : 476/1)

❁ ایک روایت میں ہے:

لَعَلَّكَ شَرِبْتَهٗ؟ قَالَ : نَعَمْ، قَالَ : وَلِمَ شَرِبْتَ الدَّمَ؟ وَيْلٌ لِلنَّاسِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مِنْكَ، وَوَيْلٌ لَكَ مِنَ النَّاسِ .

''آپ ﷺ نے فرمایا: شاید آپ نے پی لیا ہے۔ صحابی نے عرض کیا: جی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا: آپ نے خون کیوں پیا؟ نیز فرمایا: لوگ آپ سے محفوظ ہو گئے اور آپ لوگوں سے محفوظ رہیں گے۔''

اس کی سند میں بھی ہنید بن قاسم ''مجہول'' ہے۔

❁ ایک روایت میں ہے:

لَا تَمَسَّكَ النَّارُ إِلَّا قَسَمَ الْيَمِينِ .

''آپ کو آگ صرف قسم پوری کرنے کے لیے چھوئے گی۔''

(حِلية الأولياء لأبي نُعيم : 330/1، جُزء ابن الغِطريف : 65، تاريخ ابن عَساكر : 233/20، 162/28، الإصابة لابن حجَر : 93/4)

سند سخت ''ضعیف'' ہے۔

① سعد بن زیاد ابو عاصم مولیٰ سلیمان بن علی ضعیف ہے۔

❁ امام ابو حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يُكْتَبُ حَدِيثُهُ، وَلَيْسَ بِالْمَتِينِ .

''اس کی حدیث لکھی جائے گی، یہ مضبوط راوی نہیں ہے۔''

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم : 83/4)

❁ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ بِالْمَتِينِ عِنْدَهُمْ .

''محدثین کے نزدیک مضبوط راوی نہ تھا۔''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(الاستغناء : 827/2)

❁ امام ابن حبان رحمہ اللہ نے ''الثقات: ٦/ ٣٧٨'' میں ذکر کیا ہے۔

② کیسان مولیٰ عبداللہ بن الزبیر کے حالات نہیں ملے۔

❁ سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے:

لَا تَمَسَّكَ النَّارُ، وَمَسَحَ عَلٰى رَأْسِهٖ.

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا کہ آپ کو آگ ہرگز نہ چھوئے گی۔

(سنن الدّارقطني :228/1)

سند سخت ''ضعیف'' ہے۔

① محمد بن حمید رازی ''ضعیف وکذاب'' ہے۔

② علی بن مجاہد ''ضعیف ومتروک'' ہے۔

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اسے کذاب قرار دیا ہے۔

(المُغني في الضّعفاء : 905/2)

❁ حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَتْرُوكٌ، وَلَيْسَ فِي شُيُوخِ أَحْمَدَ أَضْعَفُ مِنْهُ.

''یہ متروک ہے۔امام احمد رحمہ اللہ کے اساتذہ میں اس سے بڑھ کر ضعیف کوئی نہیں۔''

(تقريب التّهذيب : 4790)

❁ امام یحییٰ بن ضُریس رحمہ اللہ نے اسے جھوٹا قرار دیا ہے۔

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم : 205/6، وسندهٗ حسنٌ)

❁ ابوغسان محمد بن عمرو رحمہ اللہ کہتے ہیں:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

تَرَكْتُهُ . ”میں نے اسے چھوڑ دیا۔“

(الضّعفاء للعُقيلي : 252/3، وسندهٗ صحيحٌ)

جریر بن عبد الحمید رحمہ اللہ (سنن ترمذی: ۵۹) کے قول کی سند میں محمد بن حمید رازی ”ضعیف وکذاب“ ہے، لہٰذا یہ قول ثابت نہیں۔

③ رباح نوبی کے بارے میں حافظ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

لَيَّنَهٗ بَعْضُهُمْ، وَلَا يُدْرٰى مَنْ هُوَ .

”اسے بعض محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے، معلوم نہیں یہ کون ہے؟“

(ميزان الاعتدال : 38/2)

❀ اس روایت کو علامہ عبد الحق اشبیلی رحمہ اللہ نے ”غیر ثابت“ قرار دیا ہے۔

(الأحكام الوسطى :232/1)

دلیل نمبر ④ :

سیدنا سفینہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سینگی لگوائی اور مجھے حکم دیا کہ یہ خون لے جاؤ اور اسے ایسی جگہ دفن کر دو جہاں پرندے، چوپائے اور انسان نہ پہنچ سکیں۔ کہتے ہیں کہ میں ایک جگہ چھپ گیا اور اسے پی لیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے پوچھا یا آپ کو بتایا گیا کہ میں نے اسے پی لیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا دیئے۔

(التّاريخ الكبير للبخاري : 209/4، السّنن الكبرىٰ للبيهقي : 67/7، المُعجم الكبير للطّبراني : 81/7، ح : 6434، التّاريخ الكبير لابن أبي خيثمة : 3088)

سند ”ضعیف“ ہے۔

❀ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

فِي إِسْنَادِهٖ نَظَرٌ .

”اس کی سند محلِ نظر ہے۔“

❀ نیز فرماتے ہیں:

إِسْنَادُهٗ مَجْهُولٌ .

”اس کی سند مجہول ہے۔“

(التّاريخ الكبير : 160/6)

بریہ بن عمر بن سفینہ جمہور کے نزدیک ”ضعیف“ ہے۔

❀ امام عقیلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يُتَابَعُ عَلٰى حَدِيثِهٖ .

”اس کی حدیث پر متابعت نہیں کی گئی۔“

(الضّعفاء الكبير :167/1)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اس کو ”لین“ کہا ہے۔

(الكاشِف :99/1)

امام ابنِ حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يُخَالِفُ الثِّقَاتَ فِي الرِّوَايَاتِ، فَلَا يَحِلُّ الْاِحْتِجَاجُ بِخَبَرِهٖ بِحَالٍ .

”یہ روایات میں ثقہ راویوں کی مخالفت کرتا ہے۔ کسی حال میں بھی اس کی روایت سے حجت لینا جائز نہیں۔“

(كتاب المَجروحين :111/1)

دلیل نمبر ⑤ :

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک قریشی لڑکے نے نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سینگی لگائی۔ جب وہ اس سے فارغ ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خون لے کر دیوار کے پیچھے چلا گیا۔ پھر اس نے اپنے دائیں بائیں دیکھا۔ جب اسے کوئی نظر نہ آیا تو اس نے وہ خون پی لیا۔ جب واپس لوٹا تو نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے چہرے کی طرف دیکھ کر پوچھا: اللہ کے بندے! آپ نے اس خون کا کیا کیا؟ اس نے عرض کیا: میں نے دیوار کے پیچھے اسے چھپا دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہاں چھپایا ہے؟ اس نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میں نے زمین پر آپ کا خون گرانا مناسب نہیں سمجھا، تو وہ میرے پیٹ میں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جائیے، آپ نے خود کو جہنم سے بچا لیا۔

(كتاب المَجروحين لابن حبّان: 59/3، التّلخيص الحَبير لابن حجَر: 111/1)

جھوٹ ہے۔

❀ امام ابنِ حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”اس کے راوی نافع سلمی ابو ہرمز بصری نے عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ کی طرف منسوب ایک جھوٹا نسخہ روایت کیا تھا۔“

یہ حدیث بھی اسی نسخے میں سے ہے۔

❀ نافع سلمی کے بارے میں امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ بِثِقَةٍ، كَذَّابٌ.

”یہ ثقہ نہیں۔ پرلے درجے کا جھوٹا ہے۔“

(الكامِل لابن عدي: 49/7، وسندهٗ حسنٌ)

❀ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ نے اس روایت کو ”غیر ثابت“ قرار دیا ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(العِلَل المُتناهِية :181/1)

✿ حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ نے اس روایت کو ''سخت ضعیف'' کہا ہے۔

(البدر المُنير :474/1)

دلیل نمبر ⑥ :

سالم ابو ہند حجام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سینگی لگائی اور اس سے بہنے والا خون پی لیا اور عرض کی: اللہ کے رسول! میں نے یہ خون پی لیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وَيْحَكَ يَا سَالِمُ! أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ الدَّمَ حَرَامٌ ، لَا تَعُدْ .

''سالم! آپ کی خیر ہو، کیا آپ کو علم نہیں کہ خون حرام ہے؟ آئندہ ایسا مت کیجئے گا۔''

(مَعرِفة الصّحابة لابن منده، ص 717، مَعرِفة الصّحابة لأبي نُعيم : 3044)

سند سخت ''ضعیف'' ہے۔

① محمد بن مغیرہ سکری کی توثیق نہیں ملی۔

② موسیٰ بن عبدالرحمٰن صباغ کی توثیق ثابت نہیں۔

③ ابوالحجاف داؤد بن ابی عوف کا سالم رضی اللہ عنہ سے سماع ولقاء ثابت نہیں۔ حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ نے اسے طبقہ سادسہ (چھٹے طبقہ) میں ذکر کیا ہے۔ اس طبقہ کے راوی کا کسی صحابی سے ملنا ممکن نہیں۔

دلیل نمبر ⑦ :

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خون پیا۔

یہ بے سند قول ہے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

❁ حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا أَعْلَمُ مَنْ خَرَّجَهٗ بَعْدَ الْبَحْثِ عَنْهُ .

”باوجود بسیار کوشش کے، معلوم نہیں ہو سکا کہ اس روایت کو کس نے نقل کیا ہے۔“

(البدر المُنير :479/1)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَمْ أَجِدْهُ .

”یہ روایت مجھے (کسی کتاب میں) نہیں ملی۔“

(التّلخيص الحَبير :170/1)

الحاصل :

کسی صحابی سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا خون پینا ثابت نہیں۔

سوال: ایک شخص قرآن کریم کی تلاوت کرتا ہے، پھر مصحف کو زمین پر رکھ دیتا ہے، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: مصحف کو زمین پر نہیں رکھنا چاہیے۔ یہ آداب قرآن کے منافی ہے۔

❁ علامہ قرطبی رحمہ اللہ (۶۷۱ھ) فرماتے ہیں:

مِنْ حُرْمَتِهٖ إِذَا وَضَعَ الْمُصْحَفَ أَلَّا يَتْرُكَهٗ مَنْشُورًا، وَأَلَّا يَضَعَ فَوْقَهٗ شَيْئًا مِّنَ الْكُتُبِ حَتّٰى يَكُونَ أَبَدًا عَالِيًا لِسَائِرِ الْكُتُبِ، عِلْمًا كَانَ أَوْ غَيْرَهٗ، وَمِنْ حُرْمَتِهٖ أَنْ يَضَعَهٗ فِي حِجْرِهٖ إِذَا قَرَأَهُ أَوْ عَلٰى شَيْءٍ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلَا يَضَعَهٗ بِالْأَرْضِ .

”مصحف قرآنی کے آداب کا تقاضا ہے کہ (تلاوت کے بعد) اسے کھلا نہ چھوڑا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جائے، اس کے اوپر کوئی کتاب نہ رکھی جائے، بلکہ اسے ہمیشہ تمام علمی وغیر علمی کتابوں سے اوپر رکھا جائے، تلاوت کے وقت اسے اپنی گود میں رکھا جائے یا اپنے سامنے کوئی چیز رکھ پر اس کے اوپر رکھا جائے اور اسے زمین نہ رکھا جائے۔''

(تفسیر القرطبي :28/1)

سوال: درج ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منسوب ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

هَبَطَ عَلَيَّ جِبْرِيلُ وَعَلَيْهِ طِنْفِسَةٌ وَهُوَ مُتَخَلِّلٌ بِهَا، فَقُلْتُ : يَا جِبْرِيلُ، مَا نَزَلْتَ إِلَيَّ فِي مِثْلِ هٰذَا الزِّيِّ؟ قَالَ : إِنَّ اللّٰهَ أَمَرَ الْمَلَائِكَةَ أَنْ تَتَخَلَّلَ فِي السَّمَاءِ كَتَخَلُّلِ أَبِي بَكْرٍ فِي الْأَرْضِ .

''(ایک مرتبہ) جبریل مجھ پر اُترے، آپ نے ٹاٹ نما بوسیدہ کپڑا لے رکھا تھا، میں نے پوچھا: جبریل! آپ پہلے کبھی اس ہیئت میں تشریف نہیں لائے؟ جبریل علیہ السلام نے کہا: اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا ہے کہ وہ آسمان میں اسی طرح لباس پہن کر بوسیدہ کریں، جس طرح زمین میں ابوبکر کرتے ہیں۔''

(تاریخ بغداد : 456/3)

جواب: جھوٹی روایت ہے۔

① محمد بن عبداللہ بن ابراہیم اشنانی ''کذاب ووضاع'' ہے۔

② حجاج بن ارطاۃ ''ضعیف'' ہے۔

③ مقسم نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث نہیں سنی۔

❀ اس حدیث کو حافظ خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے ''من گھڑت'' قرار دیا ہے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(تاريخ بغداد : 456/3)

❁ اس حدیث کو حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ نے ''الموضوعات'' میں ذکر کیا ہے۔

(المَوضوعات : 314/1)

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اسے ''جھوٹ'' قرار دیا ہے۔

(مَجموع الفتاوی : 106/11)

سوال: درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❁ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلسُّنَّةُ سُنَّتَانِ؛ سُنَّةٌ فِي فَرِيضَةٍ، وَسُنَّةٌ فِي غَيْرِ فَرِيضَةٍ، السُّنَّةُ الَّتِي فِي الْفَرِيضَةِ أَصْلُهَا فِي كِتَابِ اللّٰهِ، أَخْذُهَا هُدًى، وَتَرْكُهَا ضَلَالَةٌ، وَالسُّنَّةُ الَّتِي لَيْسَ أَصْلُهَا فِي كِتَابِ اللّٰهِ الْأَخْذُ بِهَا فَضِيلَةٌ، وَتَرْكُهَا لَيْسَ بِخَطِيئَةٍ .

''سنت دو طرح کی ہے؛ ① فرض سنت ② غیر فرض سنت۔ فرض سنت وہ ہے، جس کی دلیل قرآن کریم میں موجود ہو، اس پر عمل کرنا ہدایت ہے اور اسے ترک کرنا گمراہی ہے۔ جس سنت (غیر فرض) کی دلیل کتاب اللہ میں نہ ہو، اس پر عمل کرنا فضیلت ہے، اسے چھوڑنا گناہ نہیں۔''

(المُعجم الأوسط للطّبراني : 4011)

جواب: روایت ضعیف و منکر ہے۔

① عبداللہ بن ابی رومان اسکندرانی ''ضعیف'' ہے۔

② عیسیٰ بن واقد کے حالات زندگی نہیں ملے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کا حلیہ اور مسیح دجال کا حلیہ کیا ہے اور اس بارے میں مروی معارض روایات کا حل کیا ہے؟

جواب: ملاحظہ ہو؛

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا حلیہ:

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا رَجُلٌ آدَمُ سَبْطُ الشَّعَرِ .

''سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا رنگ گندمی اور بال سیدھے ہیں۔''

(صحيح البخاري : 7128)

❁ ایک روایت ہے:

آدَمَ، سَبْطَ الرَّأْسِ . ''گندمی رنگ اور سیدھے بال۔''

(صحيح مسلم : 169)

❁ ایک روایت میں ہے:

أَمَّا عِيسٰى فَأَحْمَرُ جَعْدٌ عَرِيضُ الصَّدْرِ .

''عیسیٰ علیہ السلام کا رنگ (گندمی) سرخی مائل، متناسب جسم اور چوڑا سینہ ہے۔''

(صحيح البخاري : 3438)

دجال کا حلیہ:

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا رَجُلٌ جَسِيمٌ أَحْمَرُ جَعْدُ الرَّأْسِ أَعْوَرُ الْعَيْنِ .

''دجال کا جسم بھاری بھرکم، رنگ سرخ، بال گھونگھریالے اور آنکھ کانی ہے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(صحيح البخاري : 7128)

أَحْمَرَ، جَعْدَ الرَّأْسِ . ''سرخ رنگت، گھونگھریالے بال۔''

(صحيح مسلم : 169)

عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں جہاں ''جعد'' کا لفظ استعمال ہوا ہے، اس سے مراد متناسب جسم ہے۔ دجال کے لیے جہاں ''جعد'' کا لفظ استعمال ہوا ہے، اس سے مراد گھونگھریالے بال ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام کے بال سیدھے ہیں۔

عیسیٰ علیہ السلام کا رنگ گندمی سرخی مائل ہے، جبکہ دجال کا رنگ سرخ ہے۔

مسیح عیسیٰ علیہ السلام اور مسیح دجال کی نشانیوں میں فرق ہے، ان نشانیوں کو خلط ملط کرنا اور اس بنا پر نزول عیسیٰ علیہ السلام کی روایات کو مشکوک قرار دینا ہرگز درست نہیں، فافہم وتدبر!

سوال: سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا افضل ہیں یا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا افضل ہیں؟

جواب: بعض اہل علم نے سیدہ خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا کو سیدہ عائشہ بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما پر فضیلت دی ہے اور بعض نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو سیدہ خدیجہ سے افضل قرار دیا ہے۔

درست بات یہ ہے کہ دونوں کی اپنی اپنی فضیلت ہے، جس بنا پر کسی کو مطلق طور پر افضل قرار نہیں دیا جا سکتا۔ دونوں کے فضائل بیان کیے جائیں، افضل مفضول کی بحث ترک کی جائے، کیونکہ اسلاف اُمت اس بارے میں خاموش ہیں۔

سوال: کیا اللہ تعالیٰ کا نام ''السخی'' رکھا جا سکتا ہے؟

جواب: اسمائے حسنیٰ توقیفی ہیں، باری تعالیٰ کو اسی نام سے متصف کیا جائے گا، جو کتاب وسنت میں وارد ہو۔ کتاب وسنت میں ''السخی'' نام اللہ تعالیٰ کے لیے استعمال نہیں ہوا، لہٰذا اسے اللہ کا نام نہیں کہا جا سکتا، البتہ کسی نام کا ترجمہ ''سخی'' کیا جا سکتا ہے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۷۰)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: اہل بدعت کی اقتدا میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: اہل بدعت کو امام مقرر کرنا جائز نہیں۔

سوال: کیا حفظ قرآن کے مقابلہ میں انعامات تقسیم کرنا جائز ہے؟

جواب: جائز ہے، یہ حفاظ کی حوصلہ افزائی کا بہترین طریقہ ہے۔

سوال: کیا کسی صورت میں بیوی کو طلاق دینے کی ترغیب دی گئی ہے؟

جواب: بیوی نافرمان ہو، نصیحت قبول نہ کرے اور کسی صورت شوہر کی صحیح بات نہ مانے، تو اسے طلاق دینے میں عافیت ہے، ورنہ زندگی اجیرن بنی رہے گی۔

❀ سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ثَلَاثَةٌ يَدْعُونَ اللّٰهَ فَلَا يُسْتَجَابُ لَهُمْ ؛ رَجُلٌ كَانَتْ تَحْتَهُ امْرَأَةٌ سَيِّئَةُ الْخُلُقِ فَلَمْ يُطَلِّقْهَا، وَرَجُلٌ كَانَ لَهُ عَلٰى رَجُلٍ مَالٌ فَلَمْ يُشْهِدْ عَلَيْهِ، وَرَجُلٌ آتٰى سَفِيهًا مَالَهُ وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ : ﴿وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمْ﴾(النساء : 5).

”تین آدمیوں کی دعا قبول نہیں ہوتی؛ ① جس کی بیوی بداخلاق اور بدتمیز ہو، وہ اسے طلاق نہ دے۔ ② جو کسی کو قرض دے، لیکن اس پر گواہ نہ بنائے۔ ③

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جو اپنا مال (بغرض تجارت) کسی ناسمجھ کے حوالے کر دے، حالانکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمْ﴾(النساء : 5) ''اپنے مال ناسمجھ لوگوں کے سپرد مت کرو۔''

(المستدرك للحاكم : 331/2، السّنن الكبرىٰ للبيهقي : 146/10، وسندهٗ صحيحٌ)

اسے امام حاکم رحمہ اللہ نے بخاری و مسلم کی شرط پر ''صحیح'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے موافقت کی ہے۔

حدیث کا مفہوم:

اس حدیث میں تین باتیں مذکور ہیں؛

① جس کی بیوی بد اخلاق ہے، وہ اسے طلاق نہیں دیتا، تو اس کی دعا قبول نہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب بیوی اسے پریشان کرتی ہے، تو وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے کہ اللہ یہ پریشانی دور کر دے، تو اس کی یہ دعا قبول نہیں ہوتی، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے رخصت دی ہے کہ وہ ایسی بد اخلاق بیوی کو طلاق دے کر خلاصی پا لے، لیکن وہ اسے طلاق نہیں دیتا، ایسا شخص اگر بیوی کی اذیتوں پر اللہ تعالیٰ سے دعا کرے، تو اس کی دعا رد ہو جاتی ہے۔ اس سے مطلق دعا مراد نہیں ہے۔

② جس نے کسی شخص کو قرض دیا ہو، قرض پر گواہ نہ بنایا ہو، اس کی دعا قبول نہیں ہوتی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک شخص نے دوسرے کو قرض دیا، کسی کو گواہ نہ بنایا، پھر جب قرض کا مطالبہ کیا، تو قرض لینے والا مکر گیا، اب مطالبہ کرنے والا اسے بد دعا دیتا ہے، تو اس شخص کی یہ دعا جو یہ دوسرے شخص کے خلاف کر رہا ہے، قبول نہ ہو گی، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے قرض پر گواہ بنانے کی راہنمائی کی تھی، لیکن اس نے اللہ کے حکم کو اختیار نہ کیا، لہٰذا اب بطور سزا اس کی قرض لینے والے کے خلاف دعائیں قبول نہ ہوں گی۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

③ جو اپنا مال کسی ناسمجھ کے سپرد کر دیتا ہے، اس کی دعا قبول نہیں ہوتی۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ ایک شخص اپنا مال کسی ناسمجھ کو دیتا ہے کہ میرے مال میں تجارت کرو، لیکن وہ ناسمجھ مال ضائع کر دیتا ہے، اب مال کا مالک اس ناسمجھ کو بد دعائیں دیتا ہے، تو اس کی یہ بد دعائیں ہرگز قبول نہ ہوں گی، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تھا کہ مال کو ناسمجھوں کے حوالے نہ کرو۔ جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمْ﴾ (النساء: 5)

''اپنے مال ناسمجھ لوگوں کے سپرد مت کریں۔''

ان تین افراد کی دعا مطلق طور پر رد نہیں ہوتی، بلکہ یہاں خاص دعا مراد ہے، جو رد کر دی جاتی ہے۔

سوال: کیا عورت کے لیے خوشبو لگانا جائز ہے؟

جواب: عورت کے لیے خوشبو لگانا جائز ہے، البتہ غیر محرم کے سامنے نہ لگائے اور نہ خوشبو لگا کر گھر سے باہر نکلے۔ گھر میں خاوند اور محرم رشتہ دار ہوں، تو لگا سکتی ہے۔

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

سَأَلَتِ امْرَأَةٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَيْفَ تَغْتَسِلُ مِنْ حَيْضَتِهَا؟ قَالَ : فَذَكَرَتْ أَنَّهُ عَلَّمَهَا كَيْفَ تَغْتَسِلُ، ثُمَّ تَأْخُذُ فِرْصَةً مِّنْ مِّسْكٍ فَتَطَهَّرُ بِهَا، قَالَتْ : كَيْفَ أَتَطَهَّرُ بِهَا ؟ قَالَ : تَطَهَّرِي بِهَا، سُبْحَانَ اللّٰهِ، وَاسْتَتَر .

''ایک خاتون نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: حیض کا غسل کیسے کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل کا طریقہ سکھایا۔ پھر فرمایا: خوشبو کا ایک ٹکڑا لے کر اس سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پاکیزگی حاصل کریں۔ بولی: کیسے پاکیزگی حاصل کروں؟ فرمایا: سبحان اللہ (تعجب ہے کہ ایسی بات بھی سمجھ میں نہیں آئی)، اس سے پاکیزگی حاصل کریں۔ یہ کہہ کر آپ ﷺ نے چہرہ چھپالیا۔"

(صحیح مسلم: 332)

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

كُنَّا نَغْتَسِلُ وَعَلَيْنَا الضِّمَادُ، وَنَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحِلَّاتٌ وَّمُحْرِمَاتٌ.

"ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حرم اور حل میں غسل کر لیتی تھیں اور ہمارے سر پر خوشبو کا لیپ ہوتا تھا۔"

(مسند الإمام أحمد: 6/137، سنن أبي داوٗد: 254، وسندهٗ صحيحٌ)

✿ حافظ منذری رحمہ اللہ نے اس کی سند کو "حسن" قرار دیا ہے۔

(مختصر سنن أبي داوٗد: 11/169)

❁ سیدہ زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

دَخَلْتُ عَلٰى أُمِّ حَبِيبَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ تُوُفِّيَ أَبُوهَا أَبُو سُفْيَانَ بْنُ حَرْبٍ، فَدَعَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ بِطِيبٍ فِيهِ صُفْرَةٌ، خَلُوقٌ أَوْ غَيْرُهٗ، فَدَهَنَتْ مِنْهُ جَارِيَةً ثُمَّ مَسَّتْ بِعَارِضَيْهَا ......

"جب زوجہ رسول سیدہ اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا کے والد سیدنا ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ فوت ہوئے، تو میں آپ رضی اللہ عنہا کے پاس گئی، (وفات کے تین دن بعد)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ رضی اللہ عنہا نے وہ خوشبو منگوائی، جس میں خلوق وغیرہ کی زردی تھی، آپ رضی اللہ عنہا نے وہ خوشبو ایک بچی کو لگائی اور اپنے بھی رخساروں پر لگائی......۔‘‘

(صحيح البخاري : 5334، صحيح مسلم : 1486)

❁ سیدہ زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا ہی بیان کرتی ہیں:

دَخَلْتُ عَلٰى زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ، حِينَ تُوُفِّيَ أَخُوهَا، فَدَعَتْ بِطِيبٍ فَمَسَّتْ مِنْهُ .

’’جب سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا بھائی فوت ہوا، تو میں ان کے پاس آئی، (وفات کے تین دن بعد) آپ رضی اللہ عنہا نے خوشبو منگوا کر لگائی۔‘‘

(صحيح البخاري : 5335، صحيح مسلم : 1487)

❁ سیدہ زینب ثقفیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا:

إِذَا شَهِدَتْ إِحْدَاكُنَّ الْمَسْجِدَ فَلَا تَمَسَّ طِيبًا .

’’جب کوئی عورت مسجد میں جائے، تو خوشبو نہ لگائے۔‘‘

(صحيح مسلم : 443)

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَيُّمَا امْرَأَةٍ أَصَابَتْ بَخُورًا فَلَا تَشْهَدْ مَعَنَا الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ .

’’جس عورت نے ’’بخور‘‘ لگائی ہے، وہ ہمارے ساتھ نماز عشاء میں حاضر نہ ہو۔‘‘

(صحيح مسلم : 444)

❁ عبید بن ابی عبید رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خَرَجْتُ مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ مِنَ الْمَسْجِدِ ضُحًى فَلَقِيَتْنَا امْرَأَةٌ بِهَا مِنَ الْعِطْرِ شَيْءٌ لَمْ أَجِدْ بِأَنْفِي مِثْلَهُ قَطُّ، فَقَالَ لَهَا أَبُو هُرَيْرَةَ: عَلَيْكِ السَّلَامُ، فَقَالَتْ: وَعَلَيْكَ، قَالَ: فَأَيْنَ تُرِيدِينَ؟ قَالَتْ: الْمَسْجِدَ، قَالَ: وَلِأَيِّ شَيْءٍ تَطَيَّبْتِ بِهٰذَا الطِّيبِ؟ قَالَتْ: لِلْمَسْجِدِ، قَالَ: آللّٰهِ؟ قَالَتْ: آللّٰهِ، قَالَ: آللّٰهِ؟ قَالَتْ: آللّٰهِ، قَالَ: فَإِنَّ حِبِّي أَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَنِي أَنَّهُ لَا تُقْبَلُ لِامْرَأَةٍ صَلَاةٌ تَطَيَّبَتْ بِطِيبٍ لِغَيْرِ زَوْجِهَا حَتّٰى تَغْتَسِلَ مِنْهُ غُسْلَهَا مِنَ الْجَنَابَةِ، فَاذْهَبِي فَاغْتَسِلِي مِنْهُ، ثُمَّ ارْجِعِي فَصَلِّي.

”(ایک دفعہ) میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ چاشت کے وقت مسجد سے نکلا، ہمیں ایک عورت ملی، جس نے ایسی خوشبو لگائی ہوئی تھی کہ میرے ناک نے ایسی خوشبو کبھی نہیں سونگھی۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اسے سلام کہا، تو اس نے سلام کا جواب دیا۔ پوچھا: کہاں جا رہی ہیں؟ کہا: مسجد۔ پوچھا: یہ خوشبو کس لیے لگائی ہے؟ کہنے لگی: مسجد جانے کے لیے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے تین مرتبہ قسم دے کر پوچھا کہ واقعی اسی لیے؟ تو اس نے تینوں دفعہ قسم کھا کر کہا کہ واقعی مسجد کے لیے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے میرے محبوب ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اس عورت کی نماز قبول نہیں ہوتی، جو اپنے شوہر کے علاوہ کسی مقصد کے لیے خوشبو لگاتی ہے، تا آنکہ وہ خوشبو کو اسی طرح دھو نہیں لیتی، جس

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

طرح غسل جنابت میں (گندگی کو) دھویا جاتا ہے۔'' جایئے، اسے دھویئے اور واپس آ کر نماز پڑھیے۔''

(السّنن الکبریٰ للبیهقي : 133/3، وسندہٗ حسنٌ)

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَمْنَعُوا إِمَاءَ اللّٰهِ مَسَاجِدَ اللّٰهِ، وَلٰكِنْ لِيَخْرُجْنَ وَهُنَّ تَفِلَاتٌ .

''اللہ کی بندیوں کو اللہ کی مساجد میں جانے سے منع نہ کریں، وہ جب نکلیں، تو سادگی سے آئیں۔''

(مسند الحمیدي : 1008، سنن أبي داود : 565)

اس حدیث کو امام ابن الجارود رحمہ اللہ (۳۳۲)، امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۱۶۷۹) اور امام ابن حبان رحمہ اللہ (۲۲۱۴) نے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

(خلاصة الأحکام : 679/2)

❀ حافظ بغوی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ''صحیح'' کہا ہے۔

(شرح السّنة : 860)

❀ حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ''صحیح'' کہا ہے۔

(البدر المُنیر : 46/5)

سادگی میں لباس کی نمود و نمائش، زرق برق لباس، بے پردگی اور خوشبو سے اجتناب شامل ہے۔

❀ سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

أَيُّمَا امْرَأَةٍ تَطَيَّبَتْ، ثُمَّ خَرَجَتْ إِلَى الْمَسْجِدِ لِيُوجَدَ رِيحُهَا لَمْ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

تُقْبَلْ لَهَا صَلَاةٌ حَتّٰى تَغْتَسِلَ اغْتِسَالَهَا مِنَ الْجَنَابَةِ .

''جو عورت خوشبو لگائے، پھر مسجد کے لیے گھر سے نکلے، تاکہ اس سے خوشبو آئے، تو اس کی نماز قبول نہیں ہوتی، تا آنکہ وہ (خوشبو کو) اسی طرح نہ دھولے، جس طرح غسل جنابت میں (گندگی کو) دھویا جاتا ہے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 26/9، وسندہٗ حسنٌ)

اس بارے میں دیگر احادیث بھی ہیں، جن سے ثابت ہوتا ہے کہ عورت خوشبو لگا سکتی ہے۔

سوال: بیماری کی وجہ سے سر باندھنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: کوئی حرج نہیں۔

سوال: کیا سیاہ عمامہ باندھنا جائز ہے؟

جواب: سیاہ عمامہ باندھنا مشروع و مستحب ہے۔

❀ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ، وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ والے دن مکہ میں داخل ہوئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیاہ عمامہ باندھا ہوا تھا۔''

(صحيح مسلم : 1358)

❀ سیدنا عمرو بن حریث مخزومی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ النَّاسَ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”رسول اللہ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا، آپ نے سیاہ عمامہ پہن رکھا تھا۔“

(صحيح مسلم : 1359)

تنبیہ:

بعض عمامہ باندھنے کو ضروری سمجھتے ہیں، یہ بدعت ہے۔ کسی مشروع و مستحب عمل کو بڑھا کر واجب کے درجہ میں لے جانا اسے بدعت بنا دیتا ہے۔

❁ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

لَا يَجْعَلْ أَحَدُكُمْ لِلشَّيْطَانِ شَيْئًا مِّنْ صَلَاتِهٖ يَرٰى أَنَّ حَقًّا عَلَيْهِ أَنْ لَّا يَنْصَرِفَ إِلَّا عَنْ يَمِينِهٖ لَقَدْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَثِيرًا يَنْصَرِفُ عَنْ يَسَارِهٖ .

”اپنی نماز میں اس طرح شیطان کا حصہ نہ بنالیں کہ (سلام کے بعد) دائیں جانب سے مقتدیوں کی طرف پھرنا اپنے اوپر لازم کرلیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو کئی دفعہ بائیں جانب سے پھرتے دیکھا ہے۔“

(صحيح البخاري : 852، صحيح مسلم : 707)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ کسی جائز و مستحب کام پر اصرار کرنا، اس کے ساتھ واجب کا معاملہ کرنا، اسے شیطانی کام بنا دیتا ہے۔

❁ علامہ طیبی رحمہ اللہ (۷۴۳ھ) لکھتے ہیں:

فِيهِ أَنَّ مَنْ أَصَرَّ عَلٰى أَمْرٍ مَّنْدُوْبٍ وَجَعَلَهٗ عَزْمًا وَلَمْ يَعْمَلْ بِالرُّخْصَةِ فَقَدْ أَصَابَ مِنْهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْإِضْلَالِ فَكَيْفَ بِمَنْ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

أَصَرَّ عَلٰى بِدْعَةٍ وَّمُنْكَرٍ .

''اس حدیث میں بیان ہے کہ جو شخص مستحب عمل پر دوام کرے، اسے عزیمت سمجھ کر رُخصت پر عمل چھوڑ دے، تو شیطان نے اسے گمراہ کر دیا ہے، پھر اس کا کیا بنے گا، جو بدعت اور منکر عمل پر ہمیشگی کرتا ہے؟''

(شرح المشکوٰۃ : 1051/3)

سوال : جو عورت غیر اللہ کو سجدہ کرے، اس کے نکاح کا کیا حکم ہے؟

جواب : بغیر تاویل کیے غیر اللہ کو سجدہ کرنا شرک اور ارتداد ہے، ایسا کرنے والا اگر تائب نہ ہو، تو مرتد ہو جاتا ہے اور نکاح ختم ہو جاتا ہے۔

سوال : ضرورت سے زیادہ کپڑے بنانا کیسا ہے؟

جواب : اسلام سادہ طرز زندگی کو ترجیح دیتا ہے۔ کھانا پینا، رہن سہن، لباس، جوتے، مکان اور گاڑی وغیرہ ضرورت کے مطابق ہو، تو جائز ہے، ضرورت سے زائد ہو، تو اسراف ہے۔

❁ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فِرَاشٌ لِلرَّجُلِ، وَفِرَاشٌ لِامْرَأَتِهٖ، وَالثَّالِثُ لِلضَّيْفِ، وَالرَّابِعُ لِلشَّيْطَانِ .

''ایک بستر آدمی کے لیے، دوسرا اس کی بیوی کے لیے، تیسرا مہمان کے لیے اور چوتھا شیطان کے لیے ہے۔''

(صحیح مسلم : 2084)

اس حدیث میں ضرورت کے مطابق بستر رکھنے کا جواز بیان کیا گیا ہے، خواہ وہ کتنے ہی ہوں اور ضرورت سے زائد بستروں کو شیطان کا بستر قرار دیا گیا ہے۔

اسی طرح رہن سہن، کھانے پینے، گھروں، کوٹھیوں، کپڑوں اور جوتوں وغیرہ میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسراف ناپسندیدہ ہے۔اس وقت دنیا میں اسراف گھر کر گیا ہے۔فی زمانہ اسراف سے وہی بچ سکتا ہے،جس پر اللہ رحم فرمادے۔

جب حق میں حد سے زیادہ مال خرچ کرنا ناپسندیدہ ہے،تو باطل میں مال خرچ کرنا کیونکر درست ہوگا، یہ تو انسان کو شیطان کا بھائی بنا دیتا ہے۔

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَكُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ﴾

(الأنعام : ١٤١)

''کھاؤ، پیو، اسراف مت کرو، اللہ اسراف کرنے والا کو پسند نہیں کرتا۔''

❀ فرمان الٰہی ہے:

﴿وَالَّذِينَ إِذَا أَنْفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا﴾(الفرقان : ٦٧)

''(متقی) وہ لوگ (ہیں)، جو خرچ کرتے وقت اسراف کرتے ہیں نہ کنجوسی، بلکہ میانہ روی سے کام لیتے ہیں۔''

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتٰى فَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، فَوَجَدَ عَلٰى بَابِهَا سِتْرًا، فَلَمْ يَدْخُلْ، قَالَ : وَقَلَّمَا كَانَ يَدْخُلُ إِلَّا بَدَأَ بِهَا، فَجَاءَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَرَآهَا مُهْتَمَّةً، فَقَالَ : مَا لَكِ؟ قَالَتْ : جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيَّ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

فَلَمْ يَدْخُلْ، فَأَتَاهُ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّ فَاطِمَةَ اشْتَدَّ عَلَيْهَا أَنَّكَ جِئْتَهَا فَلَمْ تَدْخُلْ عَلَيْهَا، قَالَ : وَمَا أَنَا وَالدُّنْيَا؟ وَمَا أَنَا وَالرَّقْمِ؟، فَذَهَبَ إِلٰى فَاطِمَةَ فَأَخْبَرَهَا بِقَوْلِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ : قُلْ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مَا يَأْمُرُنِي بِهٖ؟ قَالَ : قُلْ لَهَا فَلْتُرْسِلْ بِهٖ إِلٰى بَنِي فُلَانٍ .

”رسول اللہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے، ان کے دروازے پر ایک پردہ لٹکا دیکھا، تو اندر تشریف نہ لائے، حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی گھر داخل ہوتے، تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس پہلے تشریف لاتے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ آئے، تو انہوں نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو پریشان دیکھا، وجہ پوچھی، تو کہنی لگیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری طرف آئے تھے، لیکن اندر تشریف نہیں لائے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے، عرض کیا: اللہ کے رسول! فاطمہ پریشان ہیں کہ آپ ان کی طرف آئے ہیں، مگر اندر تشریف نہیں لائے، فرمایا: میرا دنیا سے کیا تعلق؟ میرا نقش ونگار سے کیا تعلق؟ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی خبر دی، تو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھئے کہ وہ مجھے کیا حکم فرماتے ہیں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا: فاطمہ سے کہیے کہ وہ (نقش ونگار والا پردہ) فلاں قبیلہ کو دے دیں۔“

(صحيح البخاري : 2613، سنن أبي داود : 4149، واللّفظ لهٗ)

سوال: لیٹ کر قرآن کریم کی تلاوت کرنا کیسا ہے؟

www.KitaboSunnat.com

جواب: لیٹ کر تلاوت جائز ہے، خواہ زبانی کرے، خواہ مصحف سے دیکھ کر۔
رسول اللہ ﷺ لیٹ کر تلاوت کر لیتے تھے۔

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

كَانَ يَتَّكِئُ فِي حِجْرِي؛ وَأَنَا حَائِضٌ، ثُمَّ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ.

''نبی کریم ﷺ میری گود پہ سر رکھ کر قرآن کی تلاوت فرماتے، حالانکہ میں حائضہ ہوتی۔''

(صحيح البخاري: 297، صحيح مسلم: 301)

سوال: چلتے پھرتے قرآن کریم کی تلاوت کرنا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: کیا بنی اسرائیل پر پچاس نمازیں فرض کی گئیں تھی؟

جواب: ثابت نہیں۔

سوال: کیا قبلہ کی طرف منہ کر کے سونا سنت ہے؟

جواب: ثابت نہیں۔

سوال: کیا زلزلہ کے وقت نماز پڑھنا ثابت ہے؟

جواب: اللہ اپنے بندوں کے لیے نشانیاں ظاہر کرتا ہے، ان میں زلزلہ بھی ہے جو برے لوگوں کے لیے آفت اور نیک لوگوں کے لیے آزمائش ہوتا ہے، زلزلوں میں نیک و بد دونوں کام آتے ہیں، قیامت کے دن ہر ایک کو اس کی نیت اور عقیدے پر اٹھایا جائے گا، ان حالات میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور دیگر اسلاف کا عمل مشعل راہ ہے، زلزلہ کی وجوہات پر بحث کے بجائے؟ قرب الٰہی کی کوشش کرنی چاہیے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

① عبداللہ بن حارث انصاری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ لَيْلًا فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : لَا أَدْرِي هَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَجَدْتُ قَالُوا : نَعَمْ قَدْ وَجَدْنَا، فَانْطَلَقَ مِنَ الْغَدِ، فَصَلّٰى بِهِمْ فَكَبَّرَ وَقَرَأَ وَرَكَعَ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهٗ فَقَرَأَ، ثُمَّ رَكَعَ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهٗ فَقَرَأَ، ثُمَّ رَكَعَ، ثُمَّ سَجَدَ، ثُمَّ قَامَ فَقَرَأَ، ثُمَّ رَكَعَ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهٗ فَقَرَأَ، ثُمَّ رَكَعَ وَسَجَدَ فَكَانَتْ صَلَاتُهٗ سِتَّ رَكَعَاتٍ فِي أَرْبَعِ سَجَدَاتٍ .

''ایک رات (بصرہ میں) زلزلہ آیا، تو سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرمانے لگے: میں نے زلزلہ محسوس کیا ہے، معلوم نہیں آپ نے محسوس کیا ہے کہ نہیں؟ لوگوں نے کہا: جی ہاں ہم نے بھی (زلزلے کے جھٹکے) محسوس کیے ہیں، تو سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما صبح سویرے نکلے اور لوگوں کو نماز (زلزلہ) پڑھائی۔ (جس کا طریقہ کچھ یوں تھا کہ) آپ رضی اللہ عنہ نے اللہ اکبر کہا، قرأت کی اور رکوع کیا، پھر رکوع سے سر اٹھا کر قرأت شروع کر دی، پھر رکوع کیا، پھر رکوع سے اُٹھ کر قرأت شروع کر دی، پھر رکوع کیا، پھر سجدہ کیا، اس کے بعد کھڑے ہوئے اور قرأت شروع کی، پھر رکوع کیا، پھر رکوع سے سر اٹھایا اور قرأت شروع کر دی، پھر رکوع کیا اور سجدہ کیا۔ اس (دو رکعت) نماز میں آپ رضی اللہ عنہ نے چھ رکوع کیے اور چار سجدے کیے۔''

(الأوسط لابن المنذر : 2918، وسندهٗ صحيحٌ)

② جعفر بن برقان رحمہ اللہ کہتے ہیں:

كَتَبَ إِلَيْنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ فِي زَلْزَلَةٍ كَانَتْ بِالشَّامِ : أَنِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اخْرُجُوا يَوْمَ الِاثْنَيْنِ مِنْ شَهْرِ كَذَا وَكَذَا، وَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنكُمْ أَنْ يُّخْرِجَ صَدَقَةً فَلْيَفْعَلْ، فَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ : ﴿قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى﴾(الأعلٰى : ١٥) .

''عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ نے ہمیں شام میں آنے والے زلزلے کے متعلق خط لکھا کہ آپ فلاں مہینے میں اتوار کے دن نکلیں اور جو کوئی صدقہ کر سکتا ہے، کرے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ❊ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى﴾(الأعلٰى : 15) ''یقیناً وہ کامیاب ہو گیا جس نے تزکیہ نفس کیا، اللہ کا نام لیا اور نماز پڑھی۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 472/2، وسندهٗ صحيحٌ)

سوال: کیا سفر پر جانے سے پہلے استخارہ کرنا چاہیے؟

جواب: ہر اہم کام کے لیے استخارہ کرنا مشروع و مستحب ہے۔

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

فِيهِ اسْتِحْبَابُ صَلَاةِ الْإِسْتِخَارَةِ لِمَنْ هَمَّ بِأَمْرٍ سَوَآءٌ كَانَ ذٰلِكَ الْأَمْرُ ظَاهِرُ الْخَيْرِ أَمْ لَا .

''ہر کام سے پہلے استخارہ مستحب ہے، اس میں بظاہر خیر ہو یا نہ ہو۔''

(شرح مسلم : 144/5)

سوال: کیا سفر کے لیے جمعرات کا دن اختیار کرنا مستحب ہے؟

جواب: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر جمعرات کو سفر پر جاتے تھے۔

❁ سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

لَقَلَّمَا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ، إِذَا خَرَجَ فِي سَفَرٍ إِلَّا يَوْمَ الْخَمِيسِ .

''رسول اللہ ﷺ اکثر سفر پر جاتے، تو جمعرات کو جاتے تھے۔''

(صحيح البخاري : 2949)

سوال: کیا سفر سے واپسی پر مسجد میں دو رکعت پڑھنا سنت ہے؟

جواب: مستحب ہے کہ جب سفر سے واپسی ہو، تو گھر جانے سے پہلے مسجد آئے، دو رکعت پڑھے، پھر گھر جائے۔

انسان زندگی میں کئی سفر کرتا ہے اور سفر کے حوالے سے نبی کریم ﷺ کی رہنمائی یہ ہے کہ سفر سے واپسی پر مسجد میں جائیں، دو رکعت نماز ادا کرنے کے بعد گھر کا رُخ کرے۔ یہ سنت مِہجورہ ہے، اسے زندہ کرنا چاہیے، برکتیں آپ پہ نازل ہونے کا بہانہ ڈھونڈتی ہیں۔

① سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَقْدَمُ مِنْ سَفَرٍ، إِلَّا نَهَارًا فِي الضُّحٰى، فَإِذَا قَدِمَ بَدَأَ بِالْمَسْجِدِ، فَصَلّٰى فِيهِ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ جَلَسَ فِيهِ .

''نبی کریم ﷺ دن میں چاشت کے وقت ہی سفر سے لوٹتے۔ سب سے پہلے مسجد جاتے اور دو رکعت نماز ادا کرتے۔''

(صحيح البخاري : 3088، صحيح مسلم : 716)

❀ ایک روایت میں ہے:

ثُمَّ جَلَسَ فِيهِ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پھر مسجد میں ہی بیٹھ جاتے۔''

(صحیح مسلم : 716)

✿ حافظ نووی رحمہ اللہ (م:676ھ) لکھتے ہیں:

فِي هٰذِهِ الْأَحَادِيثِ اسْتِحْبَابُ رَكْعَتَيْنِ لِلْقَادِمِ مِنْ سَفَرِهٖ فِي الْمَسْجِدِ أَوَّلَ قُدُومِهٖ، وَهٰذِهِ الصَّلَاةُ مَقْصُودَةٌ لِّلْقُدُومِ مِنَ السَّفَرِ، لَا أَنَّهَا تَحِيَّةُ الْمَسْجِدِ، وَالْأَحَادِيثُ الْمَذْكُورَةُ صَرِيْحَةٌ .

''ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ سفر سے لوٹنے والا سب سے پہلے مسجد میں دو رکعت ادا کرے۔ یہ سفر سے لوٹنے کی نماز ہے نہ کہ تحیۃ المسجد۔ مذکورہ احادیث اس پر صریح دلیل ہیں۔''

(شرح مسلم :248/1)

✿ امیر المومنین فی الحدیث، فقیہ امت، امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث پر بَابُ الصَّلَاةِ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ (سفر سے واپسی پر نماز کا بیان) قائم کیا ہے۔

② سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

اِشْتَرٰی مِنِّي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعِيرًا، فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِينَةَ أَمَرَنِي أَنْ آتِيَ الْمَسْجِدَ، فَأُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے اونٹ خریدا، مدینہ تشریف لائے، تو مجھے حکم دیا کہ میں مسجد میں آ کر دو رکعت ادا کروں۔''

(صحیح البخاري : 443، صحیح مسلم : 715، واللّفظ لهٗ)

③ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ أَقْبَلَ مِنْ حَجَّتِهٖ، دَخَلَ الْمَدِينَةَ، فَأَنَاخَ عَلٰى بَابِ مَسْجِدِهٖ، ثُمَّ دَخَلَهٗ، فَرَكَعَ فِيهِ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ انْصَرَفَ إِلٰى بَيْتِهٖ، قَالَ نَافِعٌ : فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ كَذٰلِكَ يَصْنَعُ .

”رسول ﷺ سفر حج سے واپس ہوئے، تو مدینہ پہنچ کر سواری مسجد کے دروازے پر بٹھا دی، مسجد میں داخل ہو کر دو رکعت ادا کیں اور گھر تشریف لے گئے۔“

نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا طریقہ بھی یہی تھا۔“

(مسند الإمام أحمد : 129/2، سنن أبي داوٗد : 2782، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سفر سے واپس آتے، تو مسجد میں دو رکعت ادا کرتے۔

(فضل الصلاة على النّبي للإمام إسماعيل القاضي : 99، وسندهٗ صحيحٌ)

سوال: کیا سفر سے واپس آنے والے کا استقبال کرنا مستحب ہے؟

جواب: جی ہاں۔ حدیث میں ثابت ہے۔

(صحيح البخاري : 1798، 5965)

سوال: کیا جمعہ کے دن سفر کرنا جائز ہے؟

جواب: جمعہ کے دن سفر جائز ہے، ممانعت یا کراہت پر کوئی دلیل نہیں۔

سوال: درج ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❁ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِذَا انْفَلَتَتْ دَابَّةُ أَحَدِكُمْ بِأَرْضٍ فَلَاةٍ فَلْيُنَادِ : يَا عِبَادَ اللّٰهِ !

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

احْبِسُوا عَلَيَّ، يَا عِبَادَ اللّٰهِ! احْبِسُوا عَلَيَّ؛ فَإِنَّ لِلّٰهِ فِي الْأَرْضِ حَاضِرًا، سَيَحْبِسُهُ عَلَيْكُمْ.

''سواری جنگل بیابان میں بھاگ جائے، تو یوں آواز دیں: اللہ کے بندو! میری سواری پکڑ دو، اللہ کے بندو! میری سواری پکڑ دو، اللہ کے بہت سے بندے (فرشتے) زمین میں ہوتے ہیں، وہ سواری پکڑ دیں گے۔''

(المُعجم الكبير للطّبراني: 217/10، ح: 10518، واللّفظ لهٗ، مسند أبي يعلٰى: 177/9، ح: 5269، عمل اليوم واللّيلة لابن السّنّي: 509)

جواب: سند سخت ''ضعیف'' ہے۔

① معروف بن حسان ''ضعیف و غیر معروف'' ہے۔

امام ابوحاتم رازی رحمہ اللہ نے اسے ''مجہول'' قرار دیا ہے۔

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم: 323/8)

امام ابن عدی رحمہ اللہ نے ''منکر الحدیث'' کہا ہے۔

(الكامل في ضُعفاء الرّجال: 325/6)

حافظ ہیثمی رحمہ اللہ نے ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔ (مَجمع الزّوائد: 132/10)

اس کی توثیق ثابت نہیں۔

② قتادہ بن دعامہ ''مدلس'' ہیں۔ سماع کی تصریح نہیں کی۔

③ سعید بن ابی عروبہ ''مدلس'' اور ''مختلط'' ہیں۔

④ حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

حَدِيثٌ غَرِيبٌ أَخْرَجَهُ ابْنُ السُّنِّيِّ وَالطَّبَرَانِيُّ، وَفِي السَّنَدِ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

انْقِطَاعٌ بَيْنَ ابْنِ بُرَيْدَةَ وَابْنِ مَسْعُودٍ .

''یہ غریب حدیث ہے، اسے ابن السنی اور طبرانی نے بیان کیا ہے، سند میں ابنِ بریدہ اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے درمیان انقطاع ہے۔''

(شرح الأذکار لابن علان : 150/5)

ابن السنی کی سند میں ابنِ بریدہ اور سیدنا ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کے درمیان عَنْ أَبِیهِ کا واسطہ ہے، یہ ناسخ کی غلطی ہے، حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ نے اس سند کو منقطع قرار دیا ہے، دوسرے یہ کہ یہی سند مسند ابی یعلی کی بھی ہے، لیکن مسند ابی یعلی میں بھی یہ واسطہ مذکور نہیں، لہٰذا اس کا منقطع ہونا واضح ہے۔

❀ علامہ بوصیری رحمہ اللہ کہتے ہیں:

سَنَدُهٗ ضَعِيفٌ لِّضُعْفِ مَعْرُوفِ ابْنِ حَسَّانٍ .

''اس کی سند معروف بن حسان کی وجہ سے ضعیف ہے۔''

(اتّحاف الخِیَرۃ المَھَرۃ : 500/7)

❀ حافظ سخاوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

سَنَدُهٗ ضَعِيفٌ، لٰكِنْ قَالَ النَّوَوِيُّ : إِنَّهٗ جَرَّبَهٗ هُوَ وَبَعْضُ أَكَابِرِ شُيُوخِهٖ .

''اس کی سند تو ''ضعیف'' ہے، لیکن حافظ نووی رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ انہوں نے اور ان کے بعض اکابر نے اس کا تجربہ کیا ہے۔''

(الابتِھاج بأذکار المسافر والحاجّ، ص 39)

❀ حافظ سخاوی کے جواب میں محدث البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''عبادات تجربات سے اخذ نہیں کی جاتیں، خصوصاً ایسی عبادات جو کسی غیبی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امر سے متعلق ہوں، جیسے یہ حدیث ہے، لہٰذا تجربے کو بنیاد بنا کر اسے صحیح قرار دینے کا میلان ظاہر کرنا جائز نہیں۔ یہ کیسے ممکن ہے، جبکہ بعض لوگوں نے اس سے مصیبتوں کے وقت مردوں سے مدد مانگنے پر بھی استدلال کیا ہے۔ یہ خالص شرک ہے، اللہ محفوظ فرمائے!''

(سِلسِلة الأحاديث الضّعيفة : 2/108-109، ح : 655)

مذکورہ روایت کا ایک شاہد بھی ہے۔

❁ ابان بن صالح سے منسوب ہے کہ رسولِ اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِذَا نَفَرَتْ دَابَّةُ أَحَدِكُمْ أَوْ بَعِيرُه بِفُلَاةٍ مِّنَ الْأَرْضِ، لَا يَرٰى بِهَا أَحَدٌ، فَلْيَقُلْ : أَعِيْنُوْنِیْ عِبَادَ اللّٰهِ! فَإِنَّهٗ سَيُعَان .

''جانور یا اونٹ صحرا میں بھاگ جائے اور دکھائی نہ دے رہا ہو، تو یوں کہیں: اللہ کے بندو! میری مدد کرو۔ تو جلد ہی اس کی مدد کی جائے گی۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 7/132)

سند ''ضعیف'' ہے۔

① ابان بن صالح صغار تابعین میں سے ہیں اور براہ راست نبی اکرم ﷺ سے بیان کر رہے ہیں، لہٰذا روایت معضل (منقطع) ہے۔

② محمد بن اسحاق ''مدلس'' ہیں، سماع کی تصریح نہیں مل سکی۔

❁❁❁❁❁❁

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “